قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے — اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

کتابِ مستطاب

جامع التواریخ

فی

مقتل الحسین علیہ السلام

تالیف

مولوی فیروز حسین قریشی ہاشمی خلف مولوی اللہ دتہ قریشی ہاشمی

طالبِ دعا

سید نذر عباس

سید احمد علی

سید محمد رضا

***** ہدیۂ عقیدت *****

میں یہ ناچیز خدمت حضرت ولی العصر امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کرتا ہوں گر قبول افتد زہے عزّ و شرف۔
یہ میری دِلی دُعا ہے کہ حضرت امام آخرالزمان علیہ السّلام کی جناب میں یہ مقبول و منظور ہو اور میری نجاتِ آخروی کا ذریعہ قرار پائے آمین ثم آمین

بندہ فیروز حسینؔ قریشی ہاشمی خلف مولوی اللہ دتہ ساکن تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخان

فہرستِ مضامین جامع التّواریخ جلد اوّل

تحفۃ العوام مقبول جدید

مؤلفہ و مرتبہ عالی جناب مولانا سید منظور حسین نقوی صاحب

مطابق فتاویٰ جدید

مصدقہ علامہ سید علی نقی صاحب قبلہ

ناشر: افتخار بک ڈپو۔ اسلام پورہ لاہور ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی فَوَاۡلِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَاٰلِہٖ

مجھے انتہائی مسرت ہے کہ بالخصوص اس دور میں جبکہ جدید روشنی سے متاثر حضرات اکثر دین اور ملّتِ حق کی حمایت سے خالی نظر آتے ہیں عزیز القدر عالیت النقیر ہیں جناب مولوی نبر و حسین صاحب قریشی الہاشمی فرزند عالیجناب مولانا اللہ دتہ صاحب مرحوم نبیرہ علامہ محمد بخش صاحب مرحوم ساکن " توتہ ضلع ڈیرہ غازیخان جو ایم- اے- بی- ایڈ اور ایک تعلیمی ادارہ کے مدرس اعلیٰ ہونے کے علاوہ علوم عربیہ میں بھی مہارت رکھتے ہیں اور مزید تحصیل علوم میں مصروف ہیں انہوں نے ایک ایسے اہم کام کا بیڑا اٹھایا جس کے لئے بہت بڑی ہمت معیاری قابلیت اور وسیع مطالعہ اور وقت کی ضرورت تھی ۔

پھر بھی اکثر وہ کتب جو عراق ایران مصر اور ہندوستان میں تاریخ کربلا کے متعلق دستیاب ہو سکیں ان سب کا خلاصہ اس کتاب میں جمع کر دیا ہے ۔ اور ہر اہم واقعہ کو ہر کتاب سے اس طرح نقل کیا ہے کہ اس کا مکمل مفہوم مقصد سلیس اُردو زبان میں واضح ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کا نام جامع التواریخ رکھا ہے ۔

یہ ایک ایسا ہمہ گیر اور احسن طریقہ ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد کسی مذہب و ملّت کو کسی واقعہ کے متعلق شک و شبہہ کی گنجائش نہیں رہتی ۔ اور نہ کوئی اسے اپنے عقائد یا نظریات کے خلاف تصور کر سکتا ہے اور ہر واقعہ کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے ۔

موصوف کی خواہش کے مطابق میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے اور انکی محنت وریاضت اور خلوص نیت کی وجہ سے ہر زبان دل سے آفرین نکلتی ہے مجھے توقع ہے کہ اس کا مطالعہ وسعت نظر اور کثیر معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ ثابت ہو گا میری دعا ہے کہ خداوند عالم مؤلف موصوف کی توفیقات میں اضافہ فرمائے ۔ اور ناظرین کو زیادہ سے زیادہ اس کے مطالعہ اور اس سے مستفیض ہونے کا شرف بخشے ۔ آمین ثم آمین بحق محمد و آلہ الطاہرین علیہم السلام ۔

مرزا یوسف حسین صاحب عفو عنہ

بسمہ سبحانہ　　　حامداً و مصلیاً

امابعد　میں نے کتاب مستطاب جامع التواریخ کے بعض اہم مقامات کا مطالعہ کیا ہے۔ مولف کتاب جناب مولوی فیروز حسین صاحب خلف الرشید مولوی اللہ دوتہ صاحب قریشی ہاشمی زید عزہ نے اس کی تالیف و تدوین میں بڑی عرق ریزی و جانفشانی سے کام لیا ہے خداوند اکریم ان کی توفیقات میں زیادتی فرمائے۔ اس میں شک نہیں کہ کتاب زیرِ نظر ایک عمدہ تاریخی شاہکار ہے مقررین و ذاکرین کے لیے اس کا مطالعہ اچھے عمدہ اور نرالے معلومات کی فراہمی کا باعث ہے۔ مولف موصوف نے روایات کی نقل میں پوری احتیاط سے کام لیا ہے اور ماخذ کی نشاندہی کرکے کتاب کا وزن بڑھا دیا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ خداوند متعال موصوف کو اس کارِ خیر کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور مومنین کرام کو اس کے مطالعہ کی توفیق دے۔ آمین

حسین بخش جاڑا دریا خان ضلع میانوالی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین و آلہ الطیبین الطاہرین

امابعد جامع التواریخ کے چند مقامات دیکھنے سے بے حد مسرّت ہوئی عزیزم مولوی فیروز حسین نے سلیس اُردو میں اور مختلف کتب کے حوالے سے موضوعِ کربلا بڑی محنت و عرق ریزی کے ساتھ تحریر کی ہے۔ مجھے توقع ہے ناظرین کرام اس سے فائدہ حاصل کریں گے۔ واقعہ کربلا پر مطلع ہوں گے۔ اور مولف تاریخ التواریخ کو دُعا سے یاد کریں گے۔　　　السیّد محمد عارف

جامع التواریخ کی منفرد خصوصیّات

حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام ۶۱ ھ میں کربلا میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے آج ۱۳۹۸ ھ ہے اس طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو کم و بیش ۱۳۳۷ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ حضرت کے وقت شہادت سے لیکر اس وقت تک اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں واقعہ کربلا کے موضوع پر بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں اس وقت ہند و پاکستان میں بھی اس موضوع پر بہت سی کتابیں موجود ہیں با ایں ہمہ اس کم علم نے بھی واقعۂ کربلا کے موضوع پر تاریخ کی ایک مبسوط کتاب تالیف کی جس کا نام جامع التواریخ رکھا۔ اس کتاب کی دیگر کتب تاریخ کربلا سے منفرد خصوصیات یہ ہیں۔

۱۔ جامع التواریخ کے ماخذ مصر۔ قاہرہ۔ شیراز۔ طہران۔ نجف اشرف۔ دہلی اور لکھنؤ کے مطابع کی طبع کی ہوئی کتب ہیں :۔

۲۔ جو روایت بھی جس کتاب سے نقل کر کے جامع التواریخ میں درج کی گئی ہے اس کتاب کا نام اور اس کے مؤلف کا نام احاطۂ تحریر میں لایا گیا ہے اس کے علاوہ مطبع۔ سال طباعت اور صفحات کے حوالہ جات بھی سپرد قلم کئے گئے ہیں۔

۳۔ ہر روایت اصل اقتباس کے اردو ترجمہ کی صورت میں نقل کر کے اس کتاب میں درج کی گئی ہے اور ترجمہ مطلب خیز با محاورہ اور سلیس اُردو میں کیا گیا ہے۔

۴۔ ہر واقعہ کے متعلق تاریخی اختلافات کی صورت میں مختلف مؤرخین کی تحقیقات جمع کر کے اِس کتاب میں درج کی گئی ہیں۔

۵۔ حتی الامکان ذاتی رائے دہی سے احتراز کیا گیا ہے تاکہ کسی ایک فرقہ کے نزدیک یہ کتاب کم وقعت ثابت نہ ہو۔

فیروز حسین قریشی ہاشمی ایم۔ اے۔
خلف مولوی اللہ دتہ قریشی ہاشمی۔

جامع التواریخ کے ماخذ

۱۔ کبریت الاحمر تالیف محمد باقر الخراسانی البیرجندی مطبع طہران مطبوعہ ۱۳۷۷ھ

۲۔ ینابیع المودہ مؤلفہ الحافظ سلیمان بن ابراہیم القندوزی الحنفی مطبع نجف اشرف مطبوعہ ۱۳۸۴ھ

۳۔ دمع السجوم ترجمہ نفس المہموم لخاتم المحدثین الحاج شیخ عباس القمی، از آقای حاج میرزا ابوالحسن شعرانی مطبع طہران مطبوعہ ۱۳۷۴ھ

۴۔ نفایس الاخبار من غواص بحار الاخبار والآثار تالیف آقای میرزا ابوالقاسم اصفہانی مطبع طہران۔

۵۔ ریاض القدس المسمی بحدائق الانس تالیف صدرالدین محمد بن حسن بن محمد بن نظام الدین القزوینی مطبع طہران مطبوعہ ۱۳۲۳ھ

۶۔ منتخب التواریخ تالیف حاج محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی مطبع طہران مطبوعہ ۱۳۸۲ھ

۷۔ کتاب الارشاد تالیف محمد بن محمد بن النعمان الملقب بالمفید متوفی ۴۱۳ھ مطبع طہران

۸۔ تاریخ الیعقوبی حصہ دوم تالیف احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب المعروف (بابن واضح) الاخباری متوفی ۲۹۲ھ مطبع النجف۔

۹۔ منتہی الامال جلد تالیف حاج شیخ عباس قمی مطبع طہران مطبوعہ ۱۳۷۱ھ

۱۰۔ ترجمہ تاریخ اعثم کوفی الفتوح یا تاریخ الفتوح تالیف خواجہ محمد علی متوفی ۳۱۴ھ مطبع طہران۔

۱۱۔ مقتل الحسین معروف بہ مقتل ابی مخنف تالیف لوط بن یحییٰ مطبع نجف اشرف مطبوعہ ۱۳۷۳ھ

۱۲۔ ترجمہ مقتل الحسین معروف بہ مقتل ابی مخنف تالیف لوط بن یحییٰ مطبع دہلی مطبوعہ ۱۳۴۰ھ

۱۳۔ ناسخ التواریخ جلد ششم تالیف علامہ محمد تقی مطبع طہران مطبوعہ ۱۳۱۲ھ

۱۴۔ روضۃ الشہداء تالیف ملا حسین بن علی الواعظ الکاشفی متوفی ۹۱۰ھ مطبع طہران۔

۱۵۔ ترجمہ تاریخ الامم والملوک حصہ چہارم تالیف محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ مطبع کراچی

۱۶۔ زیارت ناحیہ مقدسہ از حضرت صاحب العصر والزمان صلوات اللہ علیہ

۱۷ - خلاصۃ المصائب تالیف محمد ہادی بن مرزا علی ولد مرزا ببر علی ولد سہراب علی خاں بن طاہر خاں وزیر بادشاہ توران مطبع لکھنؤ۔

۱۸ - ترجمہ مناقب آل ابیطالب تالیف محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی مطبع کراچی۔

۱۹ - جلاء العیون تالیف ملا محمد باقر مجلسی مطبع طہران مطبوعہ ۱۳۷۶ھ

۲۰ - تذکرہ المعصومین تالیف سید علی نقی صاحب جونپوری اعلی اللہ مقامہ مطبع دہلی۔

۲۱ - ذبح عظیم تالیف خان بہادر مولوی سید اولاد حیدر صاحب فوق بلگرامی مطبع دہلی مطبوعہ ۱۹۲۰ء

۲۲ - بحر المصائب تالیف حاجی اخوند مرزا قاسم علی صاحب کربلائی مطبع لکھنؤ مطبوعہ ۱۸۹۲ء

۲۳ - ترجمہ مقتل لہوف علی قتلی الطفوف تالیف علامہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن طاؤس الحسینی مطبع لاہور۔

۲۴ - نور العین فی مشہد الحسین تالیف العالم العلامۃ ابی اسحٰق الاسفرابنی مطبع مصر۔

۲۵ - سر الشہادتین تالیف شاہ عبدالعزیز دہلوی مطبع لکھنؤ۔

۲۶ - کتاب شہادت حسینؑ تالیف امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مطبع دہلی۔

۲۷ - بحار الانوار جلد دہم تالیف ملا محمد باقر مجلسی مطبع اسلامیہ طہران مطبوعہ ۱۳۹۳ھ

۲۸ - مواعظ حسنہ یعنی مجموعہ مواعظ سرکار علامہ الشیخ عبدالعلی الہروی الطہرانی مطبع لاہور۔

۲۹ - مقاتل الطالبین تالیف علامہ ابی الفرج الاصفہانی متوفی ۳۵۶ھ مطبع القاہرہ مطبوعہ ۱۳۶۵ھ

۳۰ - تاریخ الحسین تالیف عمر ابو النصر مترجمہ شیخ محمد پانی پتی مطبع لاہور بار دوم مطبوعہ ۱۹۵۶ء

۳۱ - مروج الذہب تالیف ابی الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی متوفی ۳۴۶ھ مطبع مصر مطبوعہ ۱۳۷۷ھ۔

۳۲ - الاخبار الطوال تالیف ابی حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری مطبع القاہرہ مطبوعہ ۱۹۶۰ء۔

۳۳ - ترجمہ الاخبار الطوال تالیف ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری مطبع لاہور۔

۳۴ - اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ تالیف ابی علی الفضل بن الحسن بن الفضل الطبرسی المشہدی متوفی ۵۴۸ھ مطبع شیراز مطبوعہ ۱۳۱۲ھ۔

۳۵ - ترجمہ تاریخ ابن خلدون حصّہ چہارم تالیف عبدالرحمٰن ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ مطبع کراچی -

۳۶ - تاریخ الخلفاء تالیف علاّمہ جلال الدین السیوطی مطبع لکھنؤ -

۳۷ - مطالب السئول فی مناقب آل الرسول تالیف کمال الدین محمد بن طلحۃ الشافعی مطبع لکھنؤ -

۳۸ - کتاب الصواعق المحرقۃ تالیف شہاب الدین احمد بن حجر مطبع مصر مطبوعہ ۱۳۰۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الْمَعْصُوْمِیْنَ۔

امابعد الفقیر الحقیر خادم العلماء الامامیہ الاثنیٰ عشریہ فیروز حسین خلف المولوی اللہ دتہ نبیرۃ العلامہ محمد بخش القریشی الہاشمی المتوطن تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخان درباب واقعات کرب وبلاء جواس کم علم کی نظر سے گزرے ہیں عرض کرتا ہے بروایت طبری معاویہ کے تین لڑکے تھے۔ عبدالرحمٰن، عبداللہ اور یزید۔ عبدالرحمٰن بچپن میں ہی فوت ہوگیا تھا اور عبداللہ کم عقل اور احمق تھا۔" (تاریخ طبری۔ ۱۶۵)

بروایت علامہ جلال الدین سیوطی یزید کی ماں میسون بنت بجدل کلبی تھی"(تاریخ الخلفاء ۱۴۳۔ تاریخ یعقوبی۔ ۲۲۸)

بروایت کمال الدین یزید شراب خواری، کتوں سے کھیلنے اور اسلام کو حقیر سمجھنے کے عیوب سے معیب تھا اور اسلام کی عیب جوئی اور مذمت کیا کرتا تھا۔ (کتاب حیات الحیوان ۵۱)

بروایت علامہ قزوینی ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ معاویہ اپنے لڑکے یزید کو سازو آواز کی سماعت اور مغنیہ عورتوں کی دوستی پر ملامت اور سرزنش کیا کرتا تھا۔" (ریاض القدس ۱۹۰)

بروایت جلال الدین سیوطی ۵۰ھ میں کوہستان عنوۃً فتح ہوا۔ اس میں معاویہ

نے اہل شام کو بیعت یزید کے لئے دعوت دی یعنی اس نے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اہلِ شام نے یزید کی بیعت کر لی معاویہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے بیٹے کے لئے خلافت کا عہد لیا اور پہلا شخص ہے جس نے اپنی صحت کی حالت میں خلافت کا عہد لیا۔ پھر معاویہ نے اہل کار مدینہ مروان کی طرف لکھا کہ وہ بیعتِ یزید لے لیں مروان نے ایک خطبہ پڑھا" امیر المومنین معاویہ نے مناسب سمجھا ہے کہ تم پر سُنت ابی بکر اور عمر کے مطابق اپنے لڑکے یزید کو خلیفہ بنائے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ کسریٰ اور قیصر کا طریقہ ہے تحقیق ابوبکر اور عمر نے اپنی اولاد میں خلافت کو نہیں دیا تھا اور کسی کو اپنے خاندان کے اندر خلیفہ مقرر نہیں کیا پھر معاویہ نے ۵۱ھ میں حج کیا اور اپنے لڑکے کے لئے بیعت لی۔ (تاریخ الخلفاء ۱۳۷)

بروایت اعثم کوفی جب معاویہ بیمار ہُوا تو یزید شام کے ایک موضع حوارن مثنیہ کی طرف شکار کھیلنے چلا گیا۔ تاریخ اعثم کوفی ۳۴۰)

بروایت محمد تقی معاویہ پنجشنبہ نصف رجب ۵۹ھ میں فوت ہُوا اور یزید تین دن کے بعد دمشق میں آیا اور اپنے باپ کی قبر کی زیارت کی اور پھر اپنے محل میں داخل ہُوا۔ تین دن کسی سے ملاقات نہ کی بروز چہارشنبہ اکیس[۲۱] ماہ رجب کو بے قرار اور غمزدہ ہو کر گھر سے نکلا۔ ناسخ التواریخ[۱۶۱]۔

بروایت ملا حسین جب معاویہ فوت ہوا تو ارکانِ حکومت معاویہ نے جمع ہو کر یزید کو تختِ حکومت پر بیٹھایا۔ روضۃ الشہدا[۱۸۸]

بروایت طبری معاویہ کی وفات کے بعد یزید سے لوگوں نے بیعتِ خلافت کی یہ واقعہ رجب کی پندرھویں یا بائیسویں کا ہے بعض غرہ رجب لکھتے ہیں اس نے عبیداللہ بن زیاد کو بصرہ میں اور نعمان بن بشیر کو کوفہ میں بحال رکھا مدینہ کا حاکم ولید بن عتبہ بن ابی سفیان تھا اور مکہ کا عمرو بن سعید بن العاص۔ یزید جب والیٔ ملک ہوا تو اسے اس

کے سوا کوئی فکر نہ تھی کہ معاویہ نے جب اپنے بعد اس کے ولی عہد کرنے کے لیئے لوگوں سے بیعت طلب کی ہے تو جن لوگوں نے معاویہ کے کہنے پر بیعت نہیں کی ان سے بیعت لی جائے اور ان کی طرف سے فراغت حاصل کی جائے۔ تاریخ طبری: ۱۷۵

بروایت اعثم کوفی پس یزید نے ارادہ کیا کہ اطراف سلطنت میں فرمان بھیج کر بیعت لی جائے اس وقت مروان بن حکم والیٔ مدینہ تھا اسے معزول کر کے اپنے چچا زاد بھائی ولید بن عتبہ کو اس کی جگہ والیٔ مدینہ مقرر کیا۔ تاریخ اعثم کوفی: ۳۴۲

بروایت محمد تقی جب یزید بن معاویہ تختِ حکومت پر بیٹھا تو اطراف واکناف سلطنت میں فرمان بھیجنے کی طرف متوجہ ہُوا تاکہ دُوسری دفعہ اس کے زیرِ اثر حاکم لوگوں کو تجدید بیعت پر مجبور کریں اور ہر بلد کے حاکم کو اس نوع کا خط لکھا۔

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرحیم۔ عبد خدا یزید امیر المومنین کی طرف سے بنام فلاں امابعد تحقیق معاویہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ تھا خدا نے اسے ولایت وخلافت سے سرفراز کیا تھا۔ جتنی عمر اس کی لکھی ہوئی تھی اس وقت تک زندہ رہا جب مدت تمام ہوگئی تو فوت ہوگیا خدا اس پر رحم کرے کہ زندگی بھر لائق ستائش رہا اور نیکوکار اور پرہیزگار ہو کر مرا اور واجب ہے کہ وہ لوگ جو تیری حکومت کی حدود کے اندر موجود ہیں خواہ بڑے ہیں اور خواہ چھوٹے ہیں خواہ فاسق وفاجر ہیں اور خواہ متقی و پرہیزگار ہیں وہ ہماری تجدید بیعت کریں۔ اور ہماری متابعت کو واجب سمجھیں اور ہماری اطاعت کرنے میں جلدی کریں۔ ناسخ التواریخ ۱۶۴۔

یہ خط خفیف تفاوت کے ساتھ جلا العیون، مناقب آل ابی طالب، تاریخ اعثم کوفی، تاریخ طبری، منتہی الامال، مقتل ابی مخنف، روضۃ الشہداء، بحار الانوار اور مقتل لہوف میں منقول ہے۔

بروایت ملا حسین اور دوسرا رقعہ لکھا جو اس بات کی خبر دینے والا تھا کہ حسینؑ بن علی،

عبداللہ بن عمر۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیر سے میرے لئے بیعت لی جائے اور اس سلسلہ میں انہیں مہلت نہ دی جائے کیونکہ تاخیر کرنے کا موقع نہیں ہے اور اگر وہ میری بیعت سے انکار کریں تو ان کے سر میرے پاس بھیج دے۔ روضۃ الشہداء ۱۸۸ یہ خط ریاض القدس صفحہ ۷۵، تاریخ طبری صفحہ ۱۷۵، اور تاریخ الیعقوبی صفحہ ۲۲۹ پر بھی منقول ہے۔ خواجہ اعثم کوفی، علاّمہ ابن شہر آشوب، لوط بن یحییٰ۔ ملاّ محمد باقر مجلسی، سیّد علاّمہ ابن طاؤس، شیخ عباس قمی اور دیگر صاحبان مقاتل اور اسلامی مورخین اور محدّثین اس امر پر متفق ہیں کہ امام حسینؑ کے واسطے یہ حکم صاف لفظوں میں تھا کہ امام حسینؑ بیعت پر راضی نہ ہوں تو ان کا سر کاٹ کر فوراً بھیج دیا جائے۔

بروایت اعثم کوفی جب یہ خط ولید کے پاس پہنچا تو اس نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ولید پر افسوس ہے کہ کس نے اسے امارت میں ڈال دیا ہے مجھے حسینؑ سے کیا کام ہے۔ تاریخ اعثم : ۳۴۲

بروایت مجلسی محمد بن ابی طالب موسوی نے کہا ہے کہ جب نامہ یزید بنام ولید در باب قتل امام حسینؑ پہنچا تو یہ امر اس پر گراں گزرا اور کہا خدا نہ کرے کہ میں نواسۂ رسولؐ کو شہید کروں اگرچہ یزید تمام دُنیا دے ڈالے بحار الانوار : ۳۲۷

بروایت محمد تقی اسی اثنا میں یزید کی طرف سے حکم موصول ہوا کہ اس امر کے انجام میں ولید، مروان بن حکم سے مشورہ کرے تو فوراً ولید نے مروان کو بلانے کے لئے کسی کو دوڑایا ناسخ التواریخ، ۱۶۵۔

بروایت ابی مخنف جب مروان ولید کے پاس آیا تو اس کو اپنے پاس بٹھایا اور اس کے سامنے خط پڑھا۔ مروان نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ کسی کو بھیج کر ان چاروں کو طلب بیعت اور اظہار اطاعت کے لئے بلا۔ اگر وہ اسے بجا لائیں تو قبول کر ورنہ ان کی گردنیں اڑا دے۔ مقتل ابی مخنف : ۱۱

بروایت خواجہ اعثم کوفی ولید نے سر جھکا لیا اور کچھ دیر تک غور وفکر میں رہا۔ پھر سر اٹھا کر کہا اے کاش میں پیدا ہی نہ ہوتا اس کے بعد رونے لگا۔ مروان نے کہا اے امیر تو غمگین نہ ہو اپنے کام کی طرف متوجہ ہو آل ابوتراب ہمیشہ سے ہماری دشمن رہی ہے۔ انہوں نے عثمان کو مارا ہے معاویہ کے ساتھ جو معرکہ آرائیاں کی ہیں وہ تو نے بھی دیکھی ہیں اگر تو جلدی نہ کرے گا اور حسینؑ کو معاویہ کی خبر مل جائے گی تو پھر وہ تیرے ہاتھ نہ آئے گا۔ یزید کی طرف سے تیری حرمت اور رتبہ کو نقصان پہنچے گا۔ ولید نے کہا۔ اے مروان ان باتوں سے باز آ اور فاطمہؑ کے فرزند کے حق میں نیکی کے سوا اور کلمہ نہ کہہ وہ پیغمبر کا فرزند ہے۔ تاریخ اعثم کوفی : ۳۴۳ -

بروایت علّامہ قزوینی ولید نے غور و فکر کرنے کے بعد عمرو بن عثمان کو شرفاء اربعہ کو بلانے کے لئے بھیجا۔ ریاض القدس : ۷۵ -

بروایت خواجہ اعثم کوفی جو شخص بلانے گیا تھا اس نے گھر پر موجود نہ پایا مسجد میں جاکر دیکھا کہ تینوں بزرگوار موجود ہیں رسولؐ خدا کی قبر کے پاس بیٹھے ہیں اس نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پوچھا کس کام کے لئے آیا ہے اس نے کہا امیر تم کو بلاتا ہے حسینؑ نے جواب دیا ہم گھر جائیں گے تو وہاں سے بھی ہوتے جائیں گے قاصد نے ولید کے پاس جاکر جو کچھ ان سے جواب پایا تھا عرض کر دیا۔ قاصد کے جانے کے بعد عبداللہ بن زبیر نے امام حسینؑ سے عرض کیا اے ابا عبداللہ یہ وقت تو امیر کے اجلاس کرنے اور امور سلطنت میں مشورہ لینے کا نہیں، نہ معلوم اس نے اس وقت ہمیں کیوں بلایا ہے میرے دل میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی ہے تمہارا کیا خیال ہے، امام حسینؑ نے فرمایا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ معاویہ مر گیا ہے۔ کیونکہ میں نے گذشتہ شب خواب میں دیکھا کہ معاویہ کا منبر اوندھا ہو گیا اور اس کے گھر میں آگ لگ رہی ہے۔ بیدار ہو کر میں نے اس خواب کی تعبیر معاویہ کی موت خیال کیا۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو ہمیں

یزید کی بیعت کے لئے بلایا جا رہا ہے ۔آپ اس مُعاملہ میں کیا کریں گے ۔امام حسینؑ نے کہا : میں یزید کی بیعت اختیار نہیں کروں گا کیونکہ معاویہ نے میرے بھائی کے ساتھ اس شرط پہ عہد کرلیا تھا کہ اس کے مرنے کے بعد خلافت مجھے ملے گی اور وہ اپنی اولاد میں سے ہرگز کسی کو خلیفہ مقرر نہ کریگا اگر معاویہ مرگیا ہے تو اس نے اَپنے قول و اقرار کو پُورا نہیں کیا ہے یہ تو بڑا اہم واقعہ ہوا ہے کیا تیرا خیال ہے کہ میں یزید کی بیعت کرلوں ۔یزید شرابی، کاذب اور علانیہ فسادی شخص ہے وہ کتوں اور بندروں سے کھیلتا ہے ہم رسُولِ خدا کے اہلبیت ہیں ہم سے یہ امر وقوع میں نہیں آسکتا ۔ تاریخ اعثم کوفی ۳۴۳

ابھی یہ باتیں ہو رہی رہی تھیں کہ عمرو بن عثمان ولید کی طرف سے دوبارہ آیا اور کہا تم فارغ بیٹھے ہو امیر تمہاری انتظار کر رہا ہے ۔ ناسخ التواریخ : ۱۶۶

بروایت اعثم کوفی امام حسینؑ نے فرمایا کہ تجھ پہ تف ہے کب تک بلائے جائے گا۔ کوئی آئے نہ آئے میں ابھی آتا ہوں ولید کا قاصد واپس چلا گیا اور جا کر کہا حسینؑ ابھی تشریف لا رہے ہیں ۔مروان نے کہا وہ نہ آئیں گے تجھے دھوکا دیا ہے ۔ ولید نے کہا ایسی بات نہ کہہ حسینؑ صادق القول ہیں جو وہ کہتے ہیں اسے پُورا کرتے ہیں ۔ امام حسینؑ نے ہمراہیوں سے کہا تم جاؤ میں بھی اَپنے گھر جاتا ہوں وہاں سے ولید کے پاس جاؤں گا دیکھوں کیا کہتا ہے عبداللہ بن زبیر نے کہا میری جان آپ پر فدا ہو مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا جب تم اس کے پاس جاؤ وہ آپ کو قید کرلے یا نعوذ باللہ شہید کردے امام حسینؑ نے فرمایا میں اس کے پاس تنہا نہ جاؤں گا، اپنے اعزاء میں کچھ لوگ ہمراہ لے جاؤں گا اور کہہ دوں گا کہ ہتھیار لیکر زیرِ دامن چھپالو پھر اگر کسی نے میری طرف ٹیڑھی نظر سے دیکھا تو میں اسے فنا کردوں گا جیسا کہ تو سمجھتا ہے مجھ پہ کوئی آسانی سے قابو نہیں پاسکتا اور جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ ہو کر رہے گا پھر سب جناب رسُولِ خدا کے مزار پر آئے اور ایک دُوسرے سے رخصت ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے ۔حضرت امام حسینؑ نے غسل فرمایا۔عمدہ لباس

زیب تن فرمایا۔ دو رکعت نماز ادا کی۔ تاریخ اعثم کوفی : ۳۴۳

بروایت شیخ مفید پھر امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب اور جوانان ہاشمی جمع کر کے فرمایا : آپنے ہتھیار زیب تن کر لو کیونکہ ولید نے مجھے اس وقت بلایا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ مجھے ایسے امر پر مجبور کریگا کہ میں اسے قبول نہیں کروں گا۔ میں اس سے مامون نہیں ہوں تم سب میرے ساتھ چلو اور جب میں اس کے مکان میں داخل ہوں تو تم سب دروازے پر مسلح ٹھہرے رہنا اگر میری آواز بلند ہو تو تم بے تامل اندر چلے آنا تا کہ مجھے اس سے محفوظ رکھو۔ کتاب الارشاد : ۳۰

اس کے بعد جناب رسولؐ خدا کا عصا لیکر باہر تشریف لائے تیس جانباز مرد ساتھ تھے۔ تاریخ اعثم کوفی : ۳۴۳

بروایت محمد بن علی مازندرانی انیس[19] ہاشمی جوان ساتھ تھے۔ مناقب آل ابیطالب : ۵۶

بقول میرزا محمد تقی ایک روایت کے مطابق ان ہاشمی جوانوں کی تعداد پچاس تھی۔ ناسخ التواریخ : ۱۹۶

بروایت ملا محمد باقر مجلسی، ملا حسینؒ، سید علامہ ابن طاؤس اور علامہ قزوینی، ان کی تعداد تیس ۳۰ تھی۔ العلم عند اللہ ولید کے دروازے پر پہنچ کر امام حسین علیہ السلام نے انہیں بٹھا دیا اور تاکیداً پھر سمجھا دیا اور اندر تشریف لے گئے ولید سے سلام علیک کہا اور امارت کی مبارکباد دی۔ ولید نہایت تعظیم و تکریم اور عزت و احترام سے پیش آیا اور اپنے برابر بٹھایا۔ تاریخ اعثم کوفی : ۳۴۳

بروایت سید ابن طاؤس ولید نے آپ کو خبر مرگ معاویہ سنائی اور بیعت کے متعلق یزید کی دلی تمنا کا اظہار کیا۔ حضرت نے فرمایا : " اے ولید بیعت پوشیدہ طریقہ سے نہیں ہوا کرتی کل جب اور اہل مدینہ کو طلب کرنا مجھے بھی بلا لینا " مروان بائیں طرف پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے بول اٹھے اے امیر حسینؑ کے عذر کو ہرگز قبول نہ کر۔ بیعت نہیں کرتے تو فوراً ان کا سر کٹوا دے " یہ سننا تھا کہ امام عالی مقام

کو جلال آگیا اور مروان سے فرمایا۔ اے دشمنِ خدا تو میرے قتل کا مشورہ دیتا ہے
خدا کی قسم جان دے دوں گا مگر یزید کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دوں گا۔ پھر آپ نے ولید
سے مخاطب ہو کر فرمایا ہم نبوّت کا خاندان اور رسالت کی کان ہیں اسی گھر میں فرشتوں
کی آمد و رفت رہا کرتی ہے عالم ایجاد کا آغاز خدا نے ہمیں سے کیا اور انجام بھی ہم ہی
پر ہو گا یعنی ابتداء بھی محمدؐ سے ہے اور انتہا بھی محمدؐ ہی پر ہو گی۔ یزید شراب خوار، بدکار
خونخوار اور ناہنجار ہے میں اسکی بیعت کی ذِلّت کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتا بہتر ہے کہ
صبح تک یہ معاملہ موقوف رکھا جائے اس اثنا میں میں بھی غور کر لوں گا اور تم بھی سوچ
سمجھ لو کہ سزاوار بیعت اور حقدار خلافت حسینؓ ہے یا یزید؟ مقتل لہوف : ۱۹

آپکی زبان سے یہ الفاظ بلند آواز سے نکلے اور آپ کے عزیزوں نے جو آواز
کے منتظر تھے سُنتے ہی تلواریں نکال لیں اور چاہا کہ ولید کے گھر میں داخل ہو جائیں کہ اتنے
میں امام حسینؑ باہر چلے آئے اور فرمایا بس ٹھہر جاؤ پھر امام حسینؑ اپنے دولتسرا پر
تشریف لے آئے۔ تاریخ اعثم کوفی : ۳۴۴

بروایت ابی مخنف ولید نے مروان سے کہا افسوس تم نے میرے لئے وہ بات
پسند کی جس میں میری اور میری اولاد کی تباہی مضمر تھی خدا کی قسم میں یہ نہیں چاہتا کہ
کہ قیامت کے دن خون حسینؑ کا مجھ سے مطالبہ کیا جائے اور اس کے عوض میں تمام
دنیا کا مالک بن بیٹھوں۔ مقتل ابی مخنف : ۱۳

بروایت علامہ مجلسی بظاہر مروان نے کہا اگر تم نے اس وجہ سے میرا کہنا نہ مانا تو
خوب کیا۔ مگر دل میں اس کے فعل سے راضی نہ تھا۔ جلا العیون۔ ۳۵۰

بروایت لوط بن یحییٰ اور میرزا محمد تقی مروان غضبناک ہو کر ولید کے پاس سے اُٹھ
کھڑا ہوا۔ مقتل ابی مخنف : ۱۳، ناسخ التواریخ : ۱۶۷

بروایت علامہ مجلسی جب صبح ہوئی اور امام حسینؑ دولتسرا سے باہر تشریف لے آئے تو

تو مروان سے ملاقات ہوئی وہ کہنے لگا اے حسینؑ میری بات مان لو تمہارے لئے بہتر ہوگی فرمایا بیان کروہ کیا بات ہے۔ مروان نے کہا میں آپ کو بیعتِ یزید کی صلاح دیتا ہوں اس سے آپ کا دنیا میں بھی بھلا ہوگا اور دین میں بھی۔ حضرت نے سرد آہ بھری اور کلمہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ زبان پر جاری کیا اور فرمایا اگر یزید اُمت کا راہبر تسلیم کر لیا گیا ہے تو اسلام کا خدا ہی حافظ ہے میں نے اپنے جدّ امجد جناب رسولؐ خدا سے سُنا ہے کہ خلافت آلِ ابی سفیان پر حرام ہے۔ غرض امام حسینؑ اور مروان کے درمیان دیر تک گفتگو جاری رہی آخر مروان کھسیانا سا ہو کر گھر لوٹ گیا۔ بحارالانوار: ۳۲۶

بروایت ملا حسینؒ ولید نے کسی کو عبداللہ بن زبیر کو بلانے کیلئے بھیجا اور اس نے آنے میں بہانہ کیا یہاں تک کہ رات آپہنچی۔ عبداللہ بن زبیر اپنے خاص آدمیوں کے ایک گروہ کے ساتھ غیر معروف راستے سے مکّہ معظمہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ روضۃ الشہدا: ۱۹۱

بروایت اعثم کوفی دوسرے دن ولید نے عبداللہ بن زبیر کو طلب کیا اور موجود نہ پایا تو جانا کہ بھاگ گیا ہے سخت غصّہ آیا اور گھبرایا، مروان نے کہا جب نصیحت کرنے والے امیر کے لئے مصلحت جانتے ہیں اور اچھی رائے دیتے ہیں تو امیر ان کی نصیحت کو نہیں سُنتا ہے اور ان کی اچھی رائے کے مطابق عمل نہیں کرتا تو ایسے ہی ہوتا ہے عبداللہ مکّہ کے سوا کسی اور جگہ نہ جائیگا، کچھ آدمی اس کی تلاش کے لئے بھیج دے تاکہ اسے پکڑ لائیں غرض بنی اُمیّہ کے تیس سانڈنی سواروں کو اسے طلب کرنے کیلئے روانہ کیا۔ تاریخ اعثم کوفی ۳۴۵

بروایت ملا محمد باقر مجلسی، شیخ مفید، میرزا محمد تقی اور طبری اسّی سواروں کو عبداللہ کے پیچھے روانہ کیا۔ وہ لوگ نہایت سرعت سے روانہ ہوئے مگر اسے نہ پایا اور واپس لوٹ آئے۔ اس دن ولید، عبداللہ بن زبیر اور اس کے متعلقین کی گرفتاری میں مصروف رہا اس لئے حسینؑ بن علیؑ سے کچھ نہ کہا اور پھر آدمی بھیج کر عبداللہ بن زبیر کے عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں اور خدمتگاروں کو پکڑوا کر قید خانہ میں قید کر دیا۔ تاریخ اعثم کوفی: ۳۴۵

بروایت ملاحسین ولید نے صورتِ حال سے یزید کو مطلع کیا۔ روضتہ الشہداء ۱۹۱
بروایت اعثم کوفی یزید کی طرف سے ان تحریروں کا جواب آگیا لکھا تھا، تمہارا خط پہنچا اور حال معلوم ہوا مدینہ والوں کی نسبت جو تم نے لکھا ہے کہ وہ میری بیعت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ان کو دوبارہ طلب کرکے پھر تاکید شدید کرنی چاہیئے اوران سے بیعت لینی چاہیئے عبداللہ بن زبیر کو اس کے حال پہ چھوڑ دو وہ جہاں کہیں جائیگا ہماری کمند اس کے گلوگیر رہے گی لومڑی چاند سے بھاگ کر کہاں جاسکتی ہے۔ اور اس خط کے جواب کے ساتھ حسینؑ بن علیؑ کا سر میرے پاس بھیج دے اور اگر تو ان تمام احکام کو بجا لائیگا اور میری اطاعت اور فرمانبرداری سے باہر نہ جائیگا تو میں تجھے بہت بڑا مرتبہ عطا کروں گا اور لشکرِ عظیم کی سپہ سالاری دوں گا تو بے حد دولت وحشمت والا بن جائیگا۔ والسلام۔ جب یزید کا یہ خط ولید کے پاس پہنچا اور اس نے یہ مضمون پڑھا تو سخت فکرمند ہوا۔ کہا لاحول ولا قوۃ الّا باللہ اگر یزید تمام دولت بھی مجھے دے تب بھی میں فرزند جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے خون میں شریک نہیں ہوں گا۔ تاریخ اعثم کوفی : ۳۴۵

بروایت ملاحسینؒ ولید نے یزید کے خط کا مضمون نقل کرکے ایک واقف راز کے ہاتھ امام حسینؑ کی خدمت میں بھجوادیا اور پیغام دیا کہ یا ابنِ رسولؐ اللہ لحہ بہ لحہ یزید کا خط پہنچتا ہے اور متواتر آپ کے قتل کا حکم دیتا ہے میں اس معاملہ میں حیران و پریشان ہوں لیکن حضرت امام حسینؑ علیہ السلام صورتِ حال سے آگاہ ہوئے اور صبر کیا۔
روضتہ الشہدا : ۱۹۱ -

رسالہ البلاالمبین میں منقول ہے کہ جب امام حسینؑ نے مدینہ کا قیام موجب رنج ومحسن سمجھا اور حفاظت حرمت و جان دشوار سمجھی تو مکّہ معظمہ کا قصد ہجرت فرمایا رات کے وقت حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے جدِ امجد پیغمبرؐ خدا کے روضہ مطہر پہ حاضر ہوئے۔
"عرض کیا اے خدا کے رسولؐ! آپ پہ سلام ہو میں آپکی دختر جناب فاطمۃ الزہرا

کا فرزند اور آپ کا نواسہ حسینؑ ہوں آپ کا وہ نواسہ ہوں جس کو آپ اپنی اُمت میں اپنا خلیفہ اور جانشین بنا گئے تھے۔ اے خدا کے نبی! آپ ان پر گواہ رہیں کہ انہوں نے مجھے تنہا چھوڑ دیا یہ فرما کر امام حسینؑ نماز میں مشغول ہو گئے اور صبح تک اپنے جدّ بزرگوار کے مزار پر عبادت میں مصروف رہے اسی شب ولید نے ایک شخص کو حضرت امام حسینؑ کے دولتسرا پر بھیجا تاکہ دیکھے کہ حضرت مدینہ منوّرہ سے کوچ کر گئے ہیں یا موجود ہیں چونکہ حضرت اپنے جدّ بزرگوار کے مزار پر گئے ہوئے تھے اسلئے حضرت کو دولتسرا پر نہ پایا اس نے ولید کو جا کر خبر دی کہ حضرت اپنے گھر پر تشریف نہیں رکھتے ہیں جب ولید نے اس کی یہ بات سُنی تو کہا میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ حضرت امام حسینؑ شہر سے ہجرت کر گئے ہیں اور میں ان کے خون میں ملوث نہ ہوا۔ صبح ہوئی تو حضرت دولتسرا میں تشریف لے آئے۔

جب دوسری رات ہوئی تو حضرت امام حسینؑ مزار رسولؐ پہ حاضر ہوئے اور ضریح اقدس کے متصل کھڑے ہو کر چند رکعت نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہا اے خداوند تعالیٰ یہ تیرے پیغمبرؐ کی قبر ہے اور میں تیرے نبی کی دختر کا فرزند ہوں مجھے جو امور پیش ہے تو اسے اچھی طرح جانتا ہے۔ خداوندا میں نیکی کو عزیز رکھتا ہوں اور بُرائی سے بیزار ہوں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے ذوالجلال والاکرام بحق قبر اور بحق اس کے جو اس قبر میں ہے، میرے لئے وہ چیز اختیار فرما جس میں تیری اور تیرے رسولؐ کی خوشنودی ہو۔ پھر امام حسینؑ صبح تک تضرع و زاری اور مناجات درگاہِ باری تعالیٰ میں مستغرق رہے جب طلوع صبح کا وقت قریب ہوا تو امام حسینؑ نے اپنا سرِ اقدس اپنے نانا محمدؐ مصطفےٰؐ کی ضریح مبارک پر رکھا اس وقت امام حسینؑ کو نیند آ گئی عالمِ خواب میں دیکھا کہ جناب پیغمبرؐ خدا تشریف لائے ہیں اور بے شمار ملائکہ احاطہ کئے ہوئے ہیں، جناب پیغمبرؐ خدا نے امام حسینؑ کو اپنے سینہ اقدس سے لگایا اور حضرت کی پیشانی پر بوسے دیئے، اور فرمایا اے میرے حبیب حسینؑ! عنقریب صحرائے کربلا میں اشقیاء تیرا سَر بدن سے جُدا

کریں گے اور تو اپنے خون میں اس گروہ کے نرغہ میں لوٹ رہا ہوگا تو اس وقت پیاسا ہوگا مگر وہ تجھ کو پانی نہ دیں گے حالانکہ وہ یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ میری اُمّت سے ہیں اس لئے وہ میری شفاعت کی امید رکھیں گے حق تعالیٰ ان کو بروز قیامت میری شفاعت سے محروم رکھے گا، اے میرے حبیب حسینؑ! تمہارے والد علیؑ مرتضیٰ اور تمہاری والدہ فاطمۃ الزہرا اور تمہارا بھائی حسنؑ مجتبیٰ میرے پاس موجود ہیں وہ تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں اے میرے نواسے آپ کے لئے بہشت میں منازل اور مراتب مقرر ہیں جن کو آپ بغیر حصول درجۂ شہادت نہیں پا سکتے ہیں امام حسینؑ نے حالتِ خواب میں از روئے تضرع و زاری بنگاہِ حسرت اپنے جدّ امجد کی طرف دیکھ کر استدعا کی: اے نانا مجھے دنیا کی طرف جانے کی حاجت نہیں ہے مجھے اپنے ساتھ قبر میں لیجیئے جناب رسولؐ خدا نے امام حسینؑ سے فرمایا دنیا کی طرف لوٹنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے یہاں تک کہ تو شہادت کا مزا چکھے اور وہ ثواب جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں مقرر کر رکھا ہے اسے حاصل کرے پس آپ، آپکا والد، آپکا بھائی آپکا چچا اور آپکے والد کا چچا بروز قیامت ایک جگہ محشور ہوں گے۔ اور اکٹھے بہشت میں داخل ہوں گے۔ پس امام حسینؑ یہ خواب دیکھ کر پریشان حال نیند سے بیدار ہوئے اور اپنے دولتسرا میں تشریف لے گئے اور یہ خواب اپنے اہلبیتؑ سے بیان کیا اس دن مشرق اور مغرب میں کوئی گھر ایسا نہ تھا جس کا حزن و ملال، اہلبیت رسول اللہ کے رنج و الم سے زیادہ نہ ہوا اس وقت امام حسینؑ نے مدینہ سے مکہ جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ امام حسینؑ پھر آدھی رات کے وقت مزار رسولؐ خدا پر حاضر ہوئے چند رکعت نماز پڑھی اور اس مرقد مبارک سے پھر وداع کیا اس کے بعد اپنی مادر گرامی کی تربت پر پہنچے اور اسے وداع کیا اس کے بعد امام حسنؑ کے مزار پر تشریف لے آئے اور اس سے وداع کیا صبح کے وقت دولتسرا میں تشریف لے آئے اور آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

بحار الانوار جلد دہم : ۲۲۷ -

بروایت ابو اسحٰق اسعرائنی اہل بیت رسولؐ خدا ہی محمد بن حنفیہ کے گھر تشریف لے گئے کیونکہ محمد بن حنفیہ بیمار تھے ۔ نور العین فی مشہد الحسین : ۱۵

مگر میرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم ، شیخ عباس قمی نے منتہی الامال میں ، احمد بن اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی میں اور شیخ مفید نے کتاب ارشاد میں لکھا ہے کہ محمد بن حنفیہ ہی حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ محمد بن حنفیہ نے کہا اے میرے بھائی حسینؑ ! میں آپ کے ہمراہ اہل و عیال اور پیادہ سوار دیکھ رہا ہوں کیا معاملہ ہے امام حسینؑ نے محمد بن حنفیہ کو اس چیز سے بھی آگاہ کیا کہ اہل کوفہ نے میری طرف ایک ہزار خط ارسال کئے کہ ہم آپ کو خلیفہ بنائیں گے محمد بن حنفیہ سخت روئے اور عرض کیا اے میرے بھائی ! آپ کا کوفہ اور عراق سے کیا تعلق ہے بے شک ان کے تمام حالات مجسمہ نفاق ہیں اور ان میں رحمدلی مفقود ہے ان کے لئے ضرب المثل ہے کوئی وفا نہیں کرتا اور عراق کے لوگ طاقت نہیں رکھتے اے میرے بھائی ! وہ ایک ایسی قوم ہے جنہوں نے آپ کے والد کے ساتھ دھوکہ کیا تھا اور آپ کے بھائی کے ساتھ اپنے دلوں میں دشمنی چھپائے ہوئے تھے ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے اے میرے بھائی ! آپ یہاں اپنے نانا بزرگوار کے حرم شریف میں اور اپنے والد بزرگوار کے مسکن میں یا میرے گھر میں یا جو اچھی رہائش گاہ آپ پسند کریں اس میں رہیں فاجروں کے ملک میں تشریف نہ لے جائیں اور اگر آپ یہاں رہنا نہیں چاہتے تو آپ مکہ کی طرف تشریف لے جا کر اپنے اہل بیت اور اصحاب میں رہیں اے میرے بھائی! ان میں رہتے ہوئے آپ کی قدر و منزلت ارفع و بلند ہوگی اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل ہوگی، اے بھائی ! کوفہ اور عراق کی طرف سفر ترک کر دیں کیونکہ ان کی حرکات سے ہمارے دل جلے ہوئے ہیں ۔ آپ مدینہ میں رہ جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیماری سے شفا دے میں آپ کے

ہمراہ چلوں گا اور دیکھوں گا کہ کیا ہوتا ہے میں اپنی جان آپ پر فدا کروں گا امام حسینؑ علیہ السلام نے اس سے انکار کر دیا اور فرمایا میرے لئے سفر کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے اور مجھے ان ستمگر کے سوا جو میرے ہم رکاب ہیں کسی ایک کی ضرورت نہیں ہے اور وہ میرے اقربا اور میرے بھائی ہیں اس کے بعد امام حسینؑ کے بھائی محمد بن حنفیہ زار زار رونے لگے۔ نور العین فی مشہد الحسینؑ تالیف ابو اسحٰق اسفرائنی : ۱۵ / ۱۶

امام حسینؑ نے محمد بن حنفیہ سے فرمایا کہ اگر آپ مدینہ میں رہ جائیں تو تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے آپ میری طرف سے ان پر بطور نگران رہ جائیں ان کے افعال سے کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہ رکھیں۔ ناسخ التواریخ : ۱۷۱

بروایت ابو اسحٰق اسفرائنی محمد بن حنفیہ مدینہ میں اس لئے رہ گئے کیونکہ وہ بیمار تھے۔ "اسی اثنا میں عبداللہ بن عباس تشریف لے آئے امام حسینؑ اور محمد بن حنفیہ کو السلام علیکم کہا اور ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے اور امام حسینؑ سے کہنے لگے اے چچا زاد بھائی اس قافلہ کی جو آپ کے ساتھ ہے خبر دیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں کوفہ اور عراق کے سفر کا ارادہ رکھتا ہوں کیونکہ انہوں نے میری طرف ایک ہزار خطوط بھیجے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لے آئیں اور یزید سے اپنی خلافت واپس لے لیں ہم آپ کی امداد کریں گے اور انہوں نے میری طرف یزید کے جور و ستم کی شکایت کی میں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی پھر انہوں نے میری طرف آخری خط بھیجا جس میں انہوں نے مجھے کہا اگر آپ تشریف نہ لائے تو ہم اللہ کے حضور میں فریاد کریں گے اور کہیں گے کہ اے اللہ تعالیٰ ہمیں امام حسینؑ سے اپنا حق دلوا پھر اس حالت میں آپ کیا جواب دیں گے۔ اس لئے میں نے ان کی طرف سفر کا ارادہ کر لیا۔ عبداللہ بن عباس نے حضرت امام حسینؑ سے کہا کہ آپ یہاں توقف کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ کو شفا دے۔ میں، محمد بن اور ہمارا سارا خاندان آپ کے ہمراہ چلے گا تاکہ ہم دیکھیں کہ اہل کوفہ اور اہل عراق

کی طرف سے آپ پر کیا گزرتی ہے کیونکہ میں آپ کے لئے مطمئن نہیں ہوں، حضرت امام حسینؑ نے فرمایا آپ میرے ساتھ نہ چلیں مجھے سوائے ان لوگوں کے جو میرے ساتھ ہیں کسی اور کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہو کر رہے گی یہ جواب عبداللہ بن عباس پر دشوار گذار ۔ نورالعین : ۱۶

بروایت علامہ مجلسی حضرت امام حسینؑ نے قلم دوات اور کاغذ طلب کیا اور یہ وصیت نامہ اپنے بھائی محمد کے لئے لکھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ یہ وصیت نامہ حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب کا اپنے بھائی محمد المعروف با بن حنفیہ کی طرف ہے بہ تحقیق حسینؑ گواہی دیتا ہے کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے تحقیق محمدؐ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے جو بحق و راستی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے بے شک بہشت اور دوزخ حق ہیں اور قیامت آئیگی اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ سب کو جو قبروں میں زندہ کرے گا اور میں نے از روئے طغیان و عدوان اور ظلم و فساد ہجرت نہیں کی بلکہ محض اپنے نانا کی امت کی اصلاح کی خاطر روانہ ہونا چاہتا ہوں کہ نیکیوں کا حکم دوں اور بدیوں سے منع کروں اور اپنے جدّ بزرگوار اور اپنے والد عالی قدر کی سیرت پر عمل کروں جو شخص میرا حکم قبول کرے گا حق تعالیٰ اسے جزائے خیر دیگا اور جو میرے حکم سے تخلف کریگا میں صبر کرونگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور اس گروہ کے درمیان حق و راستی کے ساتھ حکم کرے اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اے میرے بھائی یہ تم کو میری وصیت ہے نہیں میری توفیق مگر اللہ تعالیٰ سے یعنی اللہ کے سوا کوئی توفیق دینے والا نہیں ہے اس پر ہی میں توکل کرتا ہوں اور اس کی طرف ہی میری بازگشت ہوگی ۔ بحارالانوار : ۳۲۹ ، ۳۳۰

بروایت ملا محمد باقر مجلسی، احمد بن اعثم کوفی، شیخ عباس قمی اور محمد قزوینی اس

امام حسینؑ نے وصیت نامہ کو لپیٹا اور مہر فرما کر محمد بن حنفیہ کو دیا اور وداع کیا۔

بروایت علامہ مجلسی ابن قولویہ نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے جب امام حسینؑ نے ارادہ کیا کہ مدینہ سے باہر چلے جائیں تو عورات بنی ہاشم جمع ہوئیں اور صدائے گریہ و نوحہ وزاری بلند کی۔ امام حسینؑ نے جب ان کی نالہ وزاری ملاحظہ فرمائی تو فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ صبر کرو اور رونے پیٹنے سے ہاتھ اٹھاؤ انہوں نے کہا اے سید و سردار ہم کس طرح نالہ و بیقراری سے باز رہیں حالانکہ آپ جیسا بزرگوار بحسرت ویاس ہم سے جاتا ہے اور ہم بیکسوں کو غریب وتنہا چھوڑتا ہے اور انجام کار ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوگا اب نالہ و بیقراری کس دن کے لئے رہنے دیں قسم بخدا یہ دن ہمارے لئے مثل اس دن کے ہے جس دن جناب رسولؐ خدا نے دنیا سے انتقال کیا اور مثل اس روز کے ہے جس روز جناب فاطمہؑ نے انتقال کیا اور مثل اس روز کے ہے جس روز امیرالمومنینؑ شہید ہوئے اے محبوب قلوب مومنان اے یادگار بزرگواران! خدا ہماری جانوں کو آپ پر سے فدا کرے بعد اس کے امام حسینؑ کی ایک پھوپھی تشریف لائیں اور نوحہ وزاری کرکے کہا اے نور دیدہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اس وقت میں نے سُنا جنات تم پر نوحہ کرکے کہہ رہے ہیں شہید کرب وبلا نے آل بنی ہاشم سے قریش کی گردنوں کو ذلیل کیا وہ بزرگوار جو حبیب رسولؐ خدا تھا اور ہرگز کوئی بدی اس سے ظاہر نہ ہوئی اس کی مصیبت نے لوگوں کی ناکوں کو خاک پر رگڑ دیا پس ان مخدرات حجرات طہارت و سیادت نے ایک آواز ہوکر مرثیہ ہائے جانسوز مصیبت امام حسینؑ پر پڑھے اور اشکہائے خونین آنکھوں سے جاری کرکے اس امام مظلوم کو وداع کیا۔

قطب راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب جناب امام حسینؑ نے مدینہ سے جانے کا قصد فرمایا تو ام سلمہ زوجہ طاہرہ جناب رسولؐ خدا، سیدالشہداء کے پاس آئیں اور کہا اے فرزند گرامی مجھے اپنے سفر عراق سے اندوہ گین وملول نہ کرو اس لئے کہ میں نے

تمہارے جدّ بزرگوار سے سُنا ہے فرماتے تھے میرا فرزند دلبند حسینؑ زمین عراق میں تیغ جور اہل کفر و نفاق سے شہید ہوگا حضرت نے فرمایا مجھے بجز جانے کے کوئی چارہ نہیں ہے حکم خدا کی تعمیل کرتا ہوں اور بخدا میں جانتا ہوں کہ کس روز شہید ہونگا اور کون مجھے شہید کریگا اور کس زمین پر دفن ہونگا اور ان کو بھی جانتا ہوں جو اہلبیت سے میرے ہمراہ ہونگے اور شہید ہونگے اے مادر گرامی ! اگر آپ چاہیں تو وہ جگہ جہاں میں شہید اور دفن ہونگا آپ کو دکھادوں یہ فرماکر امام حسینؑ نے دست مبارک سے جانب کرب و بلا اشارہ کیا اور باعجاز آنحضرت زمین ہائے دُنیا پست اور زمین کرب و بلا بلند ہوگئی یہاں تک کہ حضرت نے محل شہادت و موضع دفن اپنا اور سب اصحاب کا اور اپنے لشکر کی جگہ حضرت ام سلمہ کو دکھادی یہ دیکھ کر ام سلمہ نے نالہ دفغاں بلند کرکے در و دیوار تک کو رلادیا امام حسینؑ نے فرمایا اے مادر گرامی اس طرح مقدر ہوا ہے کہ میں بظلم و ستم شہید ہوں اور میرے فرزندان و عزیزان و اقارب بھی قتل ہوں اور میرے اہلبیت و عورات و اطفال قید ہوکر شہر بشہر اور دریا بدریا پھرائے جائیں ام سلمہ نے کہا اے میرے فرزند آپ کے جدّ عالی قدر نے آپ کے مدفن کی مٹی مجھے دی ہے اور میں نے شیشہ میں رکھ چھوڑی ہے امام حسینؑ نے ہاتھ بلند کرکے ایک مشت خاک اٹھا کر ام سلمہ کو دے دی اور فرمایا اے مادر گرامی اس خاک کو بھی اس شیشہ میں رکھ دیں جب یہ دونوں خون ہو جائیں تو جان لیں کہ میں شہید ہوگیا ہوں۔

امام زین العابدین سے منقول ہے جب حضرت امام حسینؑ نے قصد سفر کیا کہ مدینہ سے تشریف لے جائیں تو عزیزوں اور دوستوں کو وداع کیا۔ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو محملوں میں سوار کرکے قاسم بن حسنؑ کو مع اکیس نفر اصحاب و اہل بیت اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ ان میں سے ابوبکر، محمد، عثمان اور عباس فرزندان امیرالمومنین عبداللہ بن مسلم، بن عقیل، علی اکبر، علی اصغر اور امام زین العابدین تھے۔ جلاالعیون؛ ۱ ۲۵۴-۲

بروایت ابواسحٰق اسعرائنی امام حسینؑ کے ہمراہ آپ کے اہلبیت میں سے ستّر مرد تھے اور ساٹھ جوان آپ کے اصحاب میں سے تھے۔ نورالعین فی مشہد الحسینؑ : ۱۴
بروایت شاہ عبدالعزیز دہلوی امام حسینؑ نے بیاسی آدمیوں کے ساتھ کوچ کیا وہ آپ کے اہلبیت، شیعہ اور غلام تھے۔ سرالشہادتین : ۱۸
علّامہ قندوزی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۴۰۲ پر، محمد بن علی بن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۶۱ پر اور خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۴۸ پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام رات کے وقت ۳ شعبان ۶۰ھ کو مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے سیّد علّامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے کہ جب دن چڑھ گیا تو امام حسینؑ نے تیسری ماہ شعبان ۶۰ھ کو مکّہ معظمہ کا سفر اختیار کیا۔
ملا حسینؒ نے روضۃ الشہدا صفحہ ۳۱۹ پر اور شاہ عبدالعزیز دہلوی نے سرالشہادتین صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ ماہ شعبان کی چوتھی تاریخ کو مکّہ کی طرف روانہ ہوئے۔

عمر ابوالنصر نے تاریخ "الحسین" صفحہ ۵۵ پر لکھا ہے کہ اگلے دن ۲۷ رجب ۶۰ھ مطابق ۳ مئی ۶۸۰ء ہفتے کو رات کے وقت حضرت امام حسینؑ مدینہ سے مکّہ روانہ ہوئے۔ شیخ مفید نے کتاب الارشاد جلد دوم صفحہ ۳۲ پر، شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول صفحہ ۲۱۸ پر، علّامہ طبرسی نے اعلام الورٰی صفحہ ۱۳۱ پر اور علامہ طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۱۷۹ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ اتوار کی رات ۲۸ رجب کو مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔
میرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۵۷ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ اتوار کی رات ۲۸ رجب کو کہ رات کا کم و بیش ایک پہر گذر چکا تھا مدینہ سے روانہ ہوئے۔

العلم عنداللہ۔

امام حسینؑ سوار ہوکر جب شاہراہ عام پر روانہ ہوئے تو آپ کے دوستوں اور اہلبیت نے فرمایا کہ اگر ہم لوگ غیر معروف راستہ پر چلتے تو زیادہ مناسب ہوتا امام حسینؑ نے فرمایا کیا تم تعاقب کا خوف کرتے ہو سب نے عرض کی بے شک آپ نے فرمایا میں اسے بُرا سمجھتا ہوں کہ موت سے ڈر کر راستہ بدل دوں حضرت نے اسی راہ پر سفر شروع فرمادیا۔ مقتل ابی مخنف۔ ۱۵-۱۶

علّامہ قندوزی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۴۰۲ پر اور خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۴۸ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کو غیر معروف راستہ پر چلنے کا مشورہ حضرت مسلم بن عقیل ہی نے دیا تھا۔ العلم عنداللہ۔

بروایت ابواسحٰق اسفرائنی جب امام حسینؑ مدینہ سے کوفہ اور عراق کی طرف تشریف لے جارہے تھے تو کثیر تعداد میں ملائکہ نیزوں سے مسلح اور جنتی گھوڑوں پر سوار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اباعبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے نانا رسولؐ خدا کی کافی امور میں نصرت فرمائی اور اب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم ان تمام کاموں میں جن کا آپ حکم دیں آپ کی اطاعت کریں ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہیں اگر آپ ہمیں حکم دیں تو ہم آپ کے ساتھ کوفہ اور عراق کی طرف چلیں یا اس مقام کی طرف جہاں کا آپ ارادہ رکھتے ہوں اور ہم آپ کی ہر اس شخص کے مقابلے میں نصرت کریں جو آپ سے برائی سے پیش آئے اور ہم آپ کی معیت میں رہ کر ان سب سے جنگ کریں جو آپ سے جنگ کریں امام حسینؑ نے انہیں فرمایا مجھے آپ کی حاجت نہیں ہے اللہ جو کچھ چاہے گا کریگا۔ ملائکہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ کی اطاعت کریں اور ہر اس چیز کو آپ سے دور رکھیں جس کا آپ کو خوف ہو۔ حضرت نے فرمایا کسی کو میرے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں ہے کیونکہ جو

چیز لڑائی کا سبب ہوتی ہے وہ میرے پاس نہیں ہے میں تو محض کربلا اور اپنے مدفن کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ نورالعین۔ ۱۷۔

بروایت مجلسی پھر فرمایا جب میں کربلا پہنچوں تو اس وقت میرے پاس آنا۔ جلاالعیون۔ ۳۵۵۔

پھر مومن جنوں کا گروہ آپ کے پاس آیا اور عرض کیا اے ابا عبداللہ! ہم آپ کے شیعہ اور مددگار ہیں اگر آپ ہمیں اپنے دشمنوں کی بیخ کنی کا حکم دیں تو ہم ان کیلئے کافی ہیں حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے نہ میں کسی سے لڑنا چاہتا ہوں اور نہ کوئی میرے ساتھ لڑے کیا تم نے میرے نانا پر منّزل کتاب کو نہیں پڑھا اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں پالے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو اللہ کا فرمان ہے اے محمدؐ! آپ کہہ دیں اگر تم اپنے گھروں میں ہی ہو جن پر قتل ہونا لکھا جا چکا ہے اپنی قتل گاہ کی طرف نکل آئیں گے) پر تم مطلع نہیں ہوئے اگر میں اس جگہ وفات پا جاؤں تو اس قوم کا کس چیز سے امتحان لیا جائیگا اور کربلا میں میری قبر میں کون مدفون ہوگا؟ انہوں نے عرض کیا اے ابا عبداللہ اگر آپ کی مخالفت ناجائز نہ ہوتی تو ہم آپ کی مخالفت کرتے اور آپ کے سب دشمنوں کو آپ تک پہنچنے سے قبل ہی قتل کر دیتے حضرت نے فرمایا میں ان پر تم سے زیادہ قادر ترہوں لیکن اللہ تعالیٰ وہی فیصلہ کریگا جو اس کے علم میں ہو چکا ہے۔ نورالعین: ۱۸۔

بروایت مجلسی تم میرے پاس دسویں محرم کو آنا کیونکہ آخر روز عاشور میں میں کربلا میں شہید ہوں گا۔ جلاالعیون: ۳۵۵۔

پھر وہ چلے گئے اور آپ اپنے اہل و عیال اور خاندان کے ساتھ کوفہ و عراق کی طرف روانہ ہو گئے۔ نورالعین: ۱۸

بروایت اعثم کوفی جب امام حسینؑ چند فرسخ کی مسافت طے کر چکے تو عبداللہ بن مطیع

حاضر ہوا اور عرض کیا اے فرزندِ رسولؐ کہاں کا اردہ ہے فرمایا فی الحال تو مکّہ کا اردہ ہے اور وہاں پہنچنے پر اپنے معاملات پر غور کر کے جیسا مناسب ہوگا اس کے مطابق عمل کرونگا عبداللہ نے عرض کیا آپ مکہ پہنچ کر مکہ ہی میں قیام فرمائیں اور اہلِ کوفہ پر ذرا بھروسہ نہ کرنا حضرت اسے دعائے خیر دیکر آگے روانہ ہوگئے۔ جب امام حسینؑ مکّہ کے قریب پہنچے اور وہاں کے پہاڑ نظر آئے تو یہ آیت پڑھی۔ لما توجہ تلقاء مداین قال عسی ربی ان یھدینی سواء السبیل۔ تاریخ اعثم کوفی : ۳۴۸۔

ملا محمد باقر مجلسی نے جلا العیون اور بحار الانوار میں اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ جمعہ کے دن ماہ شعبان کی تیسری تاریخ کو مکہ میں داخل ہوئے۔

احمد بن اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۴۸ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ مکہ میں اس وقت ساکن ہوگئے جب کہ ماہ شعبان سے چند روز باقی تھے۔

عمر ابو النصر نے تاریخ "الحسینؑ" صفحہ ۵۶ پر لکھا ہے" تیسری ماہ شعبان ۶۰ ھ مطابق ۹ مئی ۶۸۰ء بروز جمعہ رات کو حضرت حسین مکہ میں داخل ہوئے۔

فضل بن حسن طبرسی نے اعلام الوریٰ صفحہ ۱۳۱ پر اور علامہ قزوینی نے ریاض القدس صفحہ ۸۹ پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ جمعہ کے دن تیسری ماہ شعبان کو مکّہ معظمہ میں وارد ہوئے۔ العلم عند اللہ۔

بروایت علامہ قزوینی حرم پاک کے نزدیک اترے اور سامان کھولا۔ ریاض القدس: ۸۹

عمر ابو النصر نے تاریخ " الحسینؑ " صفحہ ۵۶ پر لکھا ہے کہ حضرت جب مکہ میں داخل ہوئے تو شعب علی میں قیام فرمایا۔ جب اہلِ مکّہ نے اور ان لوگوں نے جو اطراف و جوانب سے عمرہ کو آئے ہوئے تھے حضرت کے تشریف فرما ہونے کی خبر سُنی تو ہر صبح و شام امام حسینؑ کے پاس آتے تھے عبداللہ بن زبیر اس وقت مکّہ میں موجود تھا اور بپہلو کعبہ میں قیام پذیر تھا لوگوں کو فریب دینے کے لیے ہمیشہ نماز میں مشغول رہا کرتا تھا اور اکثر اوقات حضرت

سے ملاقات کرتا تھا۔ ظاہرا حضرت کی تشریف آوری سے اظہارِ مسرت کرتا تھا اور دِل میں حضرت کے آنے سے راضی نہ تھا اس لئے کہ جانتا تھا کہ جب تک حضرت مکہ میں ہیں کوئی اہلِ حجاز میں سے میری بیعت نہ کرے گا۔ جلاء العیون ۔۶-۳۵۵۔

بروایت اعثم کوفی عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ بن عمر بھی مکہ میں تھے انہوں نے مدینہ جانے کا قصد کیا جب مصمم ارادہ کر چکے تو امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے عبداللہ بن عمر نے کہا اے ابا عبداللہ آپ کو معلوم ہی ہے کہ کوفہ والے آپ کے خاندان کے کیسے دشمن ہیں آپ کو ان سے بہت کچھ احتیاط رکھنی چاہیئے اور اپنے آپ کو ان سے بچانا لازم ہے آپ ان کے قول و اقرار پر اعتماد نہ کریں دُوسری بات یہ ہے کہ لوگوں نے یزید سے بیعت کرلی ہے اور اہلِ کوفہ مال و زر کے لالچ سے اس کی طرف جھکیں گے آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے یا شہید کردیں گے آپ کی شہادت سے تمام اہلبیت ہلاک ہوجائیں گے اس لئے آپ امن و امان سے گھر میں بیٹھ رہیں ۔ اور تمام جھگڑوں اور مخمصوں سے الگ تھلگ رہیں۔

امام حسینؑ نے فرمایا اے ابنِ عمر افسوس تو اس بات کا ہے کہ یہ لوگ مجھے گھر میں نہ بیٹھنے دیں گے مجھ سے الجھیں گے اور اگر میں ان سے بچ کر کسی نامعلوم جگہ پہ چلا جاؤں تو مجھے ڈھونڈ لیں گے اور بیعت یزید کے لئے مجبور کریں گے اگر انکار کروں گا تو قتل کردیں گے۔ اے ابا عبدالرحمٰن تو نے سُنا ہوگا کہ بنی اسرائیل نے پو پھٹنے سے سورج نکلنے تک ستّر پیغمبروں کو شہید کردیا تھا اس کے بعد اطمینان سے تمام بازاروں میں جا بیٹھے اور لین دین میں مصروف ہو گئے۔ خدائے تعالیٰ نے ان کو ایسے گناہ کی سزا دینے میں ڈھیل کی اور عذاب نازل کرنے میں جلدی نہ کی مگر انجام کار ان کو پکڑ لیا گیا اور خدا ہی سب سے بہتر بدلا لینے والا ہے ۔ اے ابا عبدالرحمٰن خدا سے ڈر اور میرا ساتھ نہ چھوڑ اور امداد سے مُنہ نہ موڑ تو میرا مددگار رہ اگر تو اس وقت مجبور ہے اور میرے ساتھ نہیں رہ سکتا تو میں تجھے مُعاف رکھتا ہوں ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا اللہ تعالیٰ نے

دنیا و آخرت میں آپ کے نانا کو برگزیدہ گیا اور انہوں نے دنیا کو ترک کر دیا تم اسی رسولؐ کے فرزند ہو خدا کی قسم آپ کو اور آپ کے اہلبیت کو دنیا سے کوئی فائدہ میسر نہ آئے گا کیونکہ آپ سے دُنیا دور کر دی گئی ہے اور آخرت جو سب سے افضل ہے تمہارا ہی حصہ قرار دیا گیا ہے اس کے بعد آبدیدہ ہو کر امام حسین علیہ السلام سے رخصت ہوا۔

اب آنحضرت نے عبداللہ بن عباس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تو میرے باپ کے چچا کا بیٹا ہے میرے باپ نے ہمیشہ تیری عمدہ رائے سے مدد لی ہے اب تو نے مدینہ جانے کا قصد کر لیا ہے سلامتی سے واپس چلا جا جو کچھ امور تجھے وہاں پر پیش آئیں اور حالات معلوم ہوں ان سے مجھے اطلاع دیتے رہا کرنا میں مکہ میں قیام رکھوں گا جب یہاں تک لوگ میرے دوست رہیں گے اور میری مدد کریں گے جب یہ معلوم ہو جائیگا کہ ان کے ارادے بدل گئے ہیں تو پھر میں کسی اور جگہ چلا جاؤنگا پھر تینوں صاحب رونے لگے۔ امام حسینؑ نے عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ بن عمر کو رخصت کر دیا وہ مدینہ روانہ ہو گئے امام حسینؑ نے مکہ میں قیام کیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ تاریخ اعثم کوفی ۹-۳۴۸۔

طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۱۸۱ پر اور ملا حسین نے روضۃ الشہدا صفحہ ۱۹۴ پر لکھا ہے کہ اسی سال رمضان میں یزید نے ولید کو امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر کے پکڑنے میں کوتاہی کرنے کے الزام میں امارت مدینہ سے معزول کر دیا اور عمرو بن سعید اشدق کو حاکم مقرر کیا مگر علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۶۱ پر لکھا ہے کہ یزید نے ولید کو معزول کر کے مروان کو حاکم مدینہ بنایا۔ العلم عنداللہ۔

ملا حسینؑ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۱۹۴ پر لکھا ہے کہ اس وقت مکہ کا حاکم سعید بن عاص تھا۔ امام حسینؑ کا موذن مکہ میں نہایت بلند آواز سے پانچ وقت اذان دیتا تھا لوگ کثیر تعداد میں حضرت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ سعید کو خوف ہوا کہ جب لوگ

اطراف وجوانب سے حج کے موقع پر جمع ہوں گے تو امام حسینؑ کی دوستی اور محبّت میں اسے قتل کر دیں گے اس لئے بھاگ کر مدینہ چلا گیا اور یزید کی طرف ایک خط لکھا جس میں امام حسینؑ کی مکہ میں آمد اور مکہ میں امام حسینؑ کی طرف لوگوں کی رغبت کا ذکر کیا۔

بروایت اعثم کوفی جب کوفہ والوں نے سُنا کہ جناب امیرالمومنین حسین علیہ السلام مکہ میں تشریف لائے ہیں تو امیرالمومنین کے دوستوں میں سے کچھ لوگوں نے سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر میں بیٹھ کر جلسہ کیا۔ سلیمان نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تعریف کرکے جناب رسولؐ خدا پر درود بھیجا پھر جناب امیرالمومنین کے کچھ فضائل بیان کئے اور دعائے خیر کے بعد کہا اے لوگو تم نے معاویہ کے مرنے کی خبر سُن لی ہے اور جان لیا ہے کہ اس کی جگہ یزید نے لی اور جاہل لوگوں نے اس کی بیعت اختیار کی ہے امام حسینؑ کو اس کی بیعت سے انکار رہے آل ابوسفیان کی فرمانبرداری منظور نہیں اب مکہ میں تشریف لائے ہیں تم ان کے ہوا خواہ ہو اور ان سے پہلے ان کے باپ کے دوستدار تھے آج امام حسینؑ کو تمہاری امداد کی ضرورت ہے۔ اگر تم مددگار رہو اور ساتھ دو اور کچھ پس و پیش نہ کرو تو ان کے نام خطوط روانہ کرو۔ اپنے ارادوں سے آگاہ کرو اور اگر یہ جانتے ہو کہ تم میں سُستی اور دِل برداشتگی پیدا ہو گی اور اپنے اقراروں کو پُورا نہ کرسکو گے تو خاموش ہو رہو کیونکہ ابھی اس مہم کا آغاز ہی ہے آنحضرت کو اپنے وعدوں اور امداد کا بھروسہ نہ دلاؤ۔ ان لوگوں نے برضا و رغبت جواب دیا کہ ہم آنحضرت کی ہر طرح سے امداد کریں گے۔ ان کی رضا میں ہماری جانیں بھی جاتی رہیں تو پرواہ نہیں ہے۔ سلیمان نے ان سے اس مُعاملہ کی نسبت مستحکم اقرار اور وعدے لئے اور حجت قائم کی کہ بے وفائی نہ کرنا۔ اپنے قول سے نہ پھرنا۔ سب نے صدق دِل سے جواب دیا کہ ہم بالکل ثابت قدم رہیں گے اور امام حسین علیہ السلام کے اوپر اپنی جانیں تک قربان کر دیں گے۔ اس کے بعد سلیمان نے

ان سے کہا کہ تم سب مل کر امام حسینؑ کے نام خط بھیج کر اپنے دلی ارادہ اور اعتقاد سے مطلع کرو اور درخواست کرو کہ آپ یہاں تشریف لے آئیں انہوں نے کہا تیرا ہی لکھنا کافی ہے اپنی طرف سے خط لکھ کر ہم سب کے ارادوں سے مطلع کر دے سلیمان نے کہا بہتر یہی ہے کہ تم سب خط لکھ کر روانہ کرو تاریخ اعثم کوفی ۳۴۹۔

بروایت ابی مخنف ۔ پھر انہوں نے ایک خط لکھا : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
سلیمان ابن صرد خزاعی اور مسیب ابن نجبہ اور رفاعہ ابن شداد البجلی اور حبیب ابن مظاہرہ اسدی اور جس قدر مسلمان ان کے شریک حال ہیں، ان کی جانب سے بحضور حسینؑ ابن علیؑ امیر المومنین عرض ہے ۔ خدا کا سلام اور اس کی برکتیں اس ذات سے وابستہ رہیں ۔ اما بعد ہم اس خدا کی حمد و ثنا بجا لاتے ہیں جس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے محمدؐ و آل محمدؐ پر ہم درود بھیجتے ہیں اے محمدؐ مصطفٰے کے نواسے اور علیؑ کے فرزند! حضور آگاہ رہیں آپ کے سوا ہمارا کوئی امام نہیں ۔ حضور یہاں تشریف لے آئیں جو فوائد ہم کو پہنچتے ہیں اوّل حضور کے لئے ہوں گے اور جو صدمہ حضور پہ گزرے گا اس کو ہم اپنی ذات پر لیں گے ۔

تمنا تو یہی ہے کہ خدا حضور ہی کے وسیلہ سے ہم کو حق اور ہدایت پہ ثابت قدم رکھے اتنی گزارش ہے کہ اگر حضور نے ادھر قصد تشریف آوری فرمایا تو آراستہ لشکر موجزن نہریں اور بہتے ہوئے چشمے موجود ہیں اگر باوجود اس کے بھی حضور تشریف نہ لائیں تو اپنے خاندان میں سے کسی کو ہمارے پاس بھیج دیجئے جو حکم خدا اور آپ کے نانا رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز پہ ہمارے درمیان فیصلہ کرتا رہے حضور سے یہ بھی پوشیدہ نہ رہے کہ نعمان بن بشیر قصر حکومت میں موجود ہے لیکن نہ تو ہم نماز جمعہ اس کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور نہ (نماز) جماعت اور اگر حضور منظور فرمائیں تو ہم اس کو شام کی طرف نکال کر باہر

کردیں والتسلیم۔ مقتل ابی مخنف ۱۷ - ۱۸ -

بروایت شیخ مفید پھر اہلِ کوفہ نے عبداللہ بن مسمع ہمدانی اور عبداللہ وال کی معرفت خط روانہ کیا اور ان دونوں کو جلد جانے کا حکم دیا اور وہ جلدی سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ ماہِ رمضان کی دسویں تاریخ کو مکہ معظمہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس جا پہنچے۔ کتاب الارشاد ۳۵۰ -

بروایت اعثم کوفی انہوں نے مکہ پہنچ کر وہ خطوط امام حسینؑ کی خدمت میں پیش کئے امام حسینؑ انہیں پڑھ کر اور حال سے مطلع ہو کر خاموش ہو گئے نہ قاصدوں سے کچھ فرمایا نہ خطوط کا جواب لکھا صرف ان کو خوش کر کے واپس کر دیا۔ تاریخ اعثم کوفی - ۳۴۹ - ۳۵۰ -

بروات شیخ مفید اہلِ کوفہ نے خط بھیجنے کے دو دن بعد قیس بن مسہر صیداوی اور شداد ارحبی کے دونوں بیٹوں عبداللہ اور عبدالرحمٰن کو اور عمارہ بن عبداللہ سلولی کو حضرت امام حسینؑ کی طرف تقریباً ایک سو پچاس خط جو ایک ایک، دُو دُو اور چار چار آدمیوں کی طرف لکھے ہوئے تھے، دیکر روانہ کیا پھر اہلِ کوفہ نے دُو دن اور ٹھہر کر ھانی بن ھانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو خط دیکر روانہ کیا جس میں لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسینؑ بن علی علیہ السلام کی خدمت میں اس کے شیعہ مومنین اور مسلمین کی طرف سے امابعد آپ بہت جلد تشریف لائیں کیونکہ لوگ آپ کی انتظار کر رہے ہیں اور ان کی رائے میں ان کے لئے آپ کے سوا اور کوئی نہیں۔ پس جلد، جلد پھر جلد اور جلد تشریف لائیں والسلام۔

اس کے بعد شبت بن ربعی حجار بن ابجر، یزید بن حارث بن رُدیم، عروہ بن قیس، عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمرو یمنی نے لکھا: امابعد باغ سرسبز ہو گئے اور پھل پکنے کو ہیں پس جب آپ چاہیں اپنے تیار لشکر کے پاس تشریف لے آئیں والسلام۔

اور سب قاصد امام حسینؑ کے پاس جمع ہو گئے پھر آپ نے خط پڑھے اور قاصدوں سے لوگوں کے متعلق پوچھا۔ کتاب الارشاد ۰ ۳۵ ۲۰۶ ۳ -

بروایت سیّد علّامہ ابن طاؤس۔ غور طلب بات یہ ہے کہ باوجود اتنی زبردست تحریک کے بھی امام حسینؑ نے مطلق توجّہ نہ فرمائی اور ان کے خطوط کا جواب نہ دیا اس پر کوفیوں کی طلب اور بڑھی تو اس قدر عرضیاں بھیجی گئیں کہ ایک ہی دن میں حضرت کو چھ سو نامے وصول ہوئے جب ان خطوط کو جو مختلف اوقات میں حضرت کو وصول ہوئے تھے جمع کیا گیا تو شمار میں بارہ ہزار نکلے۔ مقتل لہوف ۰۳۴۔

علّامہ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں لکھا ہے کہ بعض خطوط میں یہ جملہ بھی تھا کہ اگر آپ ہم سے اعراض کریں تو اس کا بارگناہ آپ پر ہے۔

بروایت شیخ مفید۔ اب امام حسینؑ نے اٹھ کر وضو فرمایا اور رکن اور مقام کے درمیان نماز ادا کی نماز سے فارغ ہو کر دُعا مانگی اور اس معاملہ کی نسبت اللہ تعالیٰ سے مدد چاہی اس کے بعد کوفیوں کی طرف اس طرز کا جواب لکھا "

تاریخ اعثم کوفی ۰ ۳۵ -

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے مومنین اور مسلمین کی طرف۔ امابعد بے شک ہانی اور سعید تمہارے خطوط لیکر میرے پاس آئے اور یہ دونوں تمہارے آخری ایلچی تھے اور جو کچھ تم نے بیان کیا اور ذکر کیا میں نے سمجھ لیا اور تمہاری ایک بہت بڑی بات یہ تھی کہ ہمارا کوئی امام نہیں ہے اس لئے ہمارے پاس تشریف لے آئیں شاید اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے ذریعے حق اور ہدایت پر مجتمع کر دے اور اب یقیناً میں تمہاری طرف اپنے بھائی اور چچازاد بھائی اور اپنے اہلبیت میں سے مسلم بن عقیل کو بھیجنے والا ہوں اور اگر اس نے میری طرف لکھا کہ آپ کے سب اہل الرائے عقلمند اور صاحبِ فضیلت لوگوں کی آراء ایسی ہی ہیں جیسا کہ

تمہارے قاصدوں نے بیان کیا اور میں نے تمہارے خطوط میں پڑھا تھا تو انشا اللہ میں ضرور تمہارے پاس جلد پہنچ جاؤں گا۔ امام سوائے اس ہستی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا مگر جو کتاب اللہ کے مطابق عمل کرے اور عدل و حق کے راستے پر قائم ہو اور دینِ خدا کی حفاظت کرنیوالا ہو اور اپنے نفس کو ہمیشہ احکامِ خدا کا پورا مقید اور پابند رکھنے والا ہو والسّلام "۔ کتاب الارشاد ۔ ۳۶ ۔

بروایت خواجہ اعثم کوفی ۔ پھر خط کو تمام کر کے بند کر دیا۔ مہر لگا کر مُسلم بن عقیل کے حوالے کر دیا اور فرمایا میں آپ کو کوفہ بھیجتا ہوں وہاں جا کر دریافت کریں کہ کیا ان لوگوں کی زبانیں اپنی ان تحریروں کے مطابق ہیں یا نہیں۔ وہاں پہنچنے کے بعد ایسے شخص کے گھر اترنا جو سب سے زیادہ اعتماد کے لائق اور ہماری دوستی پر ثابت قدم معلوم ہو۔ وہاں کے باشندوں کو میری بیعت اور فرمانبرداری کی ہدایت کرنا ۔ ان کے دلوں کو آلِ ابی سفیان کی طرف سے پھیر دینا۔ اگر یہ یقین ہو جائے کہ ان کے قول و قرار سچے ہیں اور جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں اس کو پُورا کریں گے تو فوراً مجھے لکھ دینا اور جو امور مشاہدہ سے گزریں انہیں مفصّل درج کرنا۔ میں امّید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے درجہ شہادت عطا فرمائیگا۔ اس کے بعد آپس میں بغل گیر ہو کر ملے اور روتے ہوئے ایک دوسرے کو وداع کیا۔ تاریخ اعثم کوفی ۔۔ ۳۵ ۔

بروایت علاّمہ مسعودی ۔ پھر حضرت مسلمؑ پندرہ رمضان کو مکّہ سے روانہ ہوئے۔ مروج الذہب ۔ ۶۴ ۔

بروایت ملا حسینؒ ۔ ابھی تک حضرت مسلم نے سفر کی ایک منزل بھی طے نہیں کی تھی کہ ایک شکاری آپ کی دائیں جانب سے ہرنی کے پیچھے نمودار ہوا اور اسے پکڑ کر ذبح کر دیا جب حضرت مُسلم نے یہ واقعہ دیکھا تو مکّہ کی طرف واپس تشریف

لے گئے اور امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے رسولؐ اللہ کے نواسے میرے کوفہ جانے میں بہتری نہیں ہے کیونکہ راستے میں اس قسم کے واقعات پیش آنے سے میں نے بد فالی لی ہے، امام حسینؑ نے فرمایا اے میرے چچازاد بھائی! اگر آپ کوفہ نہ جانا چاہیں تو میں کسی دوسرے شخص کو بھیج دوں گا، حضرت مسلم نے عرض کیا میری ہزار جانیں آپ پر قربان ہوں وہ واقعہ جو مجھے راستہ میں پیش آیا میں نے چاہا کہ اسے حضور کی خدمت میں پیش کروں ورنہ میری کیا مجال ہے کہ آپ کے دائرۂ حکم سے ایک قدم بھی باہر رکھ سکوں اے رسولؐ اللہ کے فرزند میں جاتا ہوں لیکن میرا گمان یہ ہے کہ دوسری دفعہ حضور کی زیارت نہیں کر سکونگا۔ اس لیئے ایک دفعہ واپس آیا ہوں اور امام حسینؑ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا پھر روتے ہوئے وداع کیا اور عرض کیا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ میری آخری ملاقات ہے امام حسینؑ روتے ہوئے اس سے بغل گیر ہوئے اور اس سے بہت مہربانی سے پیش آئے اور دُعائے خیر فرمائی۔ روضۃ الشہدا ۲۰۵ -

مگر اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۵۱ پر، ابو جعفر طبری نے تاریخ الامم حصہ چہارم صفحہ ۱۹۴ پر۔ لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۲۰ پر، شیخ مفید نے کتاب الارشاد جلد دوم صفحہ ۳۷ پر ملا محمد باقر نے جلاالعیون صفحہ ۳۵۸ پر اور بحار الانوار جلد دہم صفحہ ۳۳۵ پر لکھا ہے کہ ہرن کے شکار کا واقعہ حضرت مسلم کو آپ کے مدینہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہونے اور آپ کے راہبروں کے ہلاک ہونے کے بعد پیش آیا۔ العلم عند اللہ ۔

بروایت اعثم کوفی۔ حضرت مسلم کوفہ روانہ ہوئے خفیہ راستہ اختیار کیا تاکہ بنی امیہ میں سے کسی کو اس حال کی خبر نہ ہو مبادا وہ یزید کو خط لکھ کر تمام حالات سے مطلع کر دے جس وقت حضرت مسلمؑ مدینہ میں داخل ہوئے تو مسجد رسولؐ میں

دو رکعت نماز پڑھی - تاریخ اعثم کوفی - ۳۵۰ -

بروایت ملا حسینؒ - بعد ادائے نماز، زیارت اور طواف کر کے آپ اپنے دولت سرا پر تشریف لے آئے حضرت کے دو کم سن لڑکے تھے جن سے آپ کو از حد محبت تھی ان کی جدائی پر حضرت مسلم صبر نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور تمام اہلبیت سے رخصت ہو کر دو راہبر مزدوری پر لئے تاکہ وہ آپ کو جنگل کے راستے سے کوفہ پہنچا دیں اتفاق ایسا ہوا کہ دونوں راہبر راستہ بھول گئے اور پیاس سے ہلاک ہو گئے - روضتہ الشہدا ۲۰۶ -

بروایت اعثم کوفی - اب حضرت مسلم نے پانی کو تلاش کرنا شروع کیا مگر کسی جگہ نہ پایا- آخر کار ایک گاؤں مضیق نام میں پہنچ کر پانی پیا اور گھوڑوں، مویشیوں اور ساتھیوں کو بھی پلایا پھر کچھ دیر آرام کیا- تاریخ اعثم کوفی - ۳۵۰ -

بروایت شیخ مفید - پھر مسلم بن عقیل نے مضیق سے قیس بن مسہر کی معرفت خط لکھا- امابعد میں دو راہبروں کے ساتھ روانہ ہوا، وہ راستہ سے ایک طرف ہو گئے اور راستہ بھول گئے اور پیاس کی شدت کی وجہ سے وہ دونوں ہلاک ہو گئے- اور اور ہم چلتے چلتے پانی تک تو جا پہنچے مگر اس حالت میں کہ ہم میں معمولی سی رمق کے سوا جان باقی نہ تھی اور یہ پانی جبت کے درہ میں اس مقام پر ہے جسے مضیق کہا جاتا ہے ان واقعات کے پیش آنے سے میں نے بد فالی لی ہے-

حضرت امام حسینؑ نے حضرت مسلم کی طرف جواب لکھا- امابعد جس طرف میں نے تجھے روانہ کیا ادھر آپ تشریف لیجائیں والسلام جب حضرت مسلم نے خط پڑھا تو یہاں سے روانہ ہو گئے اور بنی طے کے پانی پر جا کر اترے پھر اس جگہ سے روانہ ہوئے تو ایک آدمی کو شکار کے لیئے تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا- اس نے ایک ہرن کو تیر مارا جو زمین پر گر کر ہلاک ہو گیا حضرت مسلم نے فرمایا اگر خدا نے چاہا تو ہم اپنے

دشمنوں کو قتل کریں گے پھر حضرت مسلم نے سفر شروع کیا یہاں تک کہ کوفہ میں وارد ہوئے ۔ کتاب الارشاد۔ ۳۷۔ ۳۸ ۔

علّامہ قندوزی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۴۰۲ پر لکھا ہے کہ حضرت مسلم رات کے وقت کوفہ میں پہنچے ۔

عبدالرحمٰن ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون حصّہ دوم صفحہ ۸۳ پہ لکھا ہے کہ مسلم بن عقیل بہ تعمیل ارشاد بکم ذی الحجہ ۶۰ھ کو کوفہ میں داخل ہوئے ۔

علّامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۱۱۸ پر شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول صفحہ ۲۲۳ پہ اور علّامہ مسعودی نے مروج الذہب صفحہ ۶۴ پر لکھا ہے کہ حضرت مسلم ماہ شوال کی پانچویں تاریخ کو کوفہ میں وارد ہوئے ۔ علّامہ طبری نے تاریخ الامم حصہ چہارم صفحہ ۱۸۶ پر لکھا ہے کہ حضرت مسلم نے ابن عوسجہ کے گھر میں نزول اجلال فرمایا اور صفحہ ۱۹۵ پر لکھا ہے کہ مختار بن عبید کے گھر قیام فرمایا۔ لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۳۴ پہ لکھا ہے کہ حضرت مُسلم نے سلیمان بن صرد خزاعی اور بعض کے نزدیک مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کے مکان میں قیام کیا شیخ مفید نے کتاب الارشاد جلد دوم صفحہ ۳۸ پر، سید علّامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۴۴ پر، علّامہ طبرسی نے اعلام الوریٰ صفحہ ۱۳۲ پر، خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۵۱ پر اور ملا محمد باقر نے بحار الانوار صفحہ ۳۴۱ پہ لکھا ہے کہ جناب مسلم بن عقیل نے مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کے گھر میں نزول اجلال فرمایا ۔

بروایت شیخ مفید۔ شیعہ حضرت مسلم بن عقیل کے پاس آنے جانے لگے جب بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو مسلم بن عقیل نے امام حسین علیہ السلام کا خط پڑھ کر انہیں سُنایا سب اسے سُن کر رونے لگے اور بیعت کرنے لگے یہاں تک کہ اٹھارہ ہزار کوفیوں نے حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ کتاب الارشاد

جلد دوم ۔ ۳۸ ۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی نے سر الشہادتین صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے کہ بارہ ہزار سے زائد آدمیوں نے حضرت مسلمؑ کے ہاتھ پر امام حسینؑ کے لئے بیعت کی فضل بن حسن نے اعلام الوریٰ صفحہ ۱۳۴ پر، علامہ مسعودی نے مروج الذہب صفحہ ۶۷ پر، سید علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۲۴ پر اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد جلد دوم صفحہ ۳۸ پر حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار لکھی ہے عمر ابوالنصر نے تاریخ "الحسینؑ" صفحہ ۶۲ پر ان کی تعداد تینتیس ہزار لکھی ہے۔
مرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۱۸۳ پر لکھا ہے کہ ابو مخنف کی روایت کے مطابق اسی ہزار کوفیوں نے حضرت مسلمؑ سے بیعت کی اور ابو مخنف خود اس وقت موجود تھا۔ ابو مخنف، لوط بن یحییٰ کی کنیت ہے یحییٰ کا شمار امیرالمومنینؑ علی علیہ السلام کے اصحاب میں ہوتا ہے، جیسا کہ کتاب علی میں مذکور ہے لوط حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کے اصحاب میں سے تھا اس لئے یقیناً اس کی روایت دوسرے راویوں کی نسبت سچائی کے زیادہ قریب ہے۔
بروایت شیخ مفید۔ اس وقت حضرت مسلمؑ نے امام حسینؑ کی طرف ایک خط لکھا اور اس تمنا کا اظہار بھی کیا کہ آنحضرتؑ کوفہ تشریف لے آئیں۔
کتاب الارشاد ۔ ۳۸ ۔

بروایت اعثم کوفی۔ اس وقت یزید کی طرف سے نعمان بن بشیر کوفہ کا حاکم تھا۔ اس نے حضرت مسلمؑ کے آنے کی خبر سن کر جامع مسجد میں آکر لوگوں کو طلب کیا۔ جب سب لوگ آگئے تو منبر پر بیٹھ کر تقریر کی اور کہا اے کوفہ والو تم کب تک فتنہ و فساد برپا رکھو گے۔ تم خدا سے نہیں ڈرتے اور نہیں جانتے کہ فساد کرنے سے بربادی اور خون ریزی کے سوا اور کچھ نتیجہ نہیں نکلتا۔ فساد سے بچو

اپنے حال پر رحم کرو اور یاد رکھو میں اس شخص سے جنگ کرونگا جو مجھ سے لڑنا چاہے گا۔ البتہ میں سوتے ہوئے کو جگاتا نہیں اور نہ جاگے ہوئے کو ڈراتا ہوں نہ کسی شخص کو محض تہمت کی بنا پر گرفتار کرتا ہوں مگر تم اپنے کرتوت مجھ پر ظاہر کرتے اور نقصان کی راہ چلتے ہو یزید کی بیعت واطاعت سے نکل گئے ہو اگر تم اس فساد سے باز آگئے اور فرمانبرداری سے رہے تو تم کو معاف کردوں گا ورنہ تلوار سے کام لونگا۔ اس قدر کشت وخون کرونگا کہ تلوار پرزے پرزے ہو جائے گی اگر میں اکیلا ہی رہ جاؤں تب بھی اس معرکہ اور کوشش سے باز نہ رہوں گا۔

مسلم بن عبداللہ بن سعید حضی نے کہا امیر کا بیان کمزور شخصوں کا سا ہے اور اس میں ذرا بھی یقین نہیں پایا جاتا ہے، تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس میں عمل نہ کر سکے گا نعمان نے کہا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں میرا کمزور ہونا اس سے بہتر ہے کہ گناہ گاروں کے ساتھ گمراہیوں میں شریک ہو جاؤں پھر اس کے بعد تاکید وتنبیہ کی اور منبر سے اُتر کر دارلامارہ میں چلا آیا۔

عبداللہ بن مسلم نے جو یزید کا دوست تھا فوراً یزید کے پاس اس مضمون کا خط روانہ کیا۔ میرے کوفی دوستوں اور خاص کر میری طرف سے امیر یزید کو معلوم ہو کہ مسلم بن عقیل نے وارد کوفہ ہو کر علیؑ ابن ابی طالب کے بہت سے دوستوں سے حسینؑ بن علیؑ کے لئے بیعت لے لی ہے اگر تجھے کوفہ کو اپنے قبضہ میں رکھنا ہے تو کسی سخت گیر شخص کو یہاں بھیج کہ تیرے احکام کو حسب ایماء جاری اور دشمنوں کو تیری منشاء کے مطابق نیست ونابود کرے کیونکہ نعمان بن بشیر کمزور آدمی ہے اگر کمزور بھی نہیں تو وہ لوگوں پر اپنے آپ کو حقیر ظاہر کرتا ہے والسّلام۔

عمار بن ولید اور عمرو بن سعید نے بھی اسی مضمون کے خط روانہ کئے یزید

ان خطوں کو پڑھ کر بہت برافروختہ ہوا اپنے باپ کے غلام سرجون کو بلایا اور کہا مجھے ایک مہم پیش آگئی ہے کیا تدبیر کی جائے اس نے کہا وہ کیا مہم ہے یزید نے کہا مسلم بن عقیل نے داخل کوفہ ہو کر علیؓ ابن ابی طالب کے دوستوں کی ایک جمعیت فراہم کر لی ہے اور ان سے حسینؓ ابن علیؓ کے واسطے بیعت لی ہے اب کیا کرنا چاہیئے اس کے متعلق تیری کیا رائے ہے، سرجون نے کہا اگر میری بات مانے تو کچھ کہوں یزید نے کہا بیان کر۔ اس نے کہا تو نے عبداللہ ابنِ زیاد کو حاکم بصرہ مقرر کیا ہے کوفہ بھی اس کے حوالے کر دے پھر جب اس طرف سے اطمینان ہو جائیگا تو وہ تیرے دشمنوں کو منتشر کر دیگا یزید کو اس کی رائے بہت پسند آئی عبیداللہ ابنِ زیاد کے نام خط لکھا کہ مجھے میرے بعض دوستوں نے کوفہ سے اطلاع دی ہے کہ مسلمؓ بن عقیل نے کوفہ میں آکر بہت سے آدمیوں کو جمع کیا ہے اور ان سے حسینؓ بن علیؓ کے واسطے بیعت لی ہے تو تو اس خط کے مضمون سے واقف ہوتے ہی فوراً کوفہ چلا جا اور اس فساد کی آگ کو بجھا کر اس مہم کو انجام دے میں نے قبل ازیں تجھے بصرہ کی حکومت عطا کی تھی اب کوفہ کی امارت بھی تجھے دیتا ہوں۔ مسلم بن عقیل کو اس طرح تلاش کر جس طرح بخیل آدمی گرے ہوئے روپے کو ڈھونڈتا ہے، جس وقت اُسے گرفتار کرے تو فوراً قتل کر کے سر میرے پاس بھیج دے خوب یاد رکھ کہ میں اس معاملہ میں تیرے کسی حیلہ اور بہانہ کو نہ سُنوں گا اس حکم کی تعمیل میں جلدی کر والسّلام۔ پھر یہ خط مسلم بن عمر باہلی کو دیکر کہا بہت جلد یہ خط بصرہ لے جا اور عبیداللہ کے حوالے کر اور راستہ میں کسی جگہ نہ ٹھہرنا۔ منبر پر بیٹھ کر کہا اے بصرہ والو! آج یزید کا ایک فرمان آیا ہے اس نے ولایت کوفہ بھی مجھے دیدی ہے میں کل کوفہ جاؤں گا اَپنے بھائی عثمان کو تمہارا امیر مقرر کرتا ہوں لازم ہے کہ

تم سب اس کو عزت سے رکھنا اور ہر امر میں اسکی اطاعت کو اختیار کرنا۔ مخالفت سے
دور رہنا اگر کسی نے اسکی خلاف ورزی کی تو میں اسے قتل کر ڈالوں گا اور جب تک
انتظام ٹھیک نہ ہوگا دشمن کو دوست کے عوض گرفتار کرونگا۔ اب میں نے تمہیں
سمجھا دیا ہے ہرگز ہرگز مخالفت نہ کرنا ورنہ تم جانتے ہو کہ میں زیاد کا بیٹا
ہوں میرے ماموں اور چچا بھی میری مخالفت سے پہلو بچاتے ہیں۔ والسلام ۔

اس کے بعد منبر سے اُتر کر دُوسرے دن جانب کوفہ روانہ ہوا۔ بصرہ کے
نامور اشخاص مسلم بن عمر باہلی منذر بن جارود عبدی اور شریک بن عبداللہ
اعور ہمدانی کو اپنے ہمراہ لیا کوفہ کے قریب پہنچ کر ایک جگہ ٹھہر گیا اور اتنی
دیر ٹھہرا رہا کہ آفتاب غروب ہو کر دو گھنٹے رات گزر گئی اس کے بعد سیاہ
عمامہ باندھا تلوار کمر میں لگائی ۔ کمان کندھے پر لٹکائی ۔ ترکش لگا کر گرز ہاتھ
میں لیا اور خنگ گھوڑے پر سوار ہو کر مع خادم و حشم بیابان کی راہ سے داخل کوفہ
ہونے کے لئے کوچ کیا۔ اب چاند پوری روشنی ڈال رہا تھا لوگوں کو خیال تھا کہ امام حسینؑ
تشریف لائے ہیں گروہ در گروہ لوگ آنے شروع ہو گئے عبیداللہ ان کے سلام کا جواب
دیتا تھا آخر کار مسلم بن عمر باہلی نے ایک شخص سے کہا یہ عبیداللہ بن زیاد ہے، حسینؑ ابن علیؑ نہیں
ہیں تم کو محض دھوکا ہوا ہے کوفہ والے اس حال سے مطلع ہو کر بھاگ کر منتشر ہو گئے۔
تاریخ اعثم کوفی۔ ۲۔ ۱۵۱۔

بروایت مجلسی ۔ عبیداللہ ابن زیاد قصر الامارہ کے نیچے آپہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا
نعمان نے اس خیال سے کہ امام حسینؑ شاید تشریف لائے ہیں، بالائے قصر جا کر
کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں یہاں سے تشریف لے جائیں اور میرے متعرض
نہ ہوں اور جو میرے سپرد کیا ہے اسے اپنے حتی المقدور نہ دونگا اور آپ سے
مقابلہ بھی نہ کروں گا جب ابنِ زیاد نے یہ کلام سنی آواز دی اور کہا دروازہ کھول دے

نعمان نے اس کی آواز پہچان کر دروازہ کھول دیا۔ اہلِ کوفہ اس کے آنے سے پراگندہ ہو گئے جب صبح ہوئی اس کے منادی نے کوفہ میں ندا کی کہ اہلِ کوفہ جمع ہوں۔ جب جمع ہو گئے تو وہ شقی باہر آیا۔ خطبہ پڑھ کر کہا یزید بن معاویہ نے مجھے تمہارے شہر کا حاکم مقرر کیا ہے۔ مجھے حکم دیا ہے کہ مطیعوں کو نوازش اور مخالفوں کو تازیانہ و شمشیر سے تادیب کروں لازم ہے کہ مخالفت خلیفہ اور اس کے عقوبات سے خوف کرو۔ یہ کہہ کر منبر سے نیچے آیا اور رؤساء قبائل کو طلب کر کے ان کو تاکید کی کہ جس جس پر تمہارا گمان ہو کہ فلاں محلہ اور فلاں قبیلہ میں یزید بن معاویہ کا مخالف ہے اس کی فہرست اسامی میرے پاس لاؤ اور اگر مجھے علم ہو گیا کہ مخالفین یزید تمہارے محلہ اور قبیلہ میں موجود ہیں اور ان کے حالات سے تم نے مجھے مطلع نہیں کیا اس وقت تمہارا خون و مال مجھ پر حلال ہو گا۔ جب خبر داخلۂ عبید اللہ ابن زیاد مسلم بن عقیل کو پہنچی تو مختار کے گھر سے برآمد ہو کر ہانی بن عروہ کے گھر تشریف لے گئے۔ جلا العیون۔

بروایت اعثم کوفی عبید اللہ نے آدمی مقرر کئے کہ مسلم کو ڈھونڈ لائیں مگر کسی شخص نے آپ کا پتہ نہ بتلایا لوگ پوشیدہ طور پر مسلم کے پاس حاضر ہوتے اور از سرِ نو بیعت کرتے تھے مسلم ان پر حجت قائم کرتے تھے کہ تم اپنے وعدوں پر ثابت قدم رہنا بیوفائی نہ کرنا وہ قسمیں کھاتے تھے یہاں تک کہ بیس ہزار آدمیوں نے بیعت کر لی اب مسلمؑ نے دارالامارہ پر ان لوگوں کے ہمراہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر ہانی نے کہا آپ جلدی نہ کریں۔

ادھر عبید اللہ نے معقل کو ایک ہزار درہم دیکر کہا کہ مسلم بن عقیل کو شہر میں تلاش کر۔ علیؑ کے گروہ سے کہنا کہ میں علیؑ اور اس کے خاندان کا خیر خواہ ہوں جب تجھے مسلم کے پاس لے جائیں تو اپنی خیر خواہی جتلا کر کہنا کہ میں ایک ہزار

درہم لایا ہوں آپ یہ روپیہ اپنے کاموں پر صرف کریں وہ تجھے اپنا خیر خواہ سمجھیں گے اور اپنا دوست جان کر تجھ پر بھروسہ کریں گے پھر جو کچھ تو دیکھے اور سُنے مجھ سے آکر بیان کر معقل عبیداللہ کی ہدایت کے مطابق روپیہ لے کر مسجد کوفہ میں آیا وہاں حضرت علیؑ کے گروہ کے ایک شخص مسلم بن عوسجہ اسدی کو دیکھا اس کے پاس بیٹھ کر کہا میں شام کا باشندہ ہوں ایک ہزار درہم میرے پاس ہیں سُنا ہے کہ خاندانِ نبوّت میں سے کوئی شخص یہاں آیا ہُوا ہے اور فرزند رسولؐ خدا کے واسطے لوگوں سے بیعت لے رہا ہے اگر تو مہربانی کر کے مجھے اس کے پاس پہنچا دیں اور میں اس کی زیارت سے مشرف ہوجاؤں تو یہ مال اس کے حوالے کردوں کہ وہ اپنے خرچ میں لائے میں تیرا بہت ہی احسان مند ہوں گا۔ مسلم بن عوسجہ نے سمجھا کہ وہ سچ بولتا ہے قول و قسم لیکر کہا کل میرے پاس آنا میں تجھے اس کے پاس پہنچا دوں گا معقل وہاں سے چلا آیا اور عبیداللہ سے سب حال کہہ سُنایا، اس نے کہا دیکھ مردوں کی طرح اس کام کو انجام دینا۔ پھر لوگوں سے شریک بن عبیداللہ اعور ہمدانی کا حال پوچھا جو بصرہ سے اس کے ساتھ آیا تھا اور کوفہ میں پہنچ کر سخت بیمار ہوگیا تھا۔ عبیداللہ نے کہا ہم اس کی عیادت کے لئے جائیں گے شریک کو مسلم کا حال معلوم تھا اس نے کہا اے مسلم کل عبیداللہ میری عیادت کے لئے آئیگا میں اسے باتوں میں لگالوں گا اور تم اسے تلوار سے ایک ہلاکت خیز ضرب لگانا پھر شہر کوفہ آپکے قبضہ میں آجائیگا اور اگر میں زندہ رہا تو بصرہ کو بھی آپ کے تصرف لاؤنگا دُوسرے دن عبیداللہ شریک کی عیادت کے لئے ہانی کے مکان پہ آیا شریک اس سے گفتگو کرنے لگا اور جس امر کو وہ پوچھتا بتا تارہا اور چاہا کہ مسلم اس کا کام تمام کر دے ادھر مسلم بن عقیل نے چاہا کہ عبیداللہ کا کام

تمام کر دے ہانی نے کہا خدا کے لئے ایسا کام نہ کریں کیونکہ میرے گھر میں بہت
سے بچے اور عورتیں ہیں وہ قتل کے واقعہ سے بہت خوف کھائیں گے مسلم بن
عقیل نے تلوار ہاتھ سے ڈال دی شریک اب بھی عبیداللہ کو باتوں میں مشغول
رکھنے کی کوشش کرتا رہا تاکہ مسلم اسے مار ڈالے آخر عبیداللہ کو بھی کچھ شبہ
پیدا ہوا دل میں ڈرا اور وہاں سے چلا گیا۔ عبیداللہ کے جانے کے بعد جناب
مسلم اور ہانی باہر آئے شریک نے کہا تم نے اچھا موقع کھو دیا۔ کیوں اسے
ہلاک نہ کیا مسلم بن عقیل نے کہا مجھے ہانی نے اس امر سے روک دیا۔
تاریخ اعثم کوفی ۳۵۳۔

ملا محمد باقر نے بحار الانوار جلد دہم صفحہ ۳۴۳ پر لکھا ہے کہ ابن نما رحمتہ اللہ
علیہ نے روایت کی ہے شریک ابن اعور نے پوچھا: یا حضرت قتل ابن زیاد
سے آپ کو کیا امر مانع ہوا؟ فرمایا میں نے چاہا باہر آؤں زوجہ ہانی میرے
دامن سے لپٹ گئی اور کہنے لگی میں آپ کو خدا کی قسم دیتی ہوں ابن زیاد کو میرے
گھر میں نہ ماریں اور رونے لگی میں نے یہ حال دیکھ کر تلوار پھینک دی اور بیٹھ رہا۔

ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۹۹ پر لکھا ہے کہ شریک بن اعور
نے حضرت مسلم سے پوچھا کس چیز نے آپ کو عبیداللہ ابن زیاد کے قتل سے باز
رکھا حضرت مسلمؑ نے فرمایا دو امر مانع ہوئے ایک تو یہ کہ ہانی کو گوارا نہ ہوا کہ ان
کے گھر میں خونریزی واقع ہو اور دوسری بات یہ مانع ہوئی کہ لوگ نبی پاکؐ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔ (اچانک قتل کرنے کو
ایمان مانع ہوتا ہے اور مومن کو چاہیئے کہ اچانک قتل نہ کرے)

بروایت خواجہ اعثم کوفی۔ شریک نے کہا اس بد اعتقاد فاسق کو بہت
آسانی سے قتل کر سکتے تھے آپ نے بڑی غلطی کی پھر ایسا موقع ہاتھ نہ آئیگا۔

شریک تین دن کے بعد فوت ہوگیا وہ اکابر بصرہ میں سے تھا اور حضرت علیؑ کے شعراء
میں سے تھا۔ دُوسرے دن معقل نے مسلم بن عوسجہ کے پاس آکر کہا تو نے مجھ سے
یہ وعدہ کیا تھا کہ مکہ سے آئے ہُوئے شخص کے پاس لے چلوں گا کہ میں یہ مال اس
کی خدمت میں پیش کروں شاید تو اُپنے وعدے سے پھر گیا ہے مسلم بن عوسجہ
نے کہا میں اَپنے اقرار کو پورا کروں گا۔ شریک کی وفات کے سبب فرصت نہ
ملی تھی معقل نے کہا وہ شخص جو مکہ سے آیا ہوا ہے ہانی کے گھر میں موجود ہے
مسلم بن عوسجہ نے کہا ہاں پھر اسے اَپنے ہمراہ مسلم بن عقیل کی خدمت میں حاضر
کیا مسلم نے اس سے بیعت لی معقل نے درہم پیش کئے اور تمام دن آپ
کے پاس رہا اور دوستی کی باتیں کرتا رہا جب رات ہوگئی تو رخصت ہو کر
عبیداللہ کے پاس آیا جناب مسلم کا تمام حال کہہ سُنایا اس نے کہا تو مسلم بن عقیل
کے پاس آتا جاتا رہ کیونکہ اگر تو اس کے پاس نہ جائیگا تو تیری طرف سے شک
پیدا ہو جائیگا اور مسلم ہانی کے گھر سے نکل کر کسی دوسرے کے گھر جا رہے گا۔
اس کے بعد عبیداللہ نے آدمی بھیج کر محمد بن اشعث، اسما بن خارجہ اور عمرو بن
حجاج زبیدی کو بلایا اور کہا ہانی ایک دفعہ بھی میرے پاس نہیں آیا اور نہ
میرا حال دریافت کیا۔ کیا تمہیں اس کا کچھ حال معلوم ہے کہ وہ کس سبب
سے نہیں آیا انہوں نے کہا وہ بہت کمزور ہے اس لیۓ امیر کی خدمت
میں حاضر نہیں ہو سکتا اس نے کہا پہلے تو علیل تھا اور اب تندرست ہے کل تم
اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ مجھ سے ملنے کے لیۓ آئے انہوں نے کہا بسر و چشم
ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ عبیداللہ کا ایک خدمت گار مالک بن یربوع تمیمی
آیا اور کہا میں سیر کے ارادے سے شہر کے باہر گیا ہوا تھا کہ ایک شخص کو کوفہ سے
مدینہ کی طرف نہایت تیز رفتاری سے جاتے ہوئے دیکھا میں نے اس کے پیچھے

گھوڑا دوڑایا اور اُسے جا لیا پوچھا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے اس نے کہا میں مدینہ کا رہنے والا ہوں پھر میں نے گھوڑے سے اُتر کر دریافت کیا کہ کیا تیرے پاس کوئی خط ہے؟ اس نے اقرار نہ کیا تو میں نے اس کے کپڑوں کی تلاشی لی ایک سربند خط ملا وہ یہ ہے اور اس شخص کو امیر کے دروازہ پر پہرہ کے اندر دے دیا ہے۔ عبیداللہ نے خط کھولا مضمون یہ تھا مسلم بن عقیل کی طرف سے حسینؓ ابنِ علیؑ کو معلوم ہو کہ میں کوفہ میں پہنچا تمام شیعوں سے مِلا آپ کے لئے بیعت لی بیس ہزار اشخاص نے برضا و رغبت آپ کی بیعت اختیار کر لی ہے میں نے ان کے نام لکھ لئے ہیں آپ اس خط کے مضمون سے مطلع ہوتے ہی فوراً تشریف لے آئیں کسی وجہ سے بھی دیر نہ کریں کیونکہ کوفہ والے دِل سے آپ کے خیر خواہ اور دوست ہیں اور یزید سے سخت متنفّر ہیں والسّلام۔

عبیداللہ نے کہا جس شخص کے پاس سے یہ خط مِلا ہے اسے میرے پاس لا۔ مالک جا کر لے آیا عبیداللہ نے پوچھا تو کون ہے، اس نے کہا میں بنی ہاشم کا خیر خواہ ہوں۔ پوچھا تیرا نام کیا ہے، اس نے کہا عبداللہ یقطر۔ پھر پوچھا یہ خط تجھے کس نے دیا ہے کہ حسینؑ کے پاس لے جائے اس نے جواب دیا ایک بوڑھی عورت نے دیا ہے اس نے کہا تو اس کا نام جانتا ہے اس نے کہا میں اس کے نام سے واقف نہیں ہوں عبیداللہ نے کہا تو دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کر یا تو خط دینے والے کا نام بتا دے کہ میرے ہاتھ سے بچ جائے ورنہ تجھے قتل کرا دوں گا اس نے کہا نام نہ بتاؤں گا اگر اس میں میری جان بھی جاتی رہے تو کچھ پرواہ نہیں! عبیداللہ نے اسے قتل کرا دیا۔

پھر محمد بن اشعث، عمرو بن حجاج اور اسماء بن خارجہ کی طرف متوجّہ ہو کر کہا جاؤ ہانی سے کہو کہ وہ میرے پاس آتا رہے وہ وہاں سے اُٹھ کر ہانی کے گھر آئے اسے

سلام کیا اور پوچھا امیر کے پاس کس لئے نہیں جاتا اس نے تجھے کئی مرتبہ یاد کیا ہے اس نے جواب دیا بیماری کی وجہ سے نہیں جا سکا انہوں نے کہا ہم نے تیری طرف سے یہ عذر پیش کیا تھا اس نے قبول نہ کیا اور کہا میں سنتا ہوں کہ وہ تندرست ہوگیا ہے اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھتا ہے اور آدمی اس کے پاس جمع ہوتے ہیں اب مناسب ہے کہ تو اس کے پاس جائے کیونکہ وہ برسراقتدار ہے تو اپنے قبیلہ کا سردار ہے ہم تجھے قسم دلاتے ہیں تو اپنے حال پر رحم کر اور ہمارے ساتھ امیر کے پاس چل ہانی نے کہا اچھا میں چلوں گا اس کے بعد اپنی پوشاک منگوا کر پہنی اور گھوڑے پر سوار ہو کر ان لوگوں کے ہمراہ روانہ ہوا اب اس کا دل گھبرایا بدی اور شرارت کا برتاؤ ہونے کا خیال گزرا۔ اسماء بن خارجہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا بھائی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے ساتھ برائی وقوع میں آئیگی اسماء نے کہا اچھا تمہارے خیالات بالکل غلط ہیں اپنے دل سے تشویش دور کر اور ہر طرح سے مطمئن رہو بھلائی کے سوا اور کوئی امر ظاہر نہ ہوگا غرض عبیداللہ کے پاس آئے اس وقت قاضی شریح عبیداللہ کے پاس بیٹھا تھا۔ عبیداللہ نے کہا اے ہانی خدا کی قسم تو نے مسلم بن عقیل کو اپنے گھر میں پناہ دے رکھی ہے اور آدمی اور ہتھیار جمع کر لئے ہیں اور تو یہ سمجھتا ہے کہ میں ان باتوں سے بے خبر ہوں تیری تمام حرکات مجھے معلوم ہیں۔ ہانی نے کہا مجھے ان امور کی خبر نہیں ہے عبیداللہ نے معقل کو بلا کر ہانی سے کہا کیا تو اسے جانتا ہے اب ہانی سمجھ گیا کہ معقل عبیداللہ کا جاسوس تھا۔ اب ہانی نے اقرار کر لیا اور کہا میں نے کسی شخص کو مسلمؑ کے بلانے کو نہیں بھیجا اور نہ اسے بلایا نصف شب کے وقت وہ پناہ کا طالب ہوا مجھے اس بات پر شرم آئی کہ اسے پناہ نہ دوں اور تنہا چھوڑ دوں اس لئے اس کو پناہ دے دی۔ اجازت دے کہ جا کر اس سے عذر کروں کہ کہیں اور چلے جائیں اور میں عہد کرتا ہوں کہ جب اسے اپنے گھر سے روانہ

کردوں گا تو تیرے پاس حاضر ہوجاؤں گا اس نے کہا جب تک تو اسے حاضر نہ کریگا، میرے پاس سے نہ جا سکے گا۔ ہانی نے کہا میں کبھی ایسی بات نہ کروں گا کیونکہ از روئے شرع و مروت جائز نہیں کہ پناہ دئے ہوئے شخص کو دشمن کے حوالے کردوں عبیداللہ نے کہا کہ اگر تو اسے میرے پاس نہ لائیگا تو تیرا سر اڑا دوں گا۔ ہانی نے کہا کس کی مجال ہے جو میرے ساتھ اس طرح پیش آسکے اگر تو ایسا خیال دل میں لائے گا تو ایک جماعت کثیر میرے خون کے قصاص کے واسطے تیرے گھر کو گھیر لے گی۔ عبیداللہ نے کہا تو مجھے اپنے دوستوں اور عزیزوں سے ڈراتا ہے یہ کہہ کر ایک آہنی تازیانہ ہانی کے منہ پر مارا جس سے ایک بھوں اور ناک پھٹ کر خون بہہ نکلا قریب ہی عبیداللہ کا ایک سپاہی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے کھڑا تھا ہانی نے اس کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر چاہا کہ تلوار چھین لے مگر ایک اور سپاہی نے اسے پکڑ لیا۔ عبیداللہ نے چیخ مار کر کہا اسے گرفتار کر کے اسی مکان کی ایک کوٹھری میں بند کردو۔ اسماء بن خارجہ نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر تو نے ہم سے کہا تھا اور ہم اسے تیرے پاس لائے تھے۔ اس کے آنے سے پہلے تو نے اس کے واسطے اچھے اچھے وعدے کئے تھے اب وہ آیا تو غیض و غضب سے پیش آیا ناک توڑ دی اور اس کے چہرے اور داڑھی کو خون سے رنگین کر دیا پھر اسے قید خانہ میں ڈال دیا اور اسے قتل کرانا چاہتا ہے تجھے اچھا برتاؤ کرنا چاہیئے تھا۔ عبیداللہ نے غصّے کی حالت میں جواب دیا کہ اسے اس قدر مارو کہ یہ مرجائے جب اس کے زندہ رہنے کی اُمید نہ رہی تو اسماء بن خارجہ نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اے ہانی ہم تجھے موت کا پیغام سُناتے ہیں اور اب یہ معاملہ ہاتھ سے نکل چکا ہے ہانی کے رشتہ دار بنی مذحج والے سوار ہو کر دارالامارہ پر آئے اور ہجوم کر کے بلند آوازوں سے بولتے تھے عبیداللہ نے پوچھا یہ کیا

شور وغل ہے لوگوں نے کہا ہانی کے عزیزوں کو خبر لگی ہے کہ امیر نے اسے ہلاک کر دیا ہے اس لئے وہ جمع ہوکر دروازہ پر آپہنچے ہیں عبیداللہ نے قاضی شریح سے کہا اٹھ کر ذرا ہانی کو دیکھ، پھر مکان سے نکل کر اس کے رشتہ داروں کو سمجھا دے کہ ہانی صحیح وسلامت ہے تم کس لئے فریاد کرتے ہو جس کسی نے ایسا کہا ہے کہ امیر نے ہانی کو مروا دیا ہے وہ جھوٹا ہے۔ شریح نے مکان سے نکل کر اس کے عزیزوں کو یہی بات سنادی وہ واپس چلے گئے۔ تاریخ اعثم کوفی: ۳۵۳ تا ۳۵۶۔

ابن زیاد مع ملازمان و یاران و ناصران مسجد میں آیا اور اشراف کوفہ کو جمع کرکے بالائے منبر گیا۔ لوگوں کو مخالفت یزید سے ڈرایا اور مطیعیان یزید کو بنوازش و بخشش امیدوار کیا ناگاہ کچھ لوگ مسجد میں دوڑتے ہوئے آئے اور کہا مسلمؑ نے چڑھائی کر دی ہے اور جانب دارالامارۃ آرہے ہیں۔ ابن زیاد بے تابانہ منبر سے نیچے آیا اور دارالامارۃ میں جاکر دروازہ بند کر لیا۔ جلاء العیون۔ ۳۶۳۔

بروایت علامہ ابن شہر آشوب جناب مسلم نے قصر کا احاطہ کر لیا۔ ابن زیاد نے کثیر ابن شہاب حارثی اور محمد بن اشعث کندی کو باب الرومین کی طرف سے امان کا جھنڈا دیکر بھیجا۔ ان دونوں نے بآواز بلند پکار کر کہا جو اس جھنڈے کے نیچے آجائیگا اس کے لئے امان ہے یہ سن کر رؤسا قبائل اس کے نیچے آگئے اور ابن زیاد نے ان کو قصر کے اندر بلا کر کہا اپنے اپنے لوگوں کو کہو کہ اطاعت یزید میں تم کو انعام واکرام سے نوازا جائیگا اور درصورت نافرمانی سخت سزادی جائے گی یہ سن کر لوگ منتشر ہونے لگے یہاں تک کہ جناب مسلم کے پاس صرف تیس نفر رہ گئے اور جب نماز مغرب سے فارغ ہوئے تو ایک بھی باقی نہ رہا یہ حال دیکھ کر آپ پریشان حال کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرنے

لگے یہاں تک کہ آپ طوعہ نامی ایک عورت کے دروازہ پر پہنچے وہ محمد اشعث کی کنیز تھی اس کی شادی اسید حضرمی سے کردی گئی تھی اس سے ایک لڑکا بلال نامی پیدا ہوا وہ لوگوں کے ساتھ گھر سے باہر اس ہنگامہ میں گیا ہوا تھا طوعہ دروازہ پر کھڑی اس کا انتظار کررہی تھی جناب مسلمؑ نے اس سے کہا اے کنیز خدا مجھے پانی پلا جب اس نے پانی لاکر پلادیا تو آپ اس کے دروازے پر بیٹھ گئے اس نے کہا اے بندۂ خدا اب اپنے گھر جا۔ آپ خاموش ہو گئے اس نے پھر یہی کہا آپ نے پھر کوئی جواب نہ دیا اس نے کہا اے شخص میں بار بار کہہ رہی ہوں کہ اپنے گھر جا اور تو جواب تک نہیں دیتا حضرت مسلمؑ نے سرد آہ بھر کر کہا کہاں جاؤں اس شہر میں میرا گھر نہیں ہے میں ایک غریب الوطن ہوں اس عورت نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم مسلم بن عقیل ہو آپ نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں اس کو رحم آیا اور اپنے گھر کے اندر لے گئی۔ مناقب۔

بروایت ابی مخنف اس نے آپ کو اپنے گھر کی ایک کوٹھڑی میں چھپا دیا کھانا آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ لیکن آپ نے پانی کے سوا کوئی چیز نہیں چھوئی۔ تاریکی خوب چھا گئی تو آپ نے باہر جانے کا قصد کیا اسی اثناء میں طوعہ کا لڑکا جس کا باپ ابن زیاد کے ہاں ایک افسر تھا۔ سامنے آتا ہوا نظر آیا۔ جب اس نے اپنی ماں کو اس کوٹھڑی کی طرف بہت زیادہ آتے جاتے دیکھا تو اس بات پر تعجب کیا اور پوچھنے لگا کہ اے مادر اس حجرہ کی جانب کیوں اس قدر زیادہ آمدورفت ہے اس نے کہا کہ اس بات کو جانے دے لیکن وہ نہ مانا عاجزی سے پوچھنے لگا اور کہا کہ مجھ کو تو یہ بات بتلا ہی دو۔ اس کی ماں نے کہا کہ میں خدا کے سامنے تجھ سے عہد لیتی ہوں کہ تو یہ بھید ظاہر نہ کریگا۔ اس نے اس بات پر عہد کرلیا کہ میں یہ راز ظاہر نہیں کروں گا جب اس سے عہد

لے لیا تو کہا کہ یہ مسلمؑ بن عقیل ہیں جو بچکر اور بے مدد گار ہو کر یہاں آئے ہیں اور میں نے رات کو ان کو اس لئے چھپا لیا ہے کہ تلاش سے بے خوف ہو جائیں اے فرزند خبردار امانت میں خیانت نہ کرنا وہ ملعون شب کو خاموش ہو کر سو رہا صبح ہونے ہی حضرت مسلمؑ اٹھے تو دیکھا کہ وہ عورت پانی لئے کھڑی ہے جب آپ نے پانی لے لیا تو اس عورت نے پوچھا کہ اے جوان مرد میں نے آپ کو آج کی شب بالکل سوتے بھی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں جس وقت سو گیا تو اپنے چچا امیرالمومنینؑ علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ مسلمؑ! جلدی جلدی آؤ اب میرا یہ خیال ہے کہ یہ وقت میرے لئے زندگانی دنیا کی آخری گھڑی اور آخرت کی پہلی ساعت ہے۔

صبح ہوتے ہی وہ لڑکا فوراً اپنے گھر سے نکلا اور قصرِ حکومت پر پہنچ کر کہا کہ میں خیر خواہی کی خبر لیکر آیا ہوں اسکے باپ نے پوچھا کونسی خیر خواہی کی خبر لایا ہے اس نے کہا کہ مسلمؑ بن عقیل ہمارے گھر میں موجود ہیں۔ ابن زیاد نے سونے کی ہنسلی اور چاندی کا تاج پہنا کر ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار کرا دیا اور محمد بن اشعث کو پانچ سو سوار دیکر کہا کہ اس لڑکے کو ساتھ لے جاؤ اور مسلمؑ بن عقیل کو قتل کر کے یا قید کر کے لے آؤ یہ لوگ طوعہ کے مکان کے پاس پہنچے طوعہ نے گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور لوگوں کے شور و غل کی آواز سنکر حضرت مسلمؑ کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ بس یہ میری ہی فکر میں ہیں تم میری تلوار لے آؤ آپ نے عمامہ سے کمر کسی کر باندھی، بدن پر زرّہ سجائی اور تلوار لیکر اس گروہ کی طرف چلے یہ دیکھ کر ضعیفہ نے عرض کی اے میرے آقا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور موت کی تیاری فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے یہ فرما کر اس گروہ کے سامنے پہنچ کر جنگ کی

طرح ڈالی معرکہ کارن پڑا۔ آپ نے ایک سو[۱۸۰] اسی شہسوار مار گرائے اور جتنے باقی رہے وہ بھاگ گئے ابن اشعث نے جب آپ کی اس درجہ کی شجاعت دیکھی تو ابنِ زیاد کو کہلا بھیجا کہ میری مدد کے لیئے سوار اور پیادے روانہ کرو اس نے پانچسو سوار اور روانہ کیئے جناب مسلمؑ ان کے مقابلے میں بھی آئے بڑی شدّت کی جنگ ہوئی تو ابن اشعث نے پھر سوار اور پیادوں کی مدد منگوائی کیونکہ جناب مسلمؑ نے ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے تھے ابنِ زیاد نے کہلا بھیجا ایک تنہا آدمی نے تمہارے اتنے کشتوں کے پشتے لگا دیئے اگر میں تم کو ایسے شخص کے مقابلہ میں روانہ کرتا جو مسلمؑ سے زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہے تو تمہارا کیا حشر ہوتا محمد بن اشعث نے اس کو لکھ بھیجا شاید تم نے اپنے خیال میں مجھ کو کسی کاشتکار کے مقابلہ پر بھیجا ہے اس خیال کو دور رکھیئے تم نے مجھے ایسے شخص کے مقابلہ کے لئے بھیجا ہے جو بہادر، سردار، شجاع، شیر اور رسولؐ اللہ کی تلوار ہے ابنِ زیاد نے پانچسو سوار اور بھیج دئیے اور یہ کہلا بھیجا کہ اس کو امان دے دو ورنہ تم سب کا خاتمہ کر دیگا ان لوگوں نے پہنچ کر حضرت مسلمؑ کو آواز دی کہ ہم آپ کو امان دیتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ اے خدا اور اس کے رسولؐ کے دشمن تمہاری امان پر مجھ کو اعتبار نہیں ہے یہ فرما کر آپ مقابلہ کے لئے بڑھے گھمسان کا رن پڑا اس جنگ میں حضرت مسلمؑ اور بکر بن حمران میں چند تلواروں کے وار اور تیزی کی چوٹیں چلیں لیکن حضرت مسلمؑ نے پھرتی سے اس کے سر پر ایک وار لگا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ کوٹھوں پر چڑھ کر جلتی ہوئی آگ جناب مسلمؑ پر برسانے لگے آپ نے اس گروہ پر حملہ فرما دیا بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ یہ حال دیکھ کر ان لوگوں سے ایک ملعون نے کہا کہ میں اس کے لئے ایک ایسا جال پھیلاتا ہوں جس سے وہ بچ کر نکل ہی نہیں سکتے اوّل ان کے لئے راستہ میں ایک کنواں کھود کر اس کا

مُنہ گھاس اور مٹی سے چھپا دیں اور پھر ان پر حملہ کر کے سامنے سے پسپا ہونا شروع کردیں تو وہ اس کنوئیں سے نہیں بچ سکیں گے ان لوگوں نے ایسا ہی کیا جب ان سب نے حضرت مسلمؑ پر حملہ کیا تو انہوں نے آپ کے سامنے سے ہٹنا شروع کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ اس کنوئیں میں گر پڑے۔ انہوں نے ہر سمت سے آپکو گھیر لیا اور باہر نکالا۔ نکلتے ہی پہلا وار ابن اشعث نے آپکے سامنے کے رُخ چہرہ پر لگایا تلوار ناک کے بانسے میں اُتر گئی اور آپ کے دانت گر پڑے لوگوں نے آپ کو پکڑ کر قید کرلیا اور کھینچتے ہوئے دارالحکومت تک لے گئے جب آپ دارالامارۃ کی ڈیوڑھی میں پہنچے تو پانی کی بھری ہوئی صراحی پر آپ کی نظر پڑی حضرت مسلمؑ کو پانی سے آشنا ہوئے دو دن گذر چکے تھے اس لئے کہ آپ کا دن تو جہاد اور رات سجدے میں گذرتی تھی آپ نے پانی پلانے والے سے فرمایا کہ بھائی ایک پیاس پانی پلا دے۔ اگر میں زندہ رہ گیا تو اس کا صلہ دے دوں گا اور اگر موت آگئی تو خدا اور اس کا رسولؐ اس کا اجر دیں گے۔ ساقی نے آپ کو پانی کی صراحی دے دی حضرت مسلمؑ نے پانی لیکر لبوں سے لگایا اور پانی کی ٹھنڈک خون کی گرمی سے ملی تو دندان مبارک ٹوٹ کر برتن میں گر پڑے حضرت مسلمؑ نے پانی واپس کر دیا اور فرمایا اب مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے لوگ اس کے بعد آپ کو ابنِ زیاد کے سامنے لے گئے حضرت مسلمؑ نے اس کا تکبّر دیکھ کر فرمایا جو راہِ راست پر چلتا اور انجام ہلاکت سے ڈرتا اور خدائے بزرگ کی اطاعت کرتا ہے اس پر میرا سلام ہو۔ ابن زیاد کے ایک حاجب نے کہا کہ اے مسلمؑ اگر السّلام علیک ایّہا الامیر کہہ کر سلام کرتے تو تمہارا کیا بگڑ جاتا حضرت مسلمؑ نے فرمایا میں تو آقا امام حسینؑ کے سوا کسی کو امیر نہیں جانتا۔ ابنِ زیاد کو تو وہ امیر کہہ کر سلام کرے جو اس سے ڈرتا ہو۔ ابنِ زیاد نے کہا خواہ سلام کرو یا نہ کرو آج ہی قتل کر دیئے جاؤ گے۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا کہ اگر میرا قتل کرنا ہی ضروری ہے تو میں کسی قریش سے وصیتیں کرنا چاہتا ہوں

وصیّت سننے کے لئے عمر ابن سعد آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ پہلی وصیت تو میری یہ ہے کہ خدا ایک ایسی ہستی ہے جس کا کوئی شریک نہیں نیز میں اس کی گواہی بھی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور علیؑ خدا کے ولی ہیں، دوسری وصیّت یہ ہے کہ یہ میری زرّہ بیچ کر ایک ہزار درہم جو میں نے تمہارے شہر میں قرض لئے تھے ادا کر دینا تیسری وصیت یہ ہے کہ مجھ کو اطلاع ملی ہے کہ میرے آقا امام حسینؑ مع اہل و عیال روانہ ہو چکے ہیں ان کو لکھ دو کہ وہ تمہارے پاس نہ آئیں تا کہ جو آفت مجھ پر آئی ہے آنحضرت پر نہ آئے۔

عمر بن سعد نے وصیتیں سُن کر کہا کہ دربارہ شہادت جو تم نے کہا ہے ہم سب کے سب اس کا اقرار کرتے ہیں اب رہا زرہ فروخت کر کے قرضہ ادا کرنا اس کا ہم کو اختیار ہے خواہ ادا کریں یا نہ کریں۔ اب رہی تیسری وصیّت امام کے بارہ میں تو یہ ہو کر رہے گا۔ کہ امام حسینؑ یہاں آئیں اور ہم ان کو موت کا مزہ چکھائیں۔ اس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ مسلمؑ بن عقیل کو سقف ایوان پر لے جائیں اور سر کے بل نیچے گرا دیں جب آپ کو اوپر چڑھا کر لے گئے تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دے دو پھر جو جی چاہے کرنا لیکن ان لوگوں نے کسی طرح مہلت نہ دی جناب مسلمؑ رو پڑے۔ مقتل ابی مخنف۔ ۳۸ تا ۴۴۔

ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳ پر لکھا ہے کہ جب حضرت مسلمؑ بن عقیل ایوان کی چھت پر پہنچے تو مکہ معظمہ کی طرف مُنہ کر کے کہا اے فرزند رسولؐ آپ پر سلام ہو کیا حضور کو مسلمؑ بن عقیل کے حال کی بھی کچھ خبر ہے۔ اور چند اشعار پڑھے پھر کہا اے فرزند رسولؐ میری تمنا تو یہ تھی کہ ایک دفعہ پھر اپنی مصیبت زدہ آنکھوں کو آپ کی زیارت سے مشرف کروں مگر زندگی نے مہلت نہ دی اور زیارت کا وعدہ قیامت کا ہوا۔

نور الائمہ خوارزمی نے اپنی مقتل کی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت مسلمؑ نے ایوان کی چھت

سے نیچے نگاہ کی تو بہت سے کوفیوں کو کھڑے ہوئے دیکھا اور وہ آپ کو دیکھ رہے تھے حضرت مسلمؑ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور عربی کے چند اشعار پڑھے اور جب حضرت مسلمؑ نے بات ختم کی تو دستِ دُعا بلند کئے اور عرض کیا اے خداوند تعالیٰ اپنے دوستوں کو کامیابی عطا فرما اور دشمنوں کو ناکام کر اتنی بات کہی اور شہادت کی انتظار میں کھڑے ہو گئے ابنِ بکیر بن عمران نے چاہا کہ حضرت مسلمؑ پر تلوار چلائے اس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور حیران ہو کر بیٹھ رہا لوگوں نے ابنِ زیاد کو اطلاع دی اس نے ابنِ بکیر کو بلایا اور پوچھا کہ تجھے کیا ہوا اس نے جواب دیا کہ اے امیر میں نے ایک ہیبت ناک آدمی کو دیکھا وہ میرے سامنے آیا اور اپنی اُنگلی کو اپنے دانتوں سے چباتا تھا اور دوسری روایت یہ ہے کہ اپنے ایک ہونٹ کو دانتوں سے پکڑے ہوئے تھا میں اس شخص سے ایسا ڈرا کہ تمام عمر کسی شے سے نہیں ڈرا ابن زیاد نے کہا جب تم نے معمول کے خلاف کام کرنا چاہا تو تم پر خوف طاری ہو گیا اور ایک تصویر تیری نظروں کے سامنے آگئی پھر ایک دُوسرے شخص کو بھیجا جب وہ ایوان کی چھت پر پہنچا تو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے نظر آئے جو وہاں کھڑے ہوئے تھے اس کا پتہ پھٹ گیا اور وہ مرگیا اس کے بعد ایک شامی مرد کو بھیجا اس نے حضرت مسلمؑ کو آکر شہید کیا۔ صحیح روایت یہ ہے کہ ابن بکیر نے حضرت مسلمؑ کو شہید کیا اور آپ کا سر ابن زیاد کے پاس بھیج دیا اور آپ کے تن اطہر کو ایوان سے نیچے گرا دیا۔

مولّف جامع التواریخ عرض کرتا ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیل کے قاتل لعین کے نام کے متعلق علماءِ تاریخ کربلا نے اختلاف کیا ہے احمد بن داوٗد الدینوری نے الاخبار الطوال صفحہ ۲۴۸ پر اس ملعون کا نام اَحمرُ بن بکیر لکھا ہے شیخ مفید نے کتاب الارشاد جلد دوم صفحہ ۶۴ پر، فضل بن حسن طبرسی نے اعلام الوریٰ صفحہ ۱۳۴ پر، علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک حصّہ چہارم صفحہ ۲۲۰ پر، علاّمہ ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون صفحہ ۹۵ پر،

علّامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۶۶ پر اور علی بن حسین مسعودی نے مروج الذہب حصّہ سوم صفحہ ۶۹ پر اس کا نام بکیر بن حمران نقل کیا ہے مگر ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۳۶۷ پر مرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۰۴ پر، سیّد علّامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۷۴ پر اور محمد قزوینی نے ریاض القدس وحدائق الانس جلد اوّل صفحہ ۱۲۵ پر اس کا نام بکر بن حمران لکھا ہے۔

مؤلّف عرض کرتا ہے کہ جناب مسلم بن عقیل کی تاریخ وفات کے متعلق بھی مورّخین نے اختلاف کیا ہے احمد بن داؤد الدینوری نے الاخبار الطوال صفحہ ۲۴۹ پر لکھا ہے کہ مسلمؑ بن عقیل کا قتل ماہ ذوالحجہ کی تیسری تاریخ ۶۰ھ میں وقوع پذیر ہوا تھا سلیمان بن ابراہیم قندوزی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۳۴۰ پر لکھا ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیل منگل کے روز آٹھویں ذی الحجہ کو منصب شہادت پر متمکن ہوئے مگر شیخ مفید نے کتاب الارشاد جلد دوم صفحہ ۶۷ پر، ملا محمد باقر نے جلاء العیون صفحہ ۳۶۸ پر اور علّامہ محمد قزوینی نے ریاض القدس صفحہ ۱۴۱ پر لکھا ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیل نے کوفہ میں منگل کے دن آٹھ ذی الحجہ ۶۰ھ کو ظہور کیا اور نویں ذی الحجہ بروز عرفہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

بروایت محمد ہاشم تمنقام میں ابن ابی الحدید سے منقول ہے کہ جب حضرت عقیل نے اس دُنیا سے رحلت فرمائی تو حضرت مسلمؑ اٹھارہ سال کے تھے جناب عقیل نے پچاس۵ھ میں رحلت فرمائی حضرت مسلمؑ بوقت شہادت کہ سن ۶۰ ہجری تھا اٹھائیس سال کے تھے۔ منتخب التواریخ۔ ۲۹۴ ۔

علّامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے اصحاب میں سے حضرت مسلمؑ بن عقیل شہید اول ہیں ان کی والدہ ام ولد تھیں جس کا نام حلیہ تھا حضرت عقیل نے اسے شام سے خریدا تھا اور حضرت مسلمؑ ان کے بطن سے پیدا ہوئے اس کے بعد اس کی کوئی اولاد نہ تھی ۔

ابن زیاد نے آپ کی لاش اطہر کو کوفہ کی گلیوں میں پھرایا اور آپ کے سرِ اقدس کو یزید کے پاس بھیج دیا یزید نے آپ کے سرِ مبارک کو دمشق کے دروازہ پر لٹکوا دیا۔ آپ کی لاش اطہر کوفہ میں دفن کی گئی جہاں آج بھی آپ کا روضہ زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ جناب مسلمؑ کی ایک زوجہ جناب رقیہ بنت علیؑ سے ایک صاحبزادی حمیدہ اور صاحبزادے عبداللہ تھے جو کربلا میں شہید ہوئے آپ کی دوسری زوجہ سے جو کنیز تھیں محمد پیدا ہوئے جو کربلا میں اپنے بھائی عبداللہ کے بعد شہید ہوئے آپ کی تیسری زوجہ سے جو جناب جعفر طیار کی صاحبزادی تھیں محمد و ابراہیم پیدا ہوئے جو شہادت جناب مسلمؑ کے ایک سال بعد کوفہ میں دریائے فرات کے کنارے حارث کے دستِ ظلم و ستم سے شہید ہوئے آپ کی صاحبزادی جناب حمیدہ مع اپنی مادر گرامی، امام حسینؑ کی مخدرات عصمت و طہارت کے ساتھ واقعہ کربلا میں موجود تھیں۔ رسالہ مسلمؑ بن عقیل ۔ ۷۰۸ ۔

حضرت ہانی بن عروہ المرادی

علامہ طبری نے تاریخ الامم حصہ چہارم صفحہ ۲۲۱ پر، علامہ ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون حصہ دوم صفحہ ۹۵ پر، شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصہ دوم صفحہ ۴۶ پر، لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۴۶ پر، خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۵۹ پر، سید علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۳۸ پر، علامہ مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۳۶۸ پر، علامہ میرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۰۵ پر، اور شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اوّل صفحہ ۲۰۵ پر لکھا ہے کہ ہانی بن عروہ حضرت مسلمؑ کے بعد درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

بروایت اعثم کوفی پھر حکم دیا کہ ہانی کو قید خانہ سے نکال کر حضرت مسلمؑ کے پاس

پہنچا دیں محمد بن اشعث نے کہا کہ ہانی ایک بڑا نامور اور ایک بڑا مشہور آدمی ہے بصرہ میں تو بھی اس کے عالی مرتبہ اور بلند درجہ سے آگاہ ہے اس کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا ایک بہت زیادہ گروہ ہے اسکی تمام قوم کو معلوم ہے کہ میں اور ابن خارجہ اس کو تیرے پاس لے آئے ہیں اس لئے میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اس کی خطا بخش دے ہمیں اس کی قوم کے سامنے شرمندہ نہ کر عبیداللہ نے کہا چپ رہ کب تک ایسی بیہودہ گوئی کرتا رہے گا غرض اس کے حکم کے مطابق لوگوں نے ہانی کو قیدخانہ سے نکالا بازار میں سے گزارا قصابوں کے محلے میں لے گئے جہاں بکریاں فروخت ہوتی تھیں ہانی سمجھ گیا کہ مجھے قتل کریں گے، شور و غل مچایا کہ اسے مذحج والو! اور میرے رشتہ دارو دوڑو اب عبیداللہ کے ملازموں نے اس کے ہاتھ کھول دیئے تھے، پھر چیخا اور کہا کہ کوئی ہتھیار ہے مجھے دے دو کہ اس بلا کے ہاتھوں سے میں اپنے آپ کو بچا لوں۔ یہ سُن کر پھر جلّادوں نے ہاتھ باندھ دیئے اور کہا گردن اونچی کر ہانی نے کہا سبحان اللہ کیا اچھی بات کہتے ہو میں اپنے قتل کے واسطے خود کوشش نہ کروں گا اتنے میں ابن زیاد کے ایک غلام رشید نے اسکی گردن پر تلوار ماری مگر وار پورا نہ بیٹھا، اب دوسرے وار میں ہانی کی گردن قطع کر لی۔ تاریخ اعثم کوفی۔ ۳۵۹۔

بروایت ابی مخنف۔ جب بنی مذحج کو یہ خبر ملی تو ان سب نے ابنِ زیاد پہ چڑھائی کردی اور جنگ کی طرح ڈال کر حق جنگ ادا کیا ابنِ زیاد کے آدمی ہانی اور مسلمؑ کی لاشوں کو سڑکوں پر گھسیٹ رہے تھے بنی مذحج نے حملہ کرکے ان کو تو بھگا دیا اور حضرت مسلمؑ و ہانی کو غسل و کفن دیا اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا۔ مقتل ابی مخنف۔ ۳۷۔ ۳۸۔

علّامہ طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۲۲۲ پر لکھّا ہے کہ جناب ہانی کے قاتل کو عبدالرحمٰن بن حصین نے مقام خازر میں ابن زیاد کے ساتھ دیکھا لوگ کہہ رہے

تھے کہ دیکھو ہانی کا قاتل یہی ہے یہ سُن کر عبدالرحمٰن نے اس پر برچھی کا وار کر کے اسے وہیں قتل کر دیا۔

شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اوّل صفحہ ۲۴۰ پر لکھا ہے کہ حبیب السیر میں منقول ہے کہ ہانی بن عروہ کا شمار شرفاء کوفہ اور امراء شیعہ میں ہوتا تھا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت کا انہیں شرف حاصل تھا۔ جس روز آپ شہید ہوئے نواسی ۸۹ برس کے تھے۔

محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۹۴-۲۹۵ پر لکھا ہے کہ ابن سعد نے طبقات میں نقل کیا ہے کہ جناب ہانی کی عمر نوے سال سے زائد تھی اس بنا پر جناب ہانی نے چالیس برس سے زیادہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ حیات پایا۔

ابصار العین میں منقول ہے کہ ہانی اپنے والد کی طرح صحابی تھا اور وہ سن رسیدہ تھا۔ وہ اور اس کا والد ممتاز شیعوں میں سے تھے ان دونوں نے امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام کے ساتھ تین جنگوں میں بھی حصہ لیا تھا۔

عسقلانی نے اصابہ میں کہا ہے کہ ہانی حضرت علی علیہ السلام کے خواص میں سے تھا۔

علاّمہ علی بن حسین مسعودی نے مروج الذہب حصّہ سوم صفحہ ۶۹ پر لکھا ہے کہ جناب ہانی قبیلہ مراد کا سردار اور رئیس تھا جب وہ سوار ہوتا تھا تو چار ہزار زرہ پوش سوار اور آٹھ ہزار پیدل آپ کے ہم رکاب ہوتے تھے جب قبیلہ مراد کے حلیف قبیلہ کندہ اور دوسرے قبائل کے لوگ قبیلہ مراد کی دعوت پر آتے تھے تو تیس ہزار زرہ پوش سوار ساتھ ہوتے تھے ان کا سرداران میں سے ہر ایک کو مستعد اور مددگار پاتا تھا۔

بروایت مجلسی شیخ مفید و سیّد ابن طاؤس و شیخ ابن نما اور سیّد محمد ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم نے لکھا ہے کہ جب سیّد الشہدا تیسری شعبان ۶۰ھ کو مخالفوں کے خوف سے مکّہ معظمہ تشریف لائے تو بقیہ ماہ شعبان و رمضان و شوال اور ذیقعد

اسی مقام متبرک میں بعبادت الہٰی قیام فرمایا، اس مدت میں شیعان اہل حجاز و بصرہ و جمیع بلاد امام حسینؑ کے پاس جمع ہوئے جب ماہ ذی الحجہ آیا تو امام حسین علیہ السلام نے احرام حج باندھا۔ جلاء العیون۔ ۳۶۸۔

بروایت شیخ عباس قمی جب روز ترویہ یعنی ۸ ذی الحجہ کی تاریخ ہوئی تو عمرو بن سعید بن العاص ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ حج کے بہانے سے مکہ میں وارد ہوا اور ان لوگوں کو یزید کی طرف سے امر کیا گیا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کو پکڑ کر یزید کے پاس لے جائیں یا اسے قتل کردیں۔ منتہی الامال۔ ۲۳۳۔

بروایت علامہ محمد تقی فخرالدین بن طریح نجفی نے منتخب میں لکھا ہے کہ یزید بن معاویہ نے بنی امیہ کے شیاطین میں سے تیس آدمیوں کو حکم دیا کہ زائرین بیت اللہ کے ساتھ کوچ کرکے امام حسین علیہ السلام کو مکہ میں گرفتار کریں اگر وہ گرفتار نہ کرسکیں تو انہیں قتل کردیں۔ ناسخ التواریخ۔ ۲۱۰۔

بروایت سلیمان حنفی یزید نے بنی امیہ کے شیاطین میں سے تیس آدمیوں کو حجاج کے ساتھ مکہ معظمہ بھیج دیا اور انہیں امام حسین علیہ السلام کو ہر حالت میں قتل کرنے کا حکم دیا۔ ینابیع المودۃ۔ ۴۰۴۔

بروایت شیخ عباس قمی جب امام حسینؑ ان کے مافی الضمیر سے مطلع ہوئے تو آپ نے حج کو عمرہ میں بدل دیا۔ بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی، احرام کھولا اور اسی دن عراق کی طرف جانے کا قصد فرمایا۔ منتہی الامال۔ ۲۳۴۔

بروایت اعثم کوفی جب امام حسینؑ کو جناب مسلمؑ کی شہادت کی خبر ہوئی اور وہ اس طرح کہ ایک شخص کوفہ سے وارد ہوا تھا تو آپ نے اس سے پوچھا کہاں سے آرہا ہے اس نے جواب دیا کوفہ سے۔ پھر آپ نے پوچھا تجھے مسلمؑ بن عقیل کی بھی کچھ خبر ہے اس نے کہا اے رسولِ خدا کے فرزند جس وقت میں کوفہ سے باہر آرہا

تھا تو عبید اللہ بن زیاد نے مسلمؑ اور ہانی بن عروہ کی لاشیں سولی پر لٹکا رکھی تھیں اوران کے سر یزید کے پاس دمشق بھیج دیئے تھے۔ آپ سخت غمگین ہو کر بولے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور اسی وقت عراق کا مصمم ارادہ کر لیا۔ تاریخ اعثم کوفی ۔ ۳۵۹ ۔

بروایت علامہ قزوینی امام حسینؑ کے مکّہ سے روانہ ہونے دو اسباب تھے ایک قضا و قدر کے حکم کا جاری ہونا دوسرا خانہ خداوند اکبر کے احترام کا قائم رکھنا۔ ریاض القدس جلد اوّل ۔ ۱۴۱ ۔

بروایت ابن شہر آشوب جب امام حسین علیہ السّلام نے مکّہ سے عراق جانے کا ارادہ کیا تو عمرو مخزومی نے آپ کو منع کیا اور کہا آپ ہمارے نزدیک بہترین مشیر اور بہترین ناصح ہیں آپ یہاں سے کہیں نہ جائیں ۔ عبداللہ ابن عباس آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت دیر تک اس بارہ میں گفتگو کرتے رہے لیکن حضرت نے فرمایا میں اس امر میں ابھی غور کرونگا اور استخارہ دیکھوں گا جو رائے ہو گی اس پر عمل کروں گا ۔ عبداللہ بن جعفر نے مدینہ سے خط لکھا حضرت نے جواب دیا کہ میں نے اپنے جد حضرت رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے سارے حال سے آگاہ کر دیا پس جاہے جو کچھ بھی ہو میں اسے ضرور پورا کرونگا واللہ اسے میرے ابن عم یہ لوگ میرے ساتھ اسی طرح زیادتی کریں گے جس طرح یہود نے یوم سبت کی تھی۔ مناقب ابن شہر آشوب ۔ ۵۶۷ ۔

بروایت شیخ عباس قمی عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے اس نے کہا کہ میں نے امام حسین علیہ السّلام کو مکّہ سے عراق کی طرف جانے سے قبل کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھا اور جبرئیلؑ کا ہاتھ حضرت امام حسینؑ کے ہاتھ میں تھا اور جبرئیل لوگوں کو آنحضرت سے بیعت کرنے کی دعوت دے رہا تھا اور ندا کر رہا

تھا کہ اے لوگو ابیعت خدا کی طرف جلدی کرو۔ منتہیٰ الامال جلد اوّل۔ص ۲۴۳۔

بروایت علّامہ قزوینی محمد بن یعقوب کلینی کی کتاب وسائل میں منقول ہے کہ جب بادشاہ حجاز نے مکّہ سے عراق کی طرف سفر کرنے کا ارادہ فرمایا تو حکم دیا کہ کاغذ اور دوات لے آئیں اور حضرت نے بنی ہاشم رشتہ داروں کی طرف اس مضمون کا خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من جانب حسینؑ بن علیؑ بطرف بنی ہاشم اما بعد تحقیق تم میں سے جو میرے ساتھ آکر ملے گا وہ راہ خدا میں درجہ شہادت پہ فائز ہوگا اور جو مجھ سے پیچھے رہ جائیگا وہ فتح و فیروزی نہیں پائیگا۔ والسّلام۔

اس خط کے لکھنے کے بعد حضرت نے حکم دیا کہ سفر کی تیاری کریں اور وہ حضرت جن کے اسماء گرامی فہرست آل محمد میں ثبت ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ ہمراہ رہیں اور شہید راہِ حق ہوں۔ ریاض القدس ۱۴۷۔

بروایت ملاحسینؒ پھر امیر المومنین حسین علیہ السّلام نے اپنے بھائیوں، رشتہ داروں اور دوستوں کو جمع کیا اور مخدرات اور معصوموں کے لئے محملوں کا انتظام فرمایا اور ماہ ذالحجہ کی تیسری تاریخ کو کہ اتفاقاً مسلم بن عقیل اُسی دن درجۂ شہادت پہ فائز ہوئے تھے مکّہ سے روانہ ہوئے۔ روضۃ الشہدا۔ ص ۲۔

بروایت اعثم کوفی اب جناب امیر المومنین حسینؑ نے عراق کا قصد کیا جس شخص کو ہمراہ لینا تھا دس دینار سرخ اور ایک ایک اونٹ دیکر کعبہ وصفا و مروہ کا طواف کیا پھر اہلِ بیت کے لئے کجاوے تیار کئے بروز منگل ترویہ کے دن آٹھ ذی الحجہ کو مکّہ سے روانہ ہوئے۔ عزیز، دوست رشتہ دار اور ملازم سب مل کر ۸۲ آدمی ہمراہ تھے۔ تاریخ اعثم کوفی۔ ۳۶۱۔

بروایت علّامہ ابن خلدون امام حسینؑ بن علیؑ ۱۰ ذی الحجہ ۶۰ھ کو مع اپنے اہلبیت کے مکّہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے۔ تاریخ ابن خلدون۔ ۹۷۔

علّامہ مسعودی نے مروج الذہب حصّہ سوم صفحہ ۴۹ پر اور علّامہ طبرسی نے اعلام الوریٰ صفحہ ۱۳۴ پر لکھا ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیل کا کوفہ میں منگل کے دن آٹھویں ذی الحجہ اور بعض کے نزدیک بدھ کے دن نویں ذی الحجہ ۶۰ھ کو ظہور ہوا یہ وہ دن ہے جس روز حضرت امام حسینؑ مکّہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

شیخ مفید الارشاد حصّہ دوم صفحہ ۶۷ پر مرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۱۰ پر شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اوّل ۲۳۳ پر، ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم صفحہ ۱۷۷ پر علامہ طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۲۲۳ پر اور علّامہ قندوزی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۴۰۴ پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ منگل کے دن ماہ ذالحجہ کی آٹھویں تاریخ کو مکّہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے۔

شیخ مفید نے الارشاد حصّہ دوم صفحہ ۹ - ۶۸ پر لکھا ہے کہ فرزدق شاعر سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں ۶۰ھ میں حج کرنے کے ارادے سے اپنی ماں کے ہمراہ مکّہ معظمہ جا رہا تھا میں اپنی والدہ کے اونٹ کو ہانک رہا تھا کہ حرم شریف میں داخل ہوا ناگہانی طور پر حسینؑ بن علیؑ علیہما السلام کی زیارت کی جو تلواریں اور ڈھالیں لئے ہوئے مکّہ سے باہر تشریف لا رہے تھے میں نے دریافت کیا یہ اونٹوں کی قطار کس کی ہے لوگوں نے جواب دیا کہ امام حسینؑ کی ہے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کر کے عرض کیا کہ خداوند تعالیٰ آپ کو اپنے دلی مقاصد میں کامیاب فرمائے اے رسولؐ خدا کے فرزند میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نے قبل ادائے مناسک حج مکّہ سے باہر تشریف لاتے ہیں کیوں جلدی کی امام حسینؑ نے فرمایا اگر میں جلدی نہ کرتا تو گرفتار کیا جاتا پھر حضرت نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے میں نے عرض کیا میں عرب کا رہنے والا ہوں خدا کی قسم ہے اس سے زیادہ حضرت نے مجھ سے نہ پوچھا پھر فرمایا ان لوگوں کے حالات

سے مجھے مطلع کریں جن کو تُو اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہے میں نے عرض کیا حضور نے ایک باخبر آدمی سے پوچھا لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور انکی تلواریں بنی اُمیّہ کے ساتھ ہیں ۔ قضا آسمان سے نازل ہوتی ہے خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے امام حسینؑ نے فرمایا تم نے سچ کہا تمام امور اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں ۔ ہر روز و ہر ساعت امور خلائق میں خدا کی تدبیر و تقدیر ہے اگر قضائے خدا ہماری تمنّا اور خواہش کے مطابق نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر ہم اُس کا شکر ادا کریں گے اور اسکی شکرگذاری پر ہم توفیق چاہیں گے اگر قضائے الٰہی برخلاف اُمّید جاری ہوئی تو وہ شخص اپنے مقصد سے دُور نہیں رہ سکتا جس کی نیّت حق ہو اور تقویٰ اسکی سیرت ہو میں نے عرض کیا یا حضرت آپ نے حق فرمایا خدائے تعالیٰ آپکو آپکے مقصد تک پہنچائے اور جس امر سے پرہیز کرتے ہیں اُس سے محفوظ رکھے اس کے بعد میں حج کے کئی مسئلے حضرت پوچھے حضرت نے ان کے جواب دیئے اس کے بعد حضرت نے اپنی سواری آگے بڑھا کر فرمایا السّلام علیک اور حضرت کو وداع کر کے روانہ ہُوا ۔

مولّف جامع التواریخ عرض کرتا ہے کہ امام حسینؑ نے مکّہ معظمہ سے کربلا معلّےٰ تک جو سفر استحکام اور تکمیل دین اسلام کی خاطر اختیار کیا تھا اس میں حضرت نے کئی منازل پر نزول اجلال فرمایا تھا ان منازل کے نام، تعداد، ترتیب اور واقعات کے متعلق علماء تاریخ کربلا میں اختلاف ہے اس لئے باحتراز طوالت و باحتضار تفاوت، ان منازل کے نام، تعداد اور ترتیب کے متعلق چند علماء تاریخ کربلا کی آراء کا خاکہ جامع التواریخ میں درج کیا جاتا ہے ۔

فہرست نام، تعداد اور ترتیب منازل جناب امام حسینؑ بروایت ملا محمد باقر مولف جلاء العیون یہ ہے :۔ (۱) مکّہ (۲) تنعیم (۳) مقام ثعلبیہ (۴) مقام عذیب۔

(۵) مقام رہمیہ (۶) مقام حاجز (۷) مقام خزیمہ (۸) مقام زبالہ (۹) مقام بطن عقبہ (۱۰) مقام شراف (۱۱) قصر بنی مقاتل (۱۲) قطقطانیہ (۱۳) کربلا معلےٰ

فہرست منازل سفر امام حسینؑ بمطابق مقتل ابی مخنف مولفہ ابی مخنف یہ ہے (۱) مکّہ (۲) مدینہ (۳) ذات عراق (۴) بطن رملہ کا مقام جنابیہ (۵) منزل زبالہ (۶) ثعلبیہ (۷) عذیب الحجانات (۸) قصر بنی مقاتل (۹) کربلا ۔

فہرست نام، تعداد اور ترتیب منازل سفر امام حسین علیہ السّلام بروایت میرزا محمد تقی مولّف ناسخ التواریخ یہ ہے (۱) مکہ معظمہ (۲) منزل تنعیم (۳) مدینہ منوّرہ (۴) ذات عراق (۵) ثعلبیہ (۶) حاجز از بطن رمہ (۷) خزیمیہ (۸) زبالہ (۹) قصر مقاتل (۱۰) بطن عقبہ (۱۱) منزل شراف (۱۲) منزل ذوحشب (۱۳) منزل رہیمہ (۱۴) عذیب الہجانات (۱۵) کربلا معلےٰ ۔

فہرست نام، ترتیب اور تعداد منازل سفر امام حسینؑ بحوالہ مقتل لہوف تالیف سیّد علی بن طاؤس یہ ہے (۱) مکہ معظمہ (۲) منزل تنعیم (۳) ذات العراق (۴) منزل ثعلبیہ (۵) خزیمیہ (۶) زبالہ (۷) امام حسینؑ اور حر کے مقام ملاقات کے نام کا اندراج نہیں ہے (۸) منزل ہجانات (۹) کربلا معلےٰ ۔

درج ذیل فہرست نام، تعداد اور ترتیب منازل سفر امام حسینؑ، علّامہ ابنِ شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب میں نقل کی ہے (۱) مکّہ (۲) ذات عراق (۳) حاجز (۴) ثعلبیہ (۵) سقوق (۶) شراف (۷) عذیب ہجانات (۸) کرب و بلا معلےٰ ۔

امام حسینؑ کے مکہ سے کربلا کی طرف سفر کی منازل کے نام، ترتیب اور تعداد کے متعلق فتوح اعثم کوفی میں یہ فہرست ملتی ہے (۱) مکہ (۲) عراق کے دیہات کی منزل جس کا نام خواجہ اعثم کوفی نے نہیں لکھا ہے (۳) خزیمہ (۴) ثعلبیہ (۵)

مفقود (۶) قصرِ مقاتل (۷) مقامِ مُلاقات حر کے متعلق ۳۶۳ پر لکھا ہے" ورا ثنای راہ امیرالمومنین حسینؑ علیہ السلام لشکر پیدا دید (۸) عذیب ہجانات۔ (۹) کربلا معلےٰ۔

جب سلطانِ دُنیا و آخرت کا سعادت مند قافلہ مکّہ معظمہ سے روانہ ہوا تو وادی تنعیم میں پہنچا امام حسین علیہ السّلام کی پہلی منزل وادی تنعیم تھی۔ ریاض القدس ۱۴۹ - ۱۵۷ -

تنعیم ایک جگہ کا نام ہے جو مکّہ سے تین یا چار میل دُور ہے۔ ترجمہ الارشاد. سیّد ہاشم رسولی - ۶۹ -

منزل تنعیم پر حضرت امام حسینؑ ایک قافلے سے ملے جو یمن سے آرہا تھا حضرت نے کئی اونٹ اس قافلہ سے اپنے اسباب اوراصحاب کے لئے کرایہ پہ لئے امام حسینؑ نے شتر بانوں سے کہا جو شخص ہمارے ساتھ عراق تک چلے گا ہم اس کا پورا کرایہ دیں گے اوراس سے احسان کریں گے اور جو کوئی راستہ میں ہم سے جُدا ہو جائیگا اسے طے کردہ مسافت کے مطابق کرایہ دیں گے بعض آدمیوں نے اپنے اونٹ حضرت کو کرایہ پہ دے دیئے اور بعض آدمی رک گئے۔

عبداللہ بن جعفر طیار نے اپنے دونوں بیٹوں عون ومحمد کو ایک خط دے کر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں بھیجا۔ اس میں التماس کی کہ برائے خدا میرے اس خط کو دیکھتے ہی مراجعت فرمائیں مجھے خوف ہے کہ آپ اور آپ کے اہلبیت اس سفر میں شہید نہ کئے جائیں، اگر آپ شہید ہو گئے تو روئے زمین کا نور جاتا رہے گا۔ کیونکہ اس وقت آپ ہی مومنین کے امام اور پیشوا ہیں اس سفر میں تعجیل نہ فرمائیں. میں بھی اس خط کے پیچھے آرہا ہوں والسّلام -

پھر عبداللہ بن جعفر، عمرو بن سعید حاکم مدینہ کے پاس تشریف لے گئے اوراس

سے فرمایا کہ حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں خط لکھے اور انہیں امان دے اور واپس آنے کی التماس کرے عمرو نے حضرت کو ایک عریضہ لکھا اور اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کے ہاتھ روانہ کیا عبداللہ بن جعفر یحییٰ کے ساتھ روانہ ہوئے جب آنحضرت کی خدمت میں پہنچے تو ہر چند مراجعت کی کوشش کی مگر کچھ مفید نہ ہوئی حضرت نے فرمایا میں نے جناب رسالت مآبؐ کو خواب میں دیکھا ہے حضرت نے جو حکم فرمایا ہے، میں اس سے تجاوز نہ کروں گا یحییٰ ابن سعید اور عبداللہ بن جعفر نے پوچھا آپ نے کیا خواب دیکھا ہے حضرت نے فرمایا میں اسے بیان نہ کروں گا اس کا اثر عنقریب ظاہر ہو جائیگا۔ جب عبداللہ بن جعفر حضرت کی مراجعت سے ناامید ہوئے تو اپنے دونوں بیٹوں کو حضرت کے ہمراہ رہنے، سفر کرنے اور جہاد کرنے کا حکم دیا اور خود یحییٰ بن سعید کے ساتھ روتے ہوئے مکہ واپس تشریف لے آئے اور امام حسینؑ بسرعت تمام متوجہ عراق ہوئے۔ جلاء العیون ۲۰ - ۷۱ ۳ - بحار الانوار - ۳۶۶ -

اب مؤلف جامع التواریخ ایک نکتہ کی وضاحت کے باب میں عرض کرتا ہے کہ لوط بن یحییٰ نے مقتل الحسینؑ معروف بہ مقتل ابی مخنف مطبع النجف مطبوعہ ۱۳۷۳ھ صفحہ ۳۹ - ۴۰ پر لکھا ہے ابو مخنف نے کہا کہ حضرت مسلمؑ اور ہانی بن عروہ کی شہادت کے بعد امام حسینؑ کو ان کی کچھ خبر نہیں ملی تو آپ بے چین ہو کر آئے اور اہل و عیال کو بلا کر جو خیالات دل میں پیدا ہو رہے تھے ان کو بیان فرمایا اور مدینہ کی طرف سفر کا حکم دیا۔ وہ سامنے کے رُخ سمت مدینہ پر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گئے امام حسینؑ رسول اللہؐ کے مزار پر حاضر ہوئے اور لپٹ کر بہت ہی روتے رہے اسی حالت میں آپ پر کچھ غنودگی سی طاری ہو گئی تو خواب میں اپنے نانا رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا اے میرے نواسے جلد از جلد

ہمارے پاس پہنچ جاؤ کہ ہم آپ کے مشتاق ہیں امام حسینؑ اپنے نانا کے اشتیاق میں بے قرار ہو کر خواب سے بیدار ہوئے اور اپنے بھائی محمد بن حنیفہ کے پاس آ کر دلی ارادوں کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ میرا سفر عراق کا اس لئے ارادہ ہے کہ میں اپنے چچا زاد بھائی مسلمؑ بن عقیل کے لئے بہت ہی بے قرار اور پریشان ہوں محمد بن حنفیہ نے فرمایا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسی قوم کے پاس نہ جائیں جنہوں نے آپ کے والد کو شہید کیا اور آپ کے بھائی کے ساتھ بے وفائی کی اور آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہمدردی کی اس لئے اپنے نانا رسولِ خدا کے حرم میں قیام پذیر رہیئے اور اگر یہ ممکن نہیں تو حرم خدا (کعبہ) کی طرف واپس تشریف لے جائیں وہاں آپ کے بہت سے مددگار ہیں حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ عراق جانا میرے لئے از حد ضروری ہے حضرت محمد بن حنفیہ اپنے بھائی سے یہ بات فرما کر میں اس بات سے بہت ترساں ہوں رونے لگے اور فرمایا اللہ کی قسم ہے میں اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ اپنی تلوار کا قبضہ اور نیزے کی گرہ تھام سکوں میں آپ کے بعد ہرگز خوش بھی نہیں رہ سکتا پھر آپ کو وداع کیا اور فرمایا کہ آپ جیسے مظلوم شہید کو اللہ کے حوالے کیا۔"

حضرت امام حسینؑ کے مکّہ سے کربلا جاتے ہوئے مدینہ واپس جانے کی روایت کو بسند ابی مخنف علّامہ میرزا محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران مطبوعہ صفر ۱۳۱۲ھ صفحہ ۲۱۳ پر نقل کیا ہے۔

حضرت امام حسینؑ کے مکّہ سے مدینہ واپس آنے اور مدینہ سے عراق جانے کی روایت کو مرزا صدرالدین قزوینی نے ریاض القدس جلد اوّل مطبع طہران مطبوعہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ صفحات ۱۶۱ تا ۱۶۲ و ۱۷۰ و ۱۷۱ پر بایں تحقیق لکھا ہے "میرے والد نے اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو" ریاض الاحزان و

حدائق الاشجان " میں فرمایا ہے کہ جب امام حسینؑ مکہ سے بعزم عراق روانہ ہوئے
تو مدینۃ الرسولؐ میں تشریف لے آئے اور اپنے نانا سیدؐ لولاک کی پُر نور مزار کی
زیارت کر کے اپنے دوستوں اور ہم وطنوں سے وداع کر کے مدینہ سے عراق
روانہ ہوئے اور تمام ارباب مقاتل ، ماہرین فن سیر اور کاملین اصحاب تاریخ مخالف
اور موافق جتنے بھی ہیں کسی نے اپنی کتب اور تالیفات میں یہ ذکر نہیں کیا ہے کہ
حضرت امام حسین علیہ السلام نے خصوصیت کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا عزم کیا تھا
اور مدینہ سے عراق تشریف لے گئے لیکن ان کے کلمات اور ظاہری عبارات
کی روانی سے واضح دلائل اور ظاہر اشارات پائے جاتے ہیں کہ سلطان العالمین
مکہ سے مدینہ آئے اور مدینہ سے پھر کوفہ تشریف لے گئے میرے والد مرحوم اس
عقیدہ میں منفرد اور اس واقعہ میں منتفرد ہیں اور حق پر بھی ہیں کیونکہ حضرت امام حسینؑ
۲۸ رجب کو مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے بالکل عراق جانے کا ارادہ نہ
رکھتے تھے بلکہ محض اللہ کے حرم (کعبہ) میں پناہ لینا بصورت خائفاً یترقب رات
کو بغیر خبر دئیے روانہ ہوئے جس کی کسی کو خبر نہ ہوئی بلکہ انہوں نے اپنے ارادے
کو سب سے پوشیدہ رکھا ما سوائے محمد بن حنفیہ جس کو مدینہ میں چھوڑ کر حکم دیا کہ
تو مدینہ کی مجھے خبر پہنچاتا رہ - میں مکہ میں پناہ لوں گا اور اقامت پذیر ہونگا۔

منجملہ ان دلائل کے جو مذکورہ مطلب پر دال ہیں ابو مخنف کی روایت ہے جو
اپنے مقتل میں فرماتا ہے جب جناب مسلمؑ کوفہ میں شہید ہو گئے کوئی دوسری خبر
کوفہ سے حضرت کو نہ پہنچی تو خبر کے نہ آنے سے ابا عبداللہ بیقرار ہوئے اور
اپنے خویش و اقارب اور ہمراہیوں کو بلا کر اپنی پریشانی کو ان کے سامنے کھول
کر بیان کیا اور مدینہ کی طرف روانگی کا حکم دیا انھوں نے محمل اور کجاوے تیار کئے
اور ضروری سامان اور اسباب باندھ کر حضرت امام حسینؑ کے ہمراہ مدینہ کی طرف روانہ

ہوئے اور شہر مدینہ میں داخل ہوئے ابو مخنف حضرت امام حسینؑ کے مکّہ سے مدینہ کی طرف آنے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ حضرت جب مدینہ تشریف لائے تو مزارِ رسولؐ پر حاضر ہوئے چونکہ حضرت امام حسینؑ کو مزارِ رسولؐ اور مدینۃ النبیؐ سے جُدا ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا اس لئے اب دُوسری دفعہ مزار رسولؐ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور درد سے بھری ہوئی گریہ وزاری آنکھوں کے چشمہ سے جاری کی حضرت رو رہے تھے کہ انحضرت کو نیند آگئی عالم خواب میں جناب پیغمبرؐ خدا کو دیکھا انہوں نے فرمایا اے میرے نواسے ہمارے پاس آنے میں جلدی کرو کیونکہ ہم آپ کے مشتاق ہیں حضرت نیند سے بیدار ہوئے بہت بیقراری سے مسجد سے باہر تشریف لائے اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کی ملاقات کی اور فرمایا اے میرے بھائی میں عراق جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

حضرت کے مکّہ سے مدینہ تشریف لانے اور پھر مدینہ سے کوفہ کی طرف جانے کے جملہ دلائل میں سے ایک یہ ہے جوکہ ریاض میں فوادح حسینیہ سے نقل کرتا ہے جب امام حسینؑ مکّہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو مدینہ تشریف لے آئے رات کو اپنے نانا کے مزار پر آئے اور عرض کیا اے خدا کے رسولؐ آپ پر سلام ہو اے نانا آپ پر سلام ہو، اے نانا میرا آپ پر سلام ہو، سلام کرنے کے بعد چند رکعت نماز پڑھی بعد ادائے نماز آسمان کی طرف مُنہ اور پیغمبر خدا کے مزار کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا اے میرے اللہ بیشک یہ تیرے نبی کی قبر ہے میں اس کا نواسہ ہوں جو امر درپیش ہے آپ اسے جانتے ہیں میں نیکی کا حکم دیتا ہوں اور بُرائی سے روکتا ہوں اے الٰہی بحق صاحب اس قبر کے میرے لئے وہ امر پسند فرما جس میں تیری رضا ہو امام حسینؑ اپنے نانا کی قبر کے پاس تقریباً فجر تک گریہ وزاری اور اللہ تعالیٰ تک

تقرب حاصل کرنے میں مشغول رہے پھر حضرت کو نیند آگئی آپ نے اپنے نانا کو خواب میں دیکھا جو حضرت امام حسینؑ کی طرف فرشتوں کی جماعت کو دائیں اور بائیں جانب لئے ہوئے آرہے تھے جناب پیغمبر خدا نے امام حسینؑ کو اپنے سینہ سے لگایا اور حضرت کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا اے میرے حبیب حسینؑ! گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنے خون میں لوٹ رہا ہے پس گردن سر سے شہید ہوگا تیری سفید ریش کو تیرے خون سے خضاب کیا جائیگا اور تو زمین کربلا میں میری امّت میں سے اپنے یار و انصار کے درمیان بحالت تنہائی مسافر ہوگا اور تو فریاد کرے گا مگر کوئی تیری فریاد کو نہیں پہنچے گا، تو پیاسا ہوگا مگر، کوئی تجھے پانی نہیں دے گا۔ اشقیاء تیرے حرم محترم کو اسیر کریں گے اور تیرے شیر خوار بچوں کو ذبح کریں گے۔ اے میرے حبیب حسینؑ تیرا والد، تیری والدہ اور تیرا بھائی میرے پاس تشریف لائے ہیں اور تیرے مشتاق ہیں اور جنّت میں تیرے لئے بلند درجے مقرر ہیں تم انہیں بجز شہادت نہیں پا سکتے پس اپنے درجات تک پہنچنے میں جلدی کرو امام حسینؑ نے عالم خواب میں رونا شروع کیا، اور کہتے تھے اے نانا مجھے اپنے پاس قبر میں جگہ دے دیں کیونکہ مجھے دُنیا کی طرف واپس جانے کی ضرورت نہیں ہے جناب رسولؐ خدا نے فرمایا تمہارے لئے دنیا کی طرف واپس جانا ازحد ضروری ہے یہاں تک کہ تمہیں شہادت نصیب ہو تاکہ تم وہ سعادت حاصل کرو جو تمہارے لئے لکھی جا چکی ہے۔

اس مطلب پر واقع ہونے والے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے :-
شیخ مفید کتاب مولوالنبی میں اور مرحوم سیّد تصحیح شدہ مقتل لہوف میں ذکر کرتا ہے کہ جب امام حسینؑ مکّہ سے روانہ ہوئے تاکہ مدینہ میں داخل ہوں تو فرشتوں کی جماعتیں حضرت سے ملیں اور حضرت کو سلام کیا اور عرض کیا اے خلق خدا پر اللہ تعالیٰ کی

دلیل تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے نانا رسولؐ خدا کی بہت سے کاموں میں ہمارے ذریعے امداد فرمائی تھی حضرت نے ان سے فرمایا ہمارا اور آپ کا وعدہ قبر ہیں اور اس جگہ پر ہے جہاں میں شہید کیا جاؤں گا۔ اور وہ جگہ کربلا ہے۔

اسی اثنا میں جنگل سے جنوں کا ایک گروہ دوڑتا ہوا خدمت امام حسینؑ میں حاضر ہوکر حضرت کی رکاب کو بوسہ دیا اور زمین پر گر پڑے اور عرض کیا، اے ہمارے سردار ہم آپ کے شیعہ اور انصار ہیں آپ جو چاہیں ہمیں حکم دیں، پس اگر آپ ہمیں اپنے دشمنوں کے قتل کرنے کا حکم دیں اور آپ اپنی ہی جگہ پر رہ جائیں تو ہم آپ کی طرف سے اس کام کے لئے کافی ہیں حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کیا تم نے کتاب اللہ کو جو میرے نانا پر نازل ہوئی، نہیں پڑھا اے محمدؐ کہہ دے اگر تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہو تو تم میں سے وہ لوگ اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکلیں گے جن کے نصیب میں قتل ہونا لکھا جا چکا ہے۔ اے جنوں کا گروہ اگر میں نواسۂ پیغمبر اپنی جگہ پر رہ جاؤں اور آگے نہ بڑھوں تو اس گمراہ خلقت کا کس چیز سے امتحان لیا جائیگا۔ اور کون میری قبر میں مدفون ہوگا اگر میں وطن میں رہ جاؤں تو کربلا کون جائے گا۔ اور میری قتل گاہ میں کون شہید ہوگا حقیقت یہ ہے کہ جس دن خدائے تعالیٰ نے زمین کو بچھایا تھا کربلا کو میرا مدفن قرار دیا تھا میرے شیعوں اور محبّوں کے لئے مرکز معیّن فرمایا تھا۔ ان کے اعمال اس سرزمین میں قبول ہوں گے، ان کی دعائیں منظور ہوں گی نماز و نیاز اور دوسرے اعمال صالحہ اس سرزمین میں مقبول ہوں گے اور جو اس سرزمین میں دفن ہوگا۔ قیامت کے دن عذاب سے محفوظ رہے گا۔ سنیچر کے دن عاشورا کو حاضر ہونا کہ اس دن کے آخری حصّہ میں شہید ہوں گا اور میرا سر یزید بن معاویہ کو بھیجا جائیگا۔

انہوں نے عرض کیا اے حبیب خدا اور حبیب خدا کے نواسے اگر آپ کے حکم کی اطاعت واجب اور مخالفتِ گناہ نہ ہوتی تو آپ کے تمام دشمنوں کو اس سے پہلے کہ وہ آپ تک پہنچ کر آپ کو کوئی نقصان پہنچائیں انہیں فوراً صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے حضرت نے فرمایا خدا کی قسم ہے ہم ان پر تم سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں، حضرت کا فرمان سُن کر جنوں کا گروہ مایوس ہو کر چلا گیا اور محرم کی دسویں تاریخ کو وہ حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچے اور جہاد کی رخصت مانگی حضرت نے اجازت نہ دی حضرت کے حکم کا ماحصل یہ ہوا کہ اے جنوں کے گروہ میرا دل جوانوں کی موت کیوجہ سے زندگی سے بیزار ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے کا مشتاق ہوں جنوں کا بادشاہ زعفر مایوس ہو کر واپس چلا گیا لیکن ماں کے ساتھ اس وقت واپس آیا جب حضرت کا سَر نیزہ پر چڑھایا جا چکا تھا۔"

مولّف جامع التواریخ عرض کرتا ہے کہ علاّمہ قزوینی نے اس روایت کے اثبات میں کہ امام حسینؑ نے جب مکّہ سے عراق جانے کا ارادہ کیا تو مدینہ تشریف لے گئے، دیگر دلائل بھی ریاض القدس میں درج کئے ہیں۔ جو بخوف طوالت جامع التواریخ میں درج نہیں کئے گئے ہیں ۔

بروایت میرزا محمد تقی بالجملہ امام حسینؑ کوفہ کی طرف سفر کرتے ہوئے منزل ذات عرق پر پہنچے۔ ذات عراق اہلِ عراق کے پڑاؤ کی جگہ ہے اور وہ تہامہ اور نجد کی حد فاصل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عرق مکّہ کے راستہ میں ایک پہاڑ ہے اسی سبب سے اس منزل کا نام ذاتِ عرق مشہور ہو گیا۔ یہاں امام حسینؑ کی فرزدق سے ملاقات ہوئی فرزدق کا اصل نام ہمام بن غالب ہے وہ اپنی ماں کو حج کے قصد سے لئے آ رہا تھا اور مکّہ جا رہا تھا۔ ذات عرق کی منزل

پر پہنچ کر اس نے دور تک میدان میں نصب شدہ خیمے دیکھے دریافت کیا تو
معلوم ہوا کہ جناب امام حسینؑ تشریف فرما ہیں فوراً آستانہ مقدّس پر حاضر ہوا
دیکھا کہ امام حسینؑ خیمہ کے دروازے پر قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے ہیں۔
تسلیم بجا لاکر فرزدق کھڑا رہا حضرت نے اس سے کوفہ کا حال پوچھا اس
نے عرض کیا لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنی اُمیّہ کے ساتھ
ہیں آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا بےشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔
اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ ناسخ التواریخ جلد ششم۔ ۲۱۴۔

بروایت مجلسی ذات عرق سے روانہ ہو کر امام حسینؑ اپنے ہمراہیوں
کے ساتھ دوپہر کے وقت منزل ثعلبیہ پر وارد ہوئے۔ ثعلبیہ مکّہ کی راہ میں ایک
منزل ہے یہ ایک گاؤں تھا جو خراب اور ویران ہوگیا تھا اور یہی مشہور ہے۔
ثعلبیہ کا حرف ث زبر سے پڑھا جاتا ہے۔ ناسخ التواریخ جلد ششم۔ ۲۱۴۔

حضرت امام زین العابدین سے منقول ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ مقام
ثعلبیہ پر پہنچے بشیر بن غالب نے آکر عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ! مجھ سے آیہ یوم
تدعوا کل اناس بامامہم کی تفسیر بیان فرمائیں۔ امام حسینؑ نے جواب
دیا ایک امام وہ ہے کہ اس نے لوگوں کو ہدایت کی اور انہوں نے اس
کی دعوت قبول کی۔ ایک وہ امام ہے جس نے لوگوں کو جانب ضلالت دعوت
دی اور انہوں نے اس متابعت کی ہر جماعت کو اس کے امام وپیشوا کے ہمراہ
طلب کریں گے۔ مطیعان ہدایت یافتہ کو بجانب بہشت اور گمراہوں کو بجانب
جہنم لے جائیں گے جس طرح خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فریق فی الجنۃ
وفریق فی السعیر یعنی ایک گروہ جنّت میں اور ایک گروہ آتش جہنم میں ہے۔
کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے جب امام حسینؑ منزل ثعلبیہ پر پہنچے تو ایک شخص

حضرت کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا کہاں رہتے ہو اس نے عرض کیا میں کوفہ میں رہتا ہوں حضرت نے فرمایا اگر مدینہ میں آتے تو میں تم کو اپنے مکان میں جبرئیل کے اثر و نشان دکھاتا کہ کس طرح وہ ہمارے گھر میں داخل ہوتے تھے اور کس طرح ہمارے نانا کو وحی پہنچاتے تھے آیا چشمۂ آب حیوان علم و عرفان ہمارے گھر میں ہے یا کسی اور کے گھر میں ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ علوم الٰہی جانیں اور ہم نہ جانیں۔

حضرت امام زین العابدین سے مروی ہے کہ جب سید الشہدا کنارے چشمۂ عذیب پر پہنچے تو وہاں قیام کیا اور قیلولہ فرما کر خواب سے گریاں بیدار ہوئے۔ حضرت علی اکبرؑ نے پوچھا آپ کے رونے کا سبب کیا ہے امام حسینؑ نے جواب دیا اے فرزند گرامی! اس وقت میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک ہاتف نے مجھے آواز دی کہ تم جلدی کرتے ہو اور موت تمہیں بجانب بہشت لئے جاتی ہے اس امام زادہ نے عرض کیا اے پدر بزرگوار! کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں، حضرت نے فرمایا اے فرزند گرامی میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی طرف سب کی بازگشت ہے کہ ہم حق پر ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں حضرت علی اکبرؑ نے عرض کیا پھر ہمیں موت اور شہید ہو جانے کی کیا پروا ہے حضرت امام حسینؑ نے فرمایا اے فرزند گرامی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس کے بعد سید الشہداء نے مقام عذیب سے کوچ کر کے مقام ہیمیہ میں نزول اجلال فرمایا، اس منزل پر ایک شخص کوفی نے جس کو ابو ہرہ کہتے تھے سلام کر کے عرض کیا اے فرزندِ رسولؐ اللہ آپ حرم خدا اور حرم رسولؐ خدا سے کیوں چلے آئے حضرت نے فرمایا اے ابو ہرہ بنی اُمیّہ نے میرا مال لے لیا میں نے

صبر کیا، میری ہتک حرمت کی تو میں نے صبر کیا۔ جب انہوں نے چاہا کہ مجھے شہید کریں تو اس وقت میں نے ترکِ وطن کیا خدا کی قسم ہے کہ یہ گروہ طاغی باغی مجھے شہید کرے گا، اور خداوند قہار ان ظالموں کو ذلّت و خواری کا لباس پہنائیگا۔ اور انتقام کی تلوار ان پر کھینچے گا اور ان پر اس شخص کو مسلط کرے گا جو انہیں قوم سبا سے زیادہ ذلیل کرے گا کہ عورت ان پر حاکم تھی اور بروایت دیگر فرمایا۔ اہل کوفہ نے مجھے خطوط لکھ کر بلایا ہے اور یہ لوگ مجھے شہید کریں گے اور خدا ان پر اس شخص کو مسلط کریگا جو ظلم و ستم کی تلوار سے انہیں ذلت و خواری کا لباس پہنائے گا۔

اکثر مشائخ عظام نے روایت کی ہے جب خبر توجہ امام حسینؑ ابنِ زیاد شقی کو پہنچی حصین بن نمیر کو مع لشکر کثیر سر راہ آنحضرت بمقام قادسیہ بھیجا اس نے قادسیہ سے قطقطانیہ تک اپنے لشکر ضلالت کو پھیلا دیا۔ جب امام حسینؑ مقام بطن رمہ پر پہنچے تو عبداللہ بن یقطر نے اپنے برادر رضاعی کو اور بروایت دیگر قیس بن مسہر کو بجانب کوفہ روانہ کیا لیکن ابھی خبر شہادت مسلمؑ، حضرت کو نہ پہنچی تھی کہ ایک خط اہل کوفہ کو اس مضمون کا لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط حسین بن علیؑ کی طرف سے برادران مومنین و مسلمین کی طرف تم پر سلام ہو میں حمد کرتا ہوں خدائے یگانہ کی کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ امابعد مسلمؑ بن عقیل کا خط میرے پاس پہنچا اس خط میں لکھا تھا کہ تم لوگوں نے میری نصرت اور دشمنوں سے میرا حق طلب کرنے پر اتفاق کیا ہے پس میں خداوند کریم سے سوال کرتا ہوں کہ اپنے احسان کو ہم پر تمام کرے تم کو تمہارے حسن کردار پر جزائے خیر عطا کرے۔ آگاہ رہو کہ میں بروز منگل آٹھویں ذی الحجہ کو مکّہ سے تمہاری طرف روانہ ہوا ہوں جب میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو چاہیئے کہ کمر

اطاعت مضبوط باندھو اور اسبابِ جنگ آمادہ کرکے میری نصرت و یاری پر مستعد رہو میں بہت جلد تم تک پہنچتا ہوں والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ اس خط کے لکھنے کا سبب یہ تھا حضرت مسلمؑ نے ستائیس۲۷ روز قبل شہادت ایک خط امام حسینؑ کو لکھا تھا اور اس میں اظہارِ اطاعت اہلِ کوفہ درج کیا تھا اور ایک گروہ اہلِ کوفہ نے بھی خطوط حضرت کو لکھے تھے۔ کہ یہاں ایک لاکھ تلواریں آپ کے لئے مہیّا ہیں۔ بہت جلد آپ شیعوں تک پہنچ جائیں۔ جب وہ قاصد منزل قادسیہ پہ پہنچا تو حصین بن نمیر نے اسے گرفتار کرلیا اور چاہا کہ وہ خط امام حسینؑ کا اس سے چھین لے قاصد نے وہ خط چاک کر ڈالا اور حصین کو نہ دیا حصین بن نمیر شقی نے امام حسینؑ کے قاصد کو ابنِ زیاد کے پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے اس سے پوچھا تو کون ہے، اس نے کہا میں علیؑ بن ابی طالب اور ان کے فرزند گرامی کا شیعہ ہوں ابن زیاد نے کہا تو نے خط کیوں چاک کیا قاصد نے کہا اس وجہ سے چاک کیا کہ تو اس کے مضمون سے مطلع نہ ہو ابن زیاد نے کہا وہ کس نے لکھا تھا اور کس کے نام تھا قاصد نے کہا۔ امام حسینؑ نے وہ خط ایک جماعت اہل کوفہ کو لکھا تھا کہ میں اس کے ناموں سے واقف نہیں ہوں، ابنِ زیاد شقی غضبناک ہُوا اور کہا میں تم سے دستبردار نہ ہوں گا جب تک تو ان لوگوں کے نام مجھ سے بیان نہ کرے گا۔ اور منبر پہ جاکر امام حسینؑ اور ان کے پدر و مادر و برادر کو ناسزا نہ کہے گا تو میں تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا، قاصد نے کہا میں ان لوگوں کے نام نہ بتاؤں گا البتہ دُوسری بات کرتا ہوں پس وہ قاصد منبر پہ گیا۔ حمد و ثنائے الٰہی ادا کرکے درُود جناب رسولؐ خدا اور ان کے اہلبیت پر بھیجا صلوٰۃ و درُود بے شمار سیّد ابرار امام حسینؑ اور ان کے پدر بزرگوار پہ بھیج کر ابن زیاد اور اس کے باپ اور جمیع بنی اُمیّہ پر لعن بے شمار کیا۔ اور کہا اے

اہلِ کوفہ میں امام حسینؑ کی جانب سے تمہاری طرف آیا ہوں اوران کو فلاں مقام پر چھوڑ آیا ہوں ، جسے منظور ہو ان کی نصرت کرے اوران کی خدمت میں حاضر ہو۔ پس ابن زیاد شقی نے حکم دیا کہ اس قاصد کو قصر سے نیچے گرا دیا جائے اسے قصر سے نیچے گرا دیا گیا۔ اور بدرجہ شہادت فائز ہوا۔ دیگر ایک رمق جان باقی تھی کہ عبدالرحمٰن بن عمیر روسیاہ نے اس قاصد کا سر کاٹ ڈالا۔

جب امام حسینؑ نے منزل حاجز سے جانب کوفہ رُخ فرمایا تو ایک تالاب کے کنارے پہنچے۔ عبداللہ بن مطیع کنارہ آب خیمہ زن تھا جب عبداللہ کی نظر حضرت کے حسن وجمال پر پڑی تو استقبال کو دوڑا عرض کرنے لگا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ اس شہر میں کیوں تشریف لائے ہیں۔ حضرت نے فرمایا مجھے اہلِ عراق نے بلایا ہے۔ عبداللہ نے عرض کیا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ہرگز کوفہ نہ جائیں۔ حضرت اس کے کلام کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور جس کام پر از جانب خداوند عالم مامور تھے اس کے لیئے روانہ ہوئے ابن زیاد نے بصرہ وشام کے راستے بند کر دیئے تھے کوئی شخص بصرہ وشام سے نہ نکل سکتا تھا نہ داخل ہو سکتا تھا۔ پس ایک گروہ عرب کی طرف سے گزر ہوا حضرت نے ان سے کوفہ کا حال پوچھا انہوں نے کہا کچھ خبر نہیں ہے مگر اس قدر معلوم ہے کہ کسی شخص کو ان راہوں سے آمد و رفت کی اجازت نہیں ہے۔

ایک جماعت نے قبیلۂ فزارہ سے روایت کی ہے کہ ہم زہیر بن قیس بجلی کے مکّہ سے مراجعت کیوقت رفیق تھے تمام منزلوں پر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ جاتے تھے اور حضرت سے بہت دور اترتے تھے تاکہ حضرت کی رفاقت ہم پر ثابت نہ ہو ایک منزل پر ہم اترے ہوئے تھے اور دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک ایک قاصد امام حسینؑ کی طرف سے آیا اور زہیر سے خطاب

کہا کہ امام حسینؑ تم کو بلاتے ہیں غلبۂ دہشت کی وجہ سے لقمے ہمارے ہاتھوں سے
گر پڑے اور حیران رہ گئے زہیر کی زوجہ دیلم بنت عمرو نے کہا سبحان اللہ فرزندِ
رسولؐ تم کو بلاتے ہیں اور تم جانے میں تامل کرتے ہو پس زہیر حضرت امام حسینؑ
کی خدمت میں گئے اور شاد و خرم واپس آئے اور حکم دیا کہ ان کا خیمہ وہاں سے
اکھاڑ کر قریب سراپردہ ہائے امام حسینؑ نصب کیا جائے اور اپنی زوجہ کو
طلاق دے کر کہا اپنے قبیلہ میں چلی جا مجھے منظور نہیں کہ میری وجہ سے تجھے
کوئی ضرر پہنچے میں چاہتا ہوں کہ اپنی جان امام حسینؑ پر قربان کر ڈالوں وہ
رونے لگی اور زہیر کو وداع کرتے ہوئے کہا خدا تعالیٰ تیرے لئے اُمورِ خیر
مہیّا کرے آپ سے میری التماس ہے مجھے قیامت کے دن حسینؑ بن علیؑ کے
نانا پاک کے پاس یاد کرنا زہیر بن قین نے اپنے اصحاب سے کہا جو شخص چاہے
میرے ساتھ آئے جسے منظور نہ ہو میں نے اسے رخصت کیا اور اس وقت میں تم
لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں ہم نے جناب رسولؐ خدا کے زمانہ میں سمندر
کے بعض مقامات پر لشکرِ اسلام کی معیت میں کفّار سے جہاد کیا، اور فتح یاب ہوئے
مالِ غنیمت بے شمار پایا سلیمان فارسی نے کہا کیا تم اس فتح و غنیمت سے جو تمہارے
ہاتھ آئی شاد ہوئے ہم نے کہا بے شک ہم خوش ہوئے سلیمان نے کہا لیکن جس
وقت تم سیّد جوانانِ آلِ محمدؐ کے زیرِ سایہ جہاد کرو گے تو آج جتنا مال پا کر خوش
ہوئے اس سے کہیں زیادہ خوش ہو گے، یہ کہہ کر زہیر نے اپنے رفقاء سے
کہا میں تمہیں وداع کرتا ہوں اور امام حسینؑ کے اصحاب سے جا ملے اور ساتھ رہے.
تا آنکہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ۔ جب امام حسینؑ منزل خزیمیہ پر پہنچے تو رات
کو اسی مقام پر استراحت کی جب رات ہوئی تو جناب زینبؑ خاتون خواہر امام
حسینؑ نے فرمایا میں نے رات خواب میں ایک ہاتف کو کہتے ہوئے سنا ۔ اے آنکھ

تو پُوری طرح آنسو بہالے میرے بعد ان شہداؑ پر کون روئے گا ان کو موت ایک قوم کی طرف لئے جا رہی ہے یہ میرا وعدہ پُورا کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ جلاء العیون ۔ ۲۷۲ تا ۲۷۵ ۔

بروایت شیخ مفید عبداللہ بن سلیمان اسدی اور منذر بن مشمعل اسدی نے روایت کرتے ہُوئے کہا کہ جب ہم اعمال حج سے فارغ ہُوئے تو ہمیں اس کے سوا اور کوئی فکر نہ تھی کہ ہم راستے ہی میں حضرت امام حسینؑ سے جا کر ملیں اور دیکھیں کہ بات کہاں تک پہنچتی ہے پھر ہم روانہ ہُوئے اور اپنی اونٹنیوں کو تیز چلایا یہاں تک کہ منزل زرود پر حضرت سے جا ملے پھر ہم آپ کے قریب گئے اچانک ہم نے اہلِ کوفہ میں سے ایک مرد کو دیکھا جب اس نے امام حسینؑ کو دیکھا راہ چھوڑ کر دُوسری سمت روانہ ہوا حضرت نے اُس جگہ توقف فرمایا گویا حضرت اُس کے منتظر تھے پس جب حضرت نے دیکھا کہ وہ اور طرف کو چلا تو حضرت بھی روانہ ہُوئے ہم بھی آنحضرت کی طرف چلے پھر ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا ہم اس کے پاس چلیں یقیناً اُس کے پاس کوفہ کی کوئی خبر ہو گی پس ہم اس کی طرف روانہ ہُوئے یہاں تک کہ ہم اس کے پاس پہنچے پس ہم نے السلام علیک کہا اور اس نے وعلیکم السلام کہا ہم نے پوچھا تو کس قبیلہ سے ہے اس نے جواب دیا اسدی ہوں ہم نے اس سے کہا ہم بھی اسدی ہیں تیرا نام کیا ہے، اس نے کہا میں بکر بن شعبہ ہوں۔ ہم نے بھی اپنا نسب بیان کیا پھر ہم نے اس سے کہا اہلِ کوفہ اور اپنی رائے سے ہمیں آگاہ کرو، اُس نے کہا میرے کوفہ سے نکلنے سے پہلے مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ قتل کر دیئے گئے اور میں نے ان دونوں کو دیکھا کہ ابن زیاد کے آدمی انہیں پیروں سے پکڑ کر بازار میں گھسیٹتے ہوئے لئے جاتے تھے۔ پھر ہم نے آگے چلنا شروع کیا،

یہاں تک کہ شام کو ثعلبیہ میں اُترے ہم نے حضرت کو سلام عرض کیا حضرت نے سلام کا جواب دیا پھر ہم نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا اللہ تعالیٰ کی آپ پہ رحمتیں نازل ہوں ہمیں ایک خبر ملی ہے اگر حکم ہو تو ہم اُسے خفیہ طور پر عرض کریں ورنہ آشکارا بیان کریں، پھر آپ نے ہماری طرف اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھ کر فرمایا ہمارا کوئی راز ان سے مخفی نہیں ہے ہم نے عرض کیا۔ کیا آپ نے اس سوار کو دیکھا جو کل عصر کے وقت ملا تھا حضرت نے فرمایا ہاں میں نے اس سے پوچھنے کا ارادہ کیا تھا ہم نے عرض کیا خدا کی قسم ہم نے آپ کی خاطر اس سے حال پوچھا وہ ہمارے قبیلہ کا ایک زیرک سچّا اور عقلمند آدمی ہے۔ اُس نے ہمیں بتایا کہ اس کے کوفہ سے نکلنے سے پہلے حضرت مسلمؑ اور ہانی شہید کر دیئے گئے تھے اور ان دونوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر اُن کی نعشوں کو بازار میں گھسیٹتے ہوئے لئے جاتے تھے۔ کتاب الارشاد - ۷۵ -

سیّد علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے کہ خبر شہادت جناب مسلمؑ بن عقیل جناب امام حسینؑ کو منزل زبالہ پر پہنچی اور ملا حسین واعظ کاشفی نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۴۲ پر لکھا ہے کہ مسلمؑ بن عقیل کی شہادت کی خبر حضرت امام حسینؑ کو منزل سوق پر پہنچی -

بروایت علاّمہ مجلسی حضرت امام حسینؑ اس خبر کے استماع سے بہت اندوہ ناک ہوئے اور مکرر فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون خدا ان شہداء پر رحمت کرے پس ہم نے عرض کیا یا ابن رسولؐ اللہ ہماری التماس ہے کہ آپ واپس تشریف لے جائیں اما حسینؑ متوجہ اولاد عقیل ہوئے انہوں نے کہا واللہ ہم واپس نہ جائیں گے جب تک کہ ہم حضرت مسلمؑ کے خون کا قصاص نہ لے لیں یا جو شربتِ شہادت انہوں نے پیا ہے ہم بھی نوش کریں پس ہم نے

حضرت کو عازم سفر پایا اور رسم وداع کرکے روانہ ہوئے بروایت دیگر جب خبرِ شہادت مسلمؑ، امام حسینؑ نے سُنی تو فرمایا جوان پر لازم تھا ان کی انہوں نے تعمیل کردی اب جو مجھ پر ہے وہ باقی ہے جب صبح ہوئی اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ بہت سا پانی ہمراہ لے لو۔

اگلے روز صبح کو امام حسینؑ روانہ ہوئے جب منزل زبالہ پر پہنچے تو عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر آپ کے پاس پہنچی جب حضرت امام حسینؑ نے یہ وحشت اثر خبر سُنی تو آنسو دیدہ مبارک سے جاری ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا خداوند میرے شیعوں کے لئے عقبیٰ منزل پاکیزہ مقرر فرما۔ مجھے اور ان کو ایک جگہ غرفہائے بہشت میں مقیم فرما کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور فرمایا۔ جلاء العیون ۳۷۵۔

بروایت شیخ مفید ہمارے پاس ایک بُری خبر پہنچی ہے کہ مسلمؑ بن عقیل، ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر شہید کر دیئے گئے ہیں اور ہمارے شیعوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ جو کوئی واپس جانا چاہے چلا جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے میں نے تم سے اپنا ذمّہ اٹھا لیا ہے لوگ آپ سے منتشر ہونے لگے کوئی دائیں جانب سے چلے گئے تو کوئی بائیں جانب سے متفرق ہو گئے اور جو لوگ مدینہ سے آپ کے ساتھ چلے تھے یا بعض وہ شخص جو راستے میں حضرت کے ہمراہ ہو گئے تھے وہی رہ گئے اور آپ نے جو ایسا کیا تو یہ سمجھ کر کیا کہ یہ اعرابی جو ساتھ چلے آتے ہیں سمجھے ہوئے ہیں کہ امام حسینؑ کسی ایسے شہر کی طرف جا رہے ہیں جہاں سب لوگ آپ کی اطاعت پر آمادہ ہیں حضرت نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ وہ آپ کے ساتھ چلیں جب تک کہ ان کو معلوم نہ ہو جائے کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ بہت سا پانی ساتھ لے لو پھر امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب اور اہلبیت روانہ ہوئے اور مقام بطن عقبہ میں جا کر اترے بنی عکرمہ میں سے ایک بوڑھا شخص جسے عمرو بن لوذان کہا جاتا تھا حضرت سے ملا اور پوچھا کہ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں کوفہ جا رہا ہوں عمرو بن لوذان نے عرض کیا میں آپ کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ واپس تشریف لے جائیں واللہ آپ نیزوں اور تلواروں کی طرف جا رہے ہیں جن لوگوں نے آپ کو بلایا ہے اگر آپ کو جنگ و جدل کی تکلیف سے بچاتے تو خود ہی سب کام درست کر چکے ہوتے اس کے بعد آپ جاتے تو قرین مصلحت تھا لیکن اس حال میں، میں آپ کے جانے میں بھلائی نہیں دیکھتا امام حسینؑ نے فرمایا اے بندۂ خدا جو خبر تو دیتا ہے وہ مجھ سے مخفی نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہر امر میں قادر و غالب ہے پھر امام حسینؑ نے فرمایا خدا کی قسم ہے یہ لوگ اس وقت تک مجھ سے دستبردار نہیں ہوں گے جب تک میرا دل پر خون میرے سینہ سے نکال نہ لیں گے جب وہ مجھے شہید کریں گے تو حق تعالیٰ اُن پر ایک ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انہیں اس حد تک ذلیل کرے گا کہ وہ تمام امتوں سے زیادہ ذلیل و خوار ہوں گے۔

بروایت شیخ مفید پھر امام حسینؑ بطن عقبہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ منزل شراف میں نزول اجلال فرمایا جب صبح کا وقت ہوا تو اپنے اصحاب کو کافی پانی ساتھ لے جانے کا حکم دیا پھر وہاں سے روانہ ہوئے حتیٰ کہ دوپہر ہو گئی اسی حالت میں وہ سفر کر رہے تھے ناگہاں ان کے اصحاب میں سے ایک جوان نے تکبیر کہی امام حسینؑ نے اس سے پوچھا تم نے تکبیر کیوں کہی اس شخص نے کہا میں نے کھجور کے درخت دیکھے اور امام حسینؑ کے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا!

قسم بخدا اس جگہ پر ہم نے کھجور کا درخت کبھی نہیں دیکھا ہے پھر حضرت امام حسینؑ
نے فرمایا کہ تم کیا دیکھ رہے ہو اصحاب نے عرض کیا خدا کی قسم ہے ہم گھوڑوں کے
کان دیکھ رہے ہیں حضرت نے فرمایا قسم بخدا میں بھی دیکھ رہا ہوں، پھر امام حسینؑ
نے فرمایا ہمارے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے جہاں ہم پناہ لیں اور اسے
پس پشت رکھ کر ان لوگوں سے ایک ہی رُخ سے سامنا کریں ہم نے آنحضرت کی
خدمت میں عرض کیا البتہ آپ کے پہلو میں ذو حسم موجود ہے آپ بائیں جانب
مڑ جائیں اگر پہلے آپ وہاں پہنچ جائیں تو وہ جگہ ایسی ہے جیسی آپ چاہتے ہیں،
پس آنحضرت ذو حسم کی طرف بائیں سمت سے مڑ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ
مڑ گئے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ہم کو گھوڑوں کی گردنیں نظر آنے لگیں جب ہم
نے اچھی طرح سے دیکھ لیا تو ہم راستہ کو چھوڑ کر دُوسری طرف مڑ گئے جب انہوں
نے ہمیں راستے کو چھوڑ کر مڑتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی ہماری طرف راستہ
چھوڑ کر مڑ گئے اُن کی برچھیوں کے پھل شہد کی مکھیوں کے غول معلوم ہوتے
تھے اور ان کے علم پرندوں کے کھلے ہوئے پروں کی مانند دکھائی دیتے تھے
پس ہم نے ذو حسم کی طرف پیش قدمی کرنا شروع کی اور ہم اُن سواروں سے
پہلے ذو حسم پہنچ گئے۔ حضرت امام حسینؑ نے حکم دیا تو خیمے نصب کر دیئے گئے
ایک ہزار سواروں کا رسالہ لئے ہوئے حر دوپہر کی گرمی میں امام حسینؑ کے
مقابل آ کر ٹھہرا۔ حضرت امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب سروں پر عمامے باندھے
ہوئے تھے اور تلواریں گلوں میں لٹکائے ہوئے تھے۔ حضرت امام حسینؑ نے
اپنے اصحاب سے فرمایا کہ سب لوگوں کو پانی پلا کر اُن کی پیاس بجھا دو۔ اور
گھوڑوں کو بھی پانی پلا دو۔ پس انہوں نے رسالہ کے سواروں کو پانی پلا کر اُن کی
پیاس بجھا دی پھر کاسے اور طشت پانی سے بھر کر گھوڑوں کے سامنے لے جاتے

تھے جب ہر گھوڑا تین چار یا پانچ مرتبہ پانی میں مُنہ لے جاتا تھا تو طشت کو ہٹا کر دُوسرے گھوڑے کو پانی پلاتے تھے یہاں تک کہ سب کو پانی پلادیا۔

بروایت شیخ مفید علی بن طعان محاربی کہتا ہے میں اس روز حر کے ساتھ تھا اور سب سے آخر میں آیا جب حضرت امام حسینؑ نے میری اور میرے گھوڑے کی حالت، جو پیاس سے ہو رہی تھی دیکھی تو فرمایا راویہ کو بٹھاؤ میرے نزدیک راویہ کے معنی پانی کی مشک کے تھے پھر حضرت نے فرمایا بھتیجے اونٹ کو بٹھا دو میں نے اسے بٹھادیا پھر حضرت نے فرمایا پانی پیو جب میں نے پانی پینا شروع کیا تو پانی مشک سے بہہ جاتا تھا امام حسینؑ نے فرمایا مشک کے دھانے کے کنارے کو باہر کی طرف کر کے موڑ دو میں یہ بھی نہ سمجھا کہ مشک کے مُنہ کے کنارے کو باہر کی طرف دہرا کر کے کس طرح موڑا جاتا ہے حضرت امام حسینؑ اٹھے اور مشک کے کنارے کو باہر کی طرف دہرا کر دیا میں نے بھی پانی پیا اور اپنے گھوڑے کو بھی پانی پلایا۔

بروایت شیخ مفید حر بن یزید قادسیہ سے آرہا تھا اور عبیداللہ بن زیاد نے حصین بن نمیر کو حکم دیا کہ وہ قادسیہ میں جا کر اُترے اور حر کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ امام حسینؑ کے آگے بھیجے حر امام حسینؑ کے سامنے ٹھہرا رہا یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آگیا حضرت امام حسینؑ نے حجاج بن مسروق کو اذان دینے کا حکم دیا اور جب اقامت کا وقت ہونے کو آیا تو آپ تہہ بند، چادر اور نعلین پہنے ہوئے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! جب تک تم لوگوں کے خطوط اور قاصد یہ پیغام لیکر میرے پاس نہیں آئے تھے کہ آپ آئیں ہمارا کوئی امام و پیشوا نہیں ہے شاید آپ کے سبب سے خدائے تعالیٰ ہم سب لوگوں کو حق و ہدایت پر جمع کر دے تو میں تمہارے پاس

نہیں آیا تھا اگر تم اس بات پر قائم ہو تو میں تمہارے پاس پہنچ گیا ہوں پس
تم میرے ساتھ عہد و میثاق کرو جس سے میں مطمئن ہو جاؤں اور اگر تم اپنے قول سے
پھر گئے ہو اور میری آمد کو ناپسند کرتے ہو تو میں اس جگہ واپس چلا جاؤں جہاں
سے میں آپ کی طرف آیا ہوں پس سب خاموش رہے اور ان میں سے کسی ایک
نے ایک کلمہ تک نہ کہا۔ امام حسینؑ نے موذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا اور
نماز قائم ہو گئی امام حسینؑ نے حر سے پوچھا کیا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ
نماز پڑھے گا حر بولا نہیں بلکہ آپ ہی پڑھائیں ہم آپ کے ساتھ پڑھیں گے
پھر امام حسینؑ نے ان کو نماز پڑھائی پھر آپ اپنے خیمہ میں داخل ہوئے اور آپکے
اصحاب آپ کے پاس جمع ہو گئے، اور حر اپنے اس مقام پر چلا گیا جہاں وہ پہلے تھا۔
اور اپنے خیمہ میں داخل ہوا حر کے ساتھی اس کے پاس جمع ہو گئے اور باقی اپنی
صفوں میں واپس چلے گئے جہاں وہ پہلے تھے پھر صفیں باندھ لیں۔ ہر ایک شخص
نے اپنے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور گھوڑوں کے سائے میں بیٹھ گئے۔
جب عصر کا وقت ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ کوچ کرنے کے لیے سب تیار ہو
جاؤ پس وہ تیار ہو گئے۔ امام حسینؑ نے موذن کو حکم دیا اس نے نماز عصر
کے لیے پکارا اور اقامت کہی امام حسینؑ آگے بڑھے اور کھڑے ہو گئے عصر کی
نماز پڑھی سلام پھیرا سب کی طرف اپنا رخ کر کے حمد و ثنا الٰہی بجا لائے پھر فرمایا
اے لوگو! اگر تم خوفِ خدا کرو گے اور حقداروں کے حق کو پہچانو گے تو خوشنودی
خدا کا باعث ہو گا ہم اہل بیت محمد ہیں اور یہ لوگ جو تم پر حکومت کرنے کا دعویٰ
کرتے ہیں جس کا انہیں حق حاصل نہیں ہے اور تمہارے ساتھ ظلم و تعدی سے پیش
آتے ہیں اس امرِ حکومت کے لیے ہم ان سے برتر ہیں اگر تم کو ہماری پسند نہیں ہے
اور ہمارے حق سے تم واقف نہیں ہو اور اپنے خطوں میں اور اپنے قاصدوں کی

زبانی تم نے جو کچھ مجھ سے کہلا بھیجا ہے اب وہ تمہاری رائے نہیں ہے تو میں تمہارے پاس سے واپس چلا جاؤں۔ حر نے امام حسینؑ کی خدمت میں عرض کیا خدا کی قسم ہے مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کیسے خطوط اور قاصد تھے جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں امام حسینؑ نے اپنے اصحابی عقبہ بن سمعان سے فرمایا کہ وہ دونوں تھیلے جن میں ان لوگوں کے میری طرف خطوط ہیں لے آؤ عقبہ دونوں تھیلے لے آیا۔ دونوں تھیلے خطوط سے بھرے ہوئے تھے جو کہ حر کے سامنے بکھیر دیئے گئے حر نے کہا جن لوگوں نے آپ کو خطوط لکھے تھے ہم ان میں سے نہیں ہیں اور ہم کو یہ خط ملا ہے کہ جہاں ہماری آپ سے ملاقات ہو آپ سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ ہم آپ کو ابن زیاد کے پاس کوفہ لے چلیں امام حسینؑ نے حر سے فرمایا موت تیرے لیے اس آرزو سے زیادہ نزدیک ہے (یعنی تیری آرزو کے پورا ہونے سے پہلے موت آئے گی) پھر حضرت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اٹھو سوار ہو جاؤ پس سب سوار ہوئے اور انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ اُن کی مستورات بھی سوار ہو گئیں آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا واپس چلو جب وہ لوگ واپس جانے لگے تو حر کی فوج حائل ہو گئی امام حسینؑ نے حر سے فرمایا کہ تیری ماں تجھ پر روئے تو کیا چاہتا ہے حر نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا واللہ اگر عرب میں کسی اور نے یہ کلمہ میرے حق میں آپ کی طرح کہا ہوتا تو میں بھی اس کی ماں کے رونے کا ذکر کئے بغیر نہ رہتا مگر اللہ کی قسم ہے آپ کی والدہ کا ذکر بغیر حد درجہ کی تعظیم کے میری مجال نہیں جو کروں آپ نے حر سے فرمایا پھر تیرا کیا ارادہ ہے۔ حر نے کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ میں آپ کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں، آپ نے فرمایا واللہ میں اس بات میں تیری متابعت نہیں کروں گا حر نے کہا واللہ میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا پھر امام حسینؑ اور حر نے تین مرتبہ ایسی بات کو دہرایا۔ جب ان کی تکرار آپس میں بڑھ گئی تو حر نے

تین مرتبہ اسی بات کو دہرایا جب ان کی تکرار آپس میں بڑھ گئی تو حر نے کہا آپ سے جنگ کرنے کا تو مجھے حکم نہیں ملا ہے مجھے تو اتنا ہی حکم ملا ہے کہ جب تک آپکو کوفہ میں نہ لے جاؤں آپ سے جدا نہ ہوں اگر آپ میری بات نہیں مانتے تو کسی ایسے راستہ پر چلیں جو نہ کوفہ کی طرف جاتا ہو اور نہ مدینہ کی طرف تاکہ آپ کے اور میرے درمیان انصاف برقرار رہے یہاں تک کہ میں عبیداللہ کی طرف خط روانہ کروں شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسی صورت نکال دے کہ آپ کے امر میں مبتلا ہو جانے سے بچ جاؤں آپ یہ راستہ اختیار کریں، عذیب وقادسیہ کی راہ سے بائیں طرف مڑ جائیں امام حسینؑ روانہ ہوئے اور حر بھی اپنے ساتھیوں سمیت آپکے بائیں طرف ساتھ ساتھ چلتا رہا حر اثنائے راہ میں حضرت سے کہتا تھا کہ یا حسینؑ! میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اگر آپ جنگ کریں گے تو آپ ضرور شہید ہو جائیں گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے اگر تم لوگ مجھے شہید کرو گے تو کیا تمہارے کام درست ہو جائیں گے۔ اس بات کے جواب میں وہی بات کہوں گا جو اوس کے بھائی نے اپنے چچا کے لڑکے سے کہی تھی جو رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کو چلے تھے اور اس کے چچا کا لڑکا اسے ڈراتا تھا اور کہتا تھا کہاں جاتے ہو مارے جاؤ گے۔ جب حر نے یہ بات سُنی تو امام حسینؑ سے علیحدہ ہو گیا اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ایک طرف چل رہا تھا۔ امام حسینؑ راستے کے دوسری طرف چل رہے تھے یہاں تک کہ منزل عذیب الہجانات تک پہنچ گئے پھر امام حسینؑ وہاں سے روانہ ہوئے اور بروایت شیخ مفید قصر بنی مقاتل میں جا کر اُترے۔ ناگہانی طور پر دیکھا کہ ایک خیمہ برپا ہے فرمایا یہ کس کا خیمہ ہے عرض کیا گیا کہ عبیداللہ بن حر جعفی کا خیمہ ہے آپ نے فرمایا اسے میرے پاس بلا لاؤ جب عبیداللہ کے پاس آپ کا قاصد پہنچا تو قاصد نے کہا تجھے

امام حسینؑ یاد فرما رہے ہیں عبیداللہ بن حر نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون خدا کی قسم
میں کوفہ سے اس لئے نکل آیا کہ مجھے پسند نہ تھا کہ میں کوفہ میں رہوں اور امام حسینؓ
بھی وہاں آجائیں بخدا میں نہیں چاہتا کہ میں اُن سے ملوں اور وہ مجھ سے ملیں پیغام
پہنچانے والا واپس آیا اور آپ سے یہ حال بیان کردیا امام حسینؑ اُٹھے اور اس
کے پاس آئے خیمہ کے اندر گئے سلام کیا، بیٹھے اور اسے اپنے ساتھ چلنے
کی دعوت کردی عبیداللہ بن حر نے جو بات پہلے کہی تھی وہی پھر کہی آپ نے فرمایا
اگر تو ہماری نصرت نہیں کرتا تو ہمارے قاتلوں کے ساتھ شریک ہونے میں خدا
سے ڈرا اور واللہ جو شخص ہماری فریاد سُن کر ہماری نصرت نہیں کریگا وہ ہلاک ہوجائے گا
عبیداللہ بن حُر نے کہا انشاءاللہ یہ تو کبھی نہ ہوگا پھر امام حسینؑ اس کے پاس سے
اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے خیمہ میں تشریف لے آئے کچھ رات باقی تھی کہ امام حسینؑ
نے اپنے اصحاب کو پانی ساتھ لے جانے اور کوچ کرنے کا حکم دیا امام حسینؑ نے
قصر بنی مقاتل سے کوچ کیا عقبہ بن سمعان نے کہا کہ ہم آنحضرت کے ساتھ کچھ دیر
چلے تو آپ کو اپنے گھوڑے پر اونگھ آگئی پھر امام حسینؑ انا للہ و انا الیہ راجعون
اور الحمد للہ رب العالمین کہتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے آنحضرت نے یہ
کلمات دو تین مرتبہ فرمائے آپ کے فرزند علیؑ بن حسینؑ نے آپ کی طرف متوجہ ہوکر
عرض کیا آپ نے کس بات پہ اللہ کی حمد کی اور انا للہ کہا۔ امام حسینؑ نے فرمایا
اے فرزند مجھے ذرا اونگھ آگئی تھی سامنے سے ایک سوار ظاہر ہوا، اور وہ کہہ
رہا تھا یہ لوگ تو چلے جا رہے ہیں اور موت ان کی طرف آرہی ہے اس سے
میں سمجھ گیا کہ بے شک وہ جانیں ہماری جانیں ہیں جن کی موت کی خبر ہمیں دی جارہی
ہے۔ انہوں نے عرض کیا والد گرامی خدا آپ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے کیا ہم لوگ حق
پہ نہیں ہیں آپ نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے پاس سب کو جانا ہے ہم حق پہ

ہیں علیؑ بن حسینؑ نے فرمایا پھر ہمیں کچھ پرواہ نہیں ہے، مریں گے تو حق پر مریں گے آپ نے فرمایا اے فرزند گرامی خدائے تعالیٰ تجھے وہ اچھی جزا دے جو ایک بیٹے کو اپنے والد سے مل سکتی ہے جب صبح ہوئی تو اترے اور صبح کی نماز ادا کی اور بہ تعجیل تمام سوار ہو کر روانہ ہوئے اور چاہتے تھے کہ اپنے اصحاب کو منتشر کردیں یہ دیکھ کر حر قریب آتا تھا اور آپ کو اور آپکے اصحاب کو ادھر جانے سے روکتا تھا حر جب ان کو کوفہ کی طرف چلنے پر مجبور کرتا تھا تو وہ نہیں مانتے تھے حر اور اس کے ساتھی آگے بڑھتے جارہے تھے اس طرح جائیں جانب چلتے رہے یہاں تک کہ نینوا میں جا پہنچے۔ کتاب الارشاد جلد دوم مطبع طہران ۔ ۵۷ تا ۵۸ ۔

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۷۳ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کربلا میں بروز بدھ وارد ہوئے خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۶۶ پر اور ملّا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۳۷۹ پر لکھا ہے کہ آنحضرت بروز بدھ یا خمیس دوسری محرم ۶۱ ھ کو کربلا میں وارد ہوئے شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ ۸۶ پر محمد بن علی نے مناقب آل ابی طالب صفحہ ۵۶۹ پر محمد بن جریر طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۲۵۳ پر میرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ صفحہ ۲۲۷ پر اور ملا محمد باقر بحار الانوار صفحہ ۳۸۱ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کربلا میں خمیس کے دن محرم کی دوسری تاریخ ۶۱ ھ کو کربلا میں وارد ہوئے ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران مطبوعہ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ صفحہ ۳۷۹ پر لکھا ہے کہ بعض مورخین کے قول کے مطابق امام حسینؑ خمیس کے دن ۸ محرم ۶۱ ھ کو داخل کربلا ہوئے شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اوّل صفحہ ۲۴۲ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کے کربلا میں وارد ہونے کے متعلق اختلاف ہے واضح قول یہ ہے کہ آنجناب کا کربلا میں ورود ۲ محرم ۶۱ ھ کو ہوا۔

بروایت لوط بن یحییٰ حضرت کا گھوڑا اسی مقام پر رک گیا آپ وہیں سے اُتر

کر دُوسرے پر سوار ہُوئے وہ بھی ایک قدم نہ سرکا حضرت یونہی یکے بعد دیگرے سوار ہوتے رہے جب سات گھوڑوں تک نوبت پہنچی اور کسی نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی تو حضرت نے یہ انوکھی بات دیکھ کر ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اس سرزمین کو کیا کہتے ہیں انہوں نے عرض کیا غاضریہ آپ نے فرمایا کہ اس کا کوئی دُوسرا نام بھی ہے، انہوں نے عرض کیا ہاں، نینوا بھی کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ کیا کوئی اور نام بھی ہے، عرض کیا ہاں شط فرات بھی کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے علاوہ کوئی اور نام بتلاؤ انہوں نے عرض کیا کہ اس سرزمین کو کربلا بھی کہتے ہیں۔ مقتل ابی مخنف ۴۷ -

علّامہ طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۳۵۳ پر لکھا ہے کہ کربلا کو سقیہ اور عقر بھی کہا جاتا تھا۔

صلاح النشا ئیتن صفحہ ۲۹ پر منقول ہے کہ کربلا کو ارض الطف اور ماریہ بھی کہتے تھے ابواسحٰق اسفرائنی نے نورالعین فی مشہد الحسین صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے کہ کربلا کو سریا بھی کہا جاتا تھا۔

فوق بلگرامی نے ذبح عظیم مطبع دہلی صفحہ ۱۳۵ پر لکھا ہے کہ مروجہ نقشہ جات عراق میں کربلا کو مشہد حسینؑ بھی لکھتے ہیں۔

علّامہ ابواسحٰق اسفرائنی نے نورالعین فی مشہد الحسینؑ مطبع مصر صفحہ ۲۹ پر اور علّامہ ابن حجر مکّی نے صواعق محرقہ مطبع مصر صفحہ ۱۱۵ پر امام حسینؑ کے داخلہ کربلا کی روایت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ سواری کے رک جانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے اس زمین سے ایک مشت خاک اٹھا دو۔ انہوں نے حضرت کو اس زمین سے ایک مشت خاک اٹھا دی حضرت نے اسے سونگھا پھر آپ نے اس خاک کے رنگ کو اُس خاک کے رنگ سے ملایا جس کو آپ نے اپنی جیب سے نکالا ان دونوں کا رنگ سُرخ تھا۔ حضرت نے فرمایا یہ مٹی وہی ہے جو حضرت جبرئیل

امین اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے جدّ امجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس لائے تھے اور کہا تھا کہ یہ مٹی تربت جناب امام حسینؑ کی ہے پھر اُس
خاک کو آپ نے اپنے ہاتھوں سے پھینک دیا اور فرمایا ان دونوں کی بُو یکساں
ہے اور فرمایا کہ اسی مقام پر اتر جاؤ اور یہاں سے آگے نہ چلو خدا کی قسم ہے
ہمارے اونٹوں کے بیٹھانے کی جگہ ہے اور اس مقام پر خدا کی قسم ہے ہمارے
خون بہائے جائیں گے اور اس جگہ پر خدا کی قسم ہے ہمارے حرم قید کئے جائیں
گے اور اس مقام پر خدا کی قسم ہے ہمارے جوانوں کو قتل کیا جائیگا۔ اور اس جگہ
پر خدا کی قسم ہے ہمارے معصوموں کو ذبح کیا جائے گا۔ خدا کی قسم ہے یہاں
ہماری مزاریں بنیں گی خدا کی قسم ہے یہی زمین ہمارے حشر و نشر کی ہے، یہاں
ہمارے عزیزوں کو صدمہ پہنچے گا، خدا کی قسم ہے یہی وہ زمین ہے جہاں میرے
گلے کی شہ رگیں کاٹی جائیں گی اور میری ریش خون سے مخضب کی جائیگی اسی زمین
پر میرے نانا اور میرے ماں باپ کو ملائکہ تعزیت دیں گے خدا کی قسم ہے یہی
وہ مقام ہے کہ جہاں کا پروردگار عالم نے میرے نانا سے وعدہ فرمایا تھا اور
خدائے تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا یہ فرما کر حضرت اُتر پڑے اور
تمام اقارب واصحاب نے بھی اسی جگہ نزول اجلال فرمایا۔

بروایت خواجہ اعثم کوفی آپ کے اقارب واصحاب نے اسباب دریائے
فرات کے کنارے ایک طرف اتارا اور خیمے نصب کئے آنحضرت کے بھائی اور
چچازاد بھائی ہر ایک اپنے واسطے خیمہ لگاتا تھا غرض امام حسینؑ کے خیمہ کے گرد
آپ کے دوستوں اور محبوں کے خیمے کھڑے ہو گئے۔ تاریخ اعثم کوفی ۳۶۷ -

جناب امام حسینؑ نے زمین کربلا میں پہنچ کر حکم فرمایا کہ باشندگان نینوے کو
بلاؤ وہ حاضر ہوئے۔ اُن سے فرمایا کہ میں تمہاری اس زمین پر رہنا چاہتا ہوں اور مجھے

پسند ہے کہ میں اس زمین کو اپنا مسکن قرار دوں۔ اگر تم اس زمین کو میرے ہاتھ فروخت
کرو تو اس میں میری خوشنودی ہوگی ان لوگوں نے عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ ہم نے
اپنے آباؤ اجداد سے سُنا ہے کہ حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ اور دوسرے
انبیاء اور اوصیاء جو جو حضرات اس سرزمین پر گزرے ہیں وہ بلائے عظیم اور
مصیبت شدید میں مبتلا ہوئے آپ ہرگز اس زمین پہ سکونت اختیار نہ فرمائیں
حضرت نے جواب دیا میں کیونکہ اس زمین پہ نہ رہوں حالانکہ قضائے الٰہی اسی طرح
جاری ہو چکی ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ یہ کہہ کر اپنے ان
لوگوں کو ساٹھ ہزار درہم دے کر اُن مقامات کو خرید لیا جن میں خدائے سبحانہٗ
وتعالیٰ نے برکت اور شفا رکھی ہے اور مسافت میں وہ زمین چار میل تک ہے اُسی
متبرک زمین میں مزار مبارک حضرت امام حسینؑ واقع ہے جو جنوں اور انسانوں
کے سردار ہیں اور آپ کے اصحاب کی مزاریں بھی اسی زمین پہ آج تک بنی ہوئی
ہیں اس کے بعد اس زمین کو ان لوگوں پہ دو شرطوں پہ وقف کر دیا۔ اُن میں سے
ایک شرط یہ تھی کہ اتنی زمین پر جس کو آپ نے خرید فرمایا ہے کبھی کھیتی نہ کریں۔
اور دوسری شرط یہ تھی کہ جو ہمارے شیعہ ہماری قبور کی زیارت کے واسطے آئیں
اُن کو نشانِ قبر بتلا دینا اور تین روز تک اُن کو اپنا مہمان رکھنا اہلِ نینوا ان دونوں
شرطوں پہ راضی ہو گئے اور قیمت لیکر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے یہ معاملہ دُوسری
محرم کو ہُوا۔ بحر المصائب۔

ہم کو لازم ہے کہ ہم ارض مقدس کربلائے معلّٰی کا پتہ جغرافیۂ عرب سے
بتلا دیں ارض مقدس کربلا شہر کوفہ سے ۲½ فرسخ تقریباً دس میل پہ واقع ہے
ارضِ مطہر کربلا ایک غیر آباد ریگستان کا نام تھا جو دریائے فرات کے کنارے واقع
تھا اور موجودہ کربلائے معلّٰی تو ایک عظیم الشان پُرفضا شہر ہے جو مروّجہ نقشہ جات

عراق میں مشہد حسینؑ کے نام سے بھی مندرج پایا جاتا ہے اس غیر آباد ریگستان سے اُس وقت کئی ایک چھوٹی چھوٹی بستیاں ملی ہوئی آباد تھیں جن میں اہل عرب کے مختلف قبائل بستے تھے جن میں سب سے زیادہ مشہور بنی اسد کا قبیلہ تھا یہ چھوٹی بستیاں نینوی۔ غاضریہ ۔سقیہ اور ماریہ کے نام سے مشہور تھیں اِن میں سب سے بڑی بستی غاضریہ تھی جس میں سب سے زیادہ لوگ بستے تھے ۔صلاحُ الشائتین ۔ ۲۹ ۔

بروایت ملا محمد باقر مجلسی امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ صحرائے کربلا میں پہنچے تو ایک خط اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کو لکھا جس کا مضمون یہ تھا یہ خط حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے محمد بن علی اور اولاد ہاشم میں سے جو اس کے پاس موجود ہیں ان کی خدمت میں پہنچے ۔ اما بعد واضح ہو کہ ہم نے ترکِ زندگانی اختیار کی اور شہادت پر ہم آمادہ ہو گئے ہیں اور دُنیا کو ایسا جانتے ہیں کہ گویا ہرگز تھی ہی نہیں اور آخرت کو باقی و دائم جانتے ہیں اور ہم نے آخرت کو دُنیا پر اختیار کیا ہے ۔ والسّلام ۔جلاء العیون ۔ ۳۸۰ ۔

بروایت ملا محمد باقر مجلسی باسناد سیّد ابن طاؤس جب امام حسینؑ کربلا میں وارد ہوئے تو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ متضمن بر حمد و ثنائے الٰہی ادا فرمایا پھر ارشاد کیا کہ نوبت ہمارے امر کی یہاں تک پہنچی جو تم دیکھتے ہو تحقیق دُنیا تبدیل ہو گئی ہے اس کی نیکیوں نے مُنہ پھیر لیا ہے دنیا سے ایک رمق باقی نہیں رہا اور میرا جرعہ زندگانی انجام کو پہنچ چکا ہے زندگانی دُنیا بد زندگانی ہے آیا تم نہیں دیکھتے کہ لوگوں نے حق سے ہاتھ اٹھا لیا ہے اور حق بات پر عمل نہیں کرتے باطل پر اجماع کیا ہے اس سے پرہیز نہیں کرتے پس جو شخص خدا پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ دنیا سے مُنہ پھیر لے مُلاقات پروردگار کا مشتاق

ہو بے شک میں راہ خدا میں شہادت کو سعادت سمجھتا ہوں اور ان ظالموں کے ساتھ زندہ رہنے کو ننگ و عذاب سمجھتا ہوں ۔

زہیر بن قین نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے فرزند رسولؐ خدا ہم نے آپ کا کلام سُنا ، اگر دُنیا ہمارے لئے ہمیشہ باقی رہنے والی بھی ہوتی اور ہم اس میں رہتے تب بھی آپ کے ساتھ شہید ہونے کو دُنیا کی ہمیشگی پر اختیار کرتے ، حالانکہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ دُنیا فانی ہے کس طرح اپنی جانیں عزیز کریں ۔

اس کے بعد ہلال ابن نافع بجلی اٹھے اور عرض کیا یا ابن رسولؐ اللہ ہم مُلاقات پروردگار کے مشتاق ہیں نیت درست اور عزم صحیح کے ساتھ آپکی متابعت اختیار کی ہے ہم ان کے دوست ہوں گے جو آپ سے دوستی رکھیں گے اور ان کے دُشمن ہوں گے جو آپ سے دشمنی رکھیں گے ۔

ان کے بعد بریر بن خضیر اُٹھے عرض کیا خدا کی قسم ہے اے فرزند رسولؐ خدا ، حق تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ہم پر احسان کیا ہے کہ آپ کے سامنے جہاد کریں اور اعضاء پارہ پارہ ہوں آپ کے جدّ بزرگوار قیامت میں ہمارے شفیع ہوں ۔ بحارالانوار جلد دہم مطبع طہران ۱۸۱ ۔

بروایت علاّمہ ابواسحٰق اسفرائنی حر جلدی سے چل رہا تھا وہ دریائے فرات اور امام حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے درمیان حائل ہو گیا لشکر امام حسینؑ اور لشکر حر کے مابین تین میل بروایتی پانچ میل اور بروایتی ایک فرسخ کا فاصلہ تھا ۔ نورالعین ۲۹ ۔

بروایت خواجہ اعثم کوفی حضرت کے خیموں کے برابر اپنا خیمہ لگایا ، اور عبیداللہ ابن زیاد کو خط لکھ کر حسینؑ کے وارد کربلا ہونے اور قیام کرنے سے مطلع کیا عبیداللہ ابن زیاد نے امام حسینؑ کو خط لکھا کہ اے حسینؑ میں نے سُنا ہے کہ آپ نے کربلا کے متصل قیام کیا ہے اور آج ہی یزید کا خط میرے پاس پہنچا ہے اور حکم دیا ہے کہ جب

تک آپ کو داصل حق نہ کروں نہ بستر پہ سوؤں اور نہ کھانے کا مزہ چکھوں اور یا آپ اس کی فرمانبرداری اختیار کرکے بیعت کریں۔ والسّلام

جب یہ خط آپ کے پاس پہنچا پڑھ کر ہاتھ سے ڈال دیا، اور فرمایا وہ قوم ہرگز فلاح نہ پائیگی جو مخلوق خدا کی رضامندی کے لیئے خالق کی ناراضگی اختیار کرتی ہے عبیداللہ کے قاصد نے خط کا جواب مانگا آپ نے فرمایا اس کا کچھ جواب نہیں قاصد جواب لئے بغیر واپس چلا گیا اور جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا ابن زیاد سے بیان کردیا۔ عبیداللہ ابن زیاد غضبناک ہوا۔ تاریخ اعثم کوفی ۳۶۷ ۔

بروایت سیّد علاّمہ ابن طاؤس عبیداللہ ابن زیاد کو قتل حسینؑ کے لئے لشکر فراہم کرنے کی ضرورت محسوس ہُوئی تو اُس نے جا بجا بھرتی کا اعلان کردیا اور امام کے قتل کو عوام کی نگاہ میں اس قدر معمولی کردکھا کر رسولؐ اللہ کا کلمہ پڑھنے والوں نے بلا تکلّف فرزند رسول کے قتل پہ کمر باندھ لی اور آناً فاناً ایک کثیر فوج جمع ہوگئی۔ مقتل لہوف ۵۱ ۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ (کوفہ میں) ابن زیاد نے اپنا لشکر بلایا اور کہا جو شخص امام حسینؑ کا سَر میرے پاس لائیگا اسے دس سال کے لیئے ملک رے کی حکومت دوں گا عمر سعد نے اس سے کہا کہ اے امیر میں اس امر کے لیئے تیار ہوں ابن زیاد نے کہا کہ حسینؑ کے مقابلہ کو روانہ ہو جاؤ اور اُن پر سختی سے پانی روک دو عمر سعد نے کہا اے امیر ایک مہینہ کی مہلت چاہتا ہوں، ابن زیاد نے کہا مہلت تو بالکل نہ دوں گا عمر سعد نے کہا اچھا دس دن کی مہلت عطا ہو ابن زیاد نے یہ بھی منظور نہیں کی۔ مقتل ابی مخنف مطبع النجف ۵۰ ۔

عمر سعد نے کہا مجھے ایک دن کی مہلت دے کہ میں اس امر کو اچھی طرح سوچ لوں ابن زیاد نے اجازت دے دی۔ عمر سعد اُسی وقت وہاں سے اُٹھ کر اپنے گھر آیا دوستوں اور عزیزوں سے مشورہ کیا۔ تاریخ اعثم کوفی ۳۶۷ ۔

بروایت لوط بن یحییٰ تمام مہاجرین اور انصار کی اولاد اُس کے پاس آئی اور کہا اے ابن سعد تیرا باپ تو اسلام لانے والوں میں چھٹا شخص تھا اور بیعت رضوان میں بھی شریک تھا کیا تو امام حسینؑ سے جنگ کرنے جائیگا۔ مقتل ابی مخنف ۔ ۵۱ ۔

بروایت خواجہ اعثم کوفی حمزہ بن مغیرہ جو اسکی بیوی کا بھائی تھا اس کی طرف مخاطب ہوکر بولا ہرگز تو حسینؑ علیہ السّلام سے لڑنے اور اسے شہید کرنے کا فعل اپنے ذمّے نہ لینا ورنہ تو گناہ عظیم کا مرتکب ہوگا۔ خدا کی قسم اگر دنیا میں تیرے پاس کچھ بھی باقی نہ رہے تو اس سے بہتر ہے کہ تو آخرت میں حسین علیہ السّلام کا خون اپنی گردن پر لے جائے۔ تاریخ اعثم کوفی ۔ ۳۶۷ ۔

بروایت لوط بن یحییٰ عمر سعد نے جواب دیا کہ میں اس ارادہ سے باز نہیں آؤں گا اور حکومت رے اور قتل حسین علیہ السّلام پر برابر غور و خوض کرتا رہا آخر کار امام حسینؑ سے جنگ کرنے کو ترجیح دی اور کہا خدا کی قسم ہے میری سمجھ میں نہیں آتا اور میں بہت ہی حیران ہوں اپنے بارے میں دو بڑی باتوں پر غور کر رہا ہوں یا تو ملک رے چھوڑ دوں حالانکہ اُسی کی مجھ کو تمنّا ہے یا حسینؑ کو قتل کر کے گنہگار بن جاؤں اور حکومت رے ملنے کے خیال سے میری آنکھوں میں ٹھنڈک ہے اللہ تعالیٰ میرا یہ گناہ معاف کر دے گا اگرچہ یہ گناہ کر کے تمام جن و انس سے بھی زیادہ ظالم کیوں نہ بن جاؤں دُنیا ایسی بھلائی ہے جو فوراً ہی ملتی ہے اور ایسا کوئی عقلمند نہیں جو موجود شئے کو قرض پر بیچ دے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ جنّت جہنّم عذاب اور ہتھکڑیوں کا پیدا کرنے والا ہے اگر وہ اپنی باتوں میں سچے ہیں تو خدائے رحمٰن کے حضور میں ہر طرح توبہ کروں گا اور اگر انہوں نے جھوٹ بولا تو ہم وسیع دنیا اور ہمیشہ آراستہ و پیراستہ رہنے والے ملک پر کامیاب ہو جائیں گے۔ عمر سعد پر خدا کی پھٹکار پڑے۔ ابو مخنف کہتے ہیں کہ ایک غیبی منادی نے جس کی صورت نظر نہیں آتی تھی اس کے جواب میں کہا:- خبردار ہو جا اے ناجائز طریقہ کی پیدائش تیری دوڑ دھوپ ناکام رہے گی اور اصل کا خسارہ اٹھا کر تو دنیا سے

اُٹھے گا عنقریب تو ایسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا جس کے شعلے بھی نہیں بجھتے اور تیری ان کوششوں پر ہر شخص انگشت نما دہیگا جس وقت تو حسینؑ ابن فاطمہؑ کو دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ شریف سمجھ کر بھی قتل سے باز نہ آئیگا تو اے مخلوق میں سب سے زیادہ خسارہ میں رہنے والے تو ذرا اس گمان میں نہ رہنا کہ قتل حسین علیہ السلام کے بعد حکومت رے پر کامیاب ہو جائیگا - مقتل ابی مخنف مطبع النجف ۵۱ -

علّامہ طبری نے تاریخ الامم صفحہ ۲۵۳ پر عبدالرحمٰن ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون صفحہ ۱۰۴ پر اور ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار صفحہ ۳۸۴ پر لکھا ہے کہ جب دوسرا دن ہوا تو عمر بن سعد بن ابی وقاص چار ہزار کی سپاہ لئے ہوئے کوفہ سے کربلا وارد ہوا۔ لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۵۱ پر، ابو اسحٰق اسفرائنی نے نور العین صفحہ ۲۱ پر اور میرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ صفحہ ۲۳۲ پر عمر سعد کے فوجی دستہ کی تعداد چھ ہزار لکھی ہے ملا محمد باقر نے جلاء العیون صفحہ ۳۸۰ پر علّامہ قندوزی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۴۰۸ پر، ابن شہر اشوب نے مناقب آلِ ابیطالب صفحہ ۵۶۹ پر اور علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۱۵ پر عمر سعد کے فوجی دستہ کی تعداد چار ہزار نقل کی ہے -

بروایت محمد بن جریر طبری جس دن نینوا میں امام حسینؑ اترے اس کے دُوسرے دن صبح کو عمر بن سعد آپ کے مقابل میں آکر اترا اور عروۃ بن قیس احمسی کو حکم دیا کہ حسینؑ کے پاس جا کر پوچھے کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں اور کیا ارادہ رکھتے ہیں عروہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے آپ کو خط لکھ کر بلایا تھا اسے آپ کے سامنے جاتے ہوئے شرم آئی ابن سعد نے لشکر کے اور رئیسوں سے بھی جنہوں نے آپ کو خط لکھے تھے یہ پیام لے جانے کو کہا سب نے انکار کیا یہ پیغام لے جانا کسی کو گوارا نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر کثیر بن عبداللہ شعبی بروایت خواجہ اعثم کوفی عبداللہ سبعی اور بروایت ابو مخنف کثیر بن شہاب اُٹھ کھڑا ہوا جو خاندان جناب رسولؐ خدا کا سخت ترین دشمن تھا اس نے کہا میں

حسینؑ کے پاس جاتا ہوں اور تم کہو تو میں امام حسینؑ کا کام تمام کر دوں ابن سعد نے
کہا میں تم کو یہ نہیں کہتا کہ تم ان کو اچانک قتل کرو البتہ ان کے پاس جاکر پوچھو کہ ان کے
آنے کا کیا سبب ہے کثیر یہ پوچھنے کو روانہ ہوا ابو ثمامہ صیداوی نے اسے آتے دیکھ
کر آپ سے عرض کیا اے اباعبداللہ خدا آپ کا بھلا کرے جو شخص آپ کے پاس آرہا
ہے خلائق میں بدترین شخص ہے یہ کہہ کر ابو ثمامہ اُٹھ کھڑے ہوئے اس سے کہا کہ اپنی تلوار
رکھ دے اس نے کہا واللہ یہ نہیں ہوگا اس میں کسی کا لحاظ میں نہیں کروں گا میں فقط
قاصد کی حیثیت سے آیا ہوں تم لوگ میری بات سُنو گے تو جو پیغام لے کر آیا ہوں
پہنچا دوں گا اگر نہیں سُنتے تو واپس چلا جاتا ہوں ابو ثمامہ نے کہا میں تیری تلوار کے
قبضہ پر ہاتھ رکھ کر چلوں گا یہاں تک کہ تو امام کی خدمت میں اپنا پیغام سُنا دے
اُس ملعون نے یہ بھی قبول نہ کیا ابو ثمامہ نے کہا اچھا جو کچھ تجھے کہنا ہے کہہ دے میں
جاکر عرض کر دوں گا تجھے قریب نہ جانے دوں گا تو ایک بدکار شخص ہے۔ وہ واپس
چلا گیا حقیقتِ حال کو عمر بن سعد سے بیان کر دیا۔ ابن سعد نے اب قرۃ بن قیس حنظلی کو
بلا کر کہا۔ قرۃ تم ذرا حسینؑ سے مل کر پوچھو کہ وہ کیوں آئے ہیں اور کیا ارادہ رکھتے ہیں قرۃ
وہاں سے چلا کہ آپ کی زیارت کرے آپ نے جب اسے آتا ہوا دیکھا تو انصار سے
پوچھا اس شخص کو تم جانتے ہو حبیب ابن مظاہر نے کہا ہاں میں پہچانتا ہوں یہ بنی حنظلہ
سے ہے اور تمیمی ہے ہماری بہن کا بیٹا ہے میں تو اس کو خوش عقیدہ سمجھتا تھا میں جانتا
تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ نہ آئے گا اتنے میں قرۃ آ پہنچا۔ آپ کو سلام کیا اور ابنِ
سعد کا پیغام پہنچایا آپ نے جواب دیا کہ تمہارے شہر والوں نے مجھے لکھا کہ آپ
یہاں تشریف لے آئیں اب میرا آنا انہیں ناگوار ہے تو میں واپس چلا جاؤں۔ حبیب
بن مظاہر نے اس سے کہا اے قرۃ کیا تو ان ظالموں میں پھر واپس جاتا ہے تجھے چاہیئے
کہ تو امام حسینؑ کی نصرت کرے جن کے بزرگوں کی بدولت خدا نے تجھے اور ہمیں کرامت عطا

فرمائی ہے قرہ نے کہا میں جس کے ساتھ ہوں اس کے پیغام کا جواب اسے پہنچا نے کو واپس جاؤں گا اور پھر جیسی میری رائے ہوگی وہ کروں گا یہ کہہ کر قاصد ابن سعد کے پاس گیا اور سب حال بیان کر دیا ابن سعد نے کہا امید تو ہوتی ہے کہ خدا مجھ کو ان سے لڑنے اور ان کے ساتھ کشت وخون کرنے سے محفوظ رکھے گا اور ابن زیاد کو یہ خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہاں جب آ کر حسینؑ کے مقابل اترا تو ایک قاصد کو ان کے پاس بھیجا ان سے میں نے پوچھا کہ آنے کا کیا سبب ہوا اور وہ کیا چاہتے ہیں کس چیز کے طلب گار ہیں۔ انہوں نے اس کا جواب دیا کہ اس شہر کے لوگوں نے مجھے خط لکھے میرے پاس ان کے قاصد آئے اور اس بات کے خواستگار ہوئے کہ میں یہاں آؤں۔ تو میں یہاں چلا آیا۔ اب میرا آنا اگر ان کو ناگوار ہے اور قاصدوں سے جو کچھ انہوں نے کہلا بھیجا تھا۔ اب اس کے خلاف ان کی رائے ہوگئی ہے۔ تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ تاریخ طبری ۶۔ ۲۵۵۔

بروایت علامہ مجلسی باسناد شیخ مفید حسان بن قائد عبسی نے کہا جس وقت یہ خط ابن زیاد کے پاس پہنچا میں اس وقت اس کے پاس بیٹھا تھا جب اس نے خط پڑھا کہنے لگا حسینؑ ہمارے قبضہ میں آ چکے ہیں تو امید نجات رکھتے ہیں، ہرگز رہائی نہ پائیں گے۔ اس کے بعد عمر سعد کو یہ جواب تحریر کیا تیرا خط پہنچا اور میں حقیقت حال سے آگاہ ہوا پس تو حسینؑ سے کہہ دے کہ وہ اور ان کے اصحاب بیعت یزید کریں اس کے بعد جو میری رائے میں آئیگا کروں گا جب خط کا یہ جواب عمر بن سعد کو پہنچا تو اس نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ ابن زیاد صلح نہیں چاہتا ہے۔

بروایت علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ محمد بن ابی طالب نے کہا جو کچھ ابن زیاد نے لکھا تھا عمر سعد نے حضرت سے نہ کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حضرت امام حسینؑ ہرگز بیعت یزید نہیں کریں گے پھر ابن زیاد نے جامع مسجد کوفہ میں لوگوں کو جمع کیا اور منبر پہ جا کر کہا۔

بحارالانوار جلد دہم مطبع طہران ۳۸۵ -

ایہا الناس تم نے ابوسفیان کا امتحان کیا ہے کہ دوستوں سے کس قدر نوازشہائے بیشمار کرتے ہیں ان کی رعایا پروری تمہیں معلوم ہے مجھے انہوں نے حکم دیا ہے کہ تمہارے وظائف کو مضاعف کردوں اور تم کو انعامات و اکرامات کثیر سے سرفراز کروں بشرطیکہ ان کے دشمن امام حسینؑ سے جنگ کرو لازم ہے کہ حکم امیر قبول کرو اور انعامات و نوازشات فراوان کے امید دار ہو یہ کہہ کر وہ شقی منبر سے اُترا اور کسی قدر مال تقسیم کرنا شروع کیا اور لوگوں کو ترغیب دی کہ امداد عمر بن سعد کو روانہ ہوں اکثر بے دنیاں غداران نے دین کو دنیا سے بیچ ڈالا اور آمادہ قتل امام حسینؑ ہونے - جلاء العیون مطبع طہران ۳۸۲ -

بروایت خواجہ اعثم کوفی و ملا محمد باقر مجلسی جو شخص سب سے پہلے حضرت امام حسینؑ سے لڑنے کے لئے گیا وہ شمر ذی الجوشن تھا جو چار ہزار سوار لیکر عمر سعد سے جا ملا اب اس کے پاس ۹ ہزار سپاہ ہوگئی - یزید بن رکاب کلبی دو ہزار جمیعت لیکر پہنچا اس کے پیچھے ہی پیچھے ایک سردار حصین بن نمیر سکونی چار ہزار آدمی لیکر پہنچا مصابرین مرنیہ مازنی تین ہزار اور نصر بن فلاں دو ہزار کی جمعیت سے عمر سعد سے جا ملا پھر اور سردار یکے بعد دیگرے پہنچے پھر شبیث بن ربعی ایک ہزار سواروں کے ساتھ چل کر عمر سعد سے جا ملا - اور عبیداللہ بن زیاد نے ایک ہزار سوار فراہم کر کے حجار بن حر کو ان کا امیر مقرر کیا اور حکم روانگی دے دیا - الغرض عمر بن سعد کی فوج میں بائیس ہزار اور پیدل ہوگئے - تاریخ اعثم کوفی ۳۶۹ -

بروایت سید علامہ ابن طاؤس ۶ محرم تک عمر سعد کی کل فوج شمار میں تیس ہزار تک پہنچ گئی تو بھرتی بند ہوگئی - مقتل لہوف ۵۱ -

بروایت محمد تقی علمائے تاریخ اور محقق مورخین نے ان فوجوں کی تعداد میں جو امام حسینؑ سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہوئی تھیں اختلاف کیا ہے ان جملہ تعدادوں کو جو

بندہ نے یاد کی ہیں اور عمر سعد کے ساتھ جو لشکر شمار میں لایا ہے وہ ترپن ہزار افراد ہیں فاضل مجلسی نے ان سپہ سالاروں کو جن کو نام بنام ذکر کیا ہے اور ہر ایک کے لشکر کو شمار کیا ہے تو بیس ہزار افراد لکھے ہیں اس وقت لکھتے ہیں کہ ابن زیاد کا لشکر کربلا میں تیس ہزار تھا ابن شہر آشوب نے ابن زیاد کے لشکر کی تعداد پینتیس[۳۵] ہزار شمار کی ہے ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ فی معرفت الائمۃ میں چھ ہزار نفوس لکھے ہیں یافعی نے اپنی تاریخ میں بائیس ہزار افراد معلوم کئے ہیں، شرح شافیہ میں پچاس ہزار سوار مرقوم ہیں۔ مطالب السؤل میں بائیس ہزار افراد منقول ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ابن زیاد کی فوج کی تعداد میں مورخین نے اختلاف کیا ہے مورخین کی ایک جماعت نے ایک لاکھ بائیس ہزار سے آٹھ لاکھ تک تعداد بیان کی ہے جس کی تفصیل بیان کرنا باعث طوالت ہے۔

لیکن امام حسینؑ کے وہ اصحاب جو فاضل مجلسی نے لکھے ہیں چالیس پیادے اور بتیس[۳۲] سوار تھے محمد بن ابی طالب کی تحقیق کے مطابق بتیس[۳۲] سوار اور بیاسی[۸۲] پیادے تھے محمد بن علی بن حسین علیہم السّلام سے روایت کی گئی ہے کہ امام حسینؑ کی فوج تینتس[۳۳] سوار اور چالیس پیادہ لکھی ہے علّامہ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی فوج ستّر سوار اور ایک سو پیادہ تھی بعض مورخین نے تیس سوار اور ایک سو پیادے بھی بیان کئے ہیں شرح شافیہ ابی فراس فی مناقب آل رسولؐ و مثالب بنی عباس میں منقول ہے کہ امام حسینؑ کی فوج ہزار آدمیوں پر مشتمل تھی علّامہ مسعودی مروج الذہب میں لکھتا ہے کہ ایک ہزار سوار اور ایک سو پیادے امام حسینؑ کے ہمراہ جہاد کرکے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے عبداللہ بن نوراللہ نے کتاب عوالم جلد سترویں میں بتیس سوار اور چالیس پیادے لکھے ہیں عبداللہ بن محمد رضا الحسینیؒ نے اپنی کتاب میں جس کا نام بھی جلاء العیون ہے بتیس سوار اور چالیس پیادے بیان کئے ہیں محبوس منقدری نے بھی کتاب زبدۃ الفکر فی تاریخ الہجرۃ میں امام حسینؑ فوج بتیس[۳۲] سوار اور چالیس پیادے

لکھی ہے تاریخ مرات الجنان میں یافعی کے علم میں امام حسینؑ کی سوار اور پیادہ فوج بیاسی تھی طبری نے اپنی تاریخ میں امام حسینؑ کی فوج چالیس سوار اور ایک سو پیادہ لکھی ہے اور تاریخ معینی میں مرقوم ہے کہ اولاد علی علیہ السلام سے سات اور حسینؑ بن علیؑ کی اولاد سے تین اور اصحاب امام حسینؑ سے ستاسی جوان شہید ہوئے۔ تاریخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران ۴ - ۲۳۳ -

بروایت ملا محمد باقر مجلسی حبیب ابن مظاہر نے جب کثرت لشکر مخالف ملاحظہ کی تو حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آکر عرض کیا یا ابن رسولؐ اللہ! قبیلہ بنی اسد یہاں سے نزدیک ہے اگر اجازت ہو تو میں جاکر آپ کی نصرت و امداد پر اسے دعوت دوں شاید حق تعالیٰ ان کی نصرت سے آپ سے ضرر کو دور کردے امام حسینؑ نے حبیب کو رخصت دے دی حبیب رات کو اس قبیلہ میں گئے۔ لوگوں نے آپ کو پہچانا پوچھا کیا امر باعث ہوا جو اس شب تاریک میں یہاں آئے ہو حبیب نے کہا میں تمہارے لئے وہ خوشخبری لایا ہوں کہ کوئی شخص اپنی قوم کے لئے ایسی خوشخبری نہ لایا ہوگا۔ میں آیا ہوں کہ تمہیں نصرت فرزند رسولؐ خدا پر دعوت دوں آگاہ ہو کہ حضرت مع جماعت مومنین یہاں وارد ہوئے ہیں ان کی جماعت کا ہر شخص شجاعت و مردانگی اور سعادت میں ہزار مرد سے بہتر ہے ان سب نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ نصرت امام حسینؑ سے دستبردار نہ ہوں گے جب تک کہ اپنی جان فرزند رسولؐ پر نثار نہ کریں اور عمر سعد نے حکومت رئے کے لالچ سے ہر طرف سے حضرت کو گھیر لیا ہے تم میرے ہم قوم و قبیلہ ہو تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ میری دعوت نصرت امام حسینؑ قبول کرو، تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب رہو۔ قسم بخدا کوئی شخص تم سے نصرت حسینؑ میں قتل نہ ہوگا۔ مگر بمرافقت رسولؐ مقام اعلیٰ علیین پر فائز ہوگا۔ جب حبیب نے ان کو مواعظ شافیہ سے مائل کیا اس وقت ان میں سے

عبداللہ ابن بشیر نے اُٹھ کر حبیب سے کہا تم گواہ رہو جس نے سب سے پہلے اس دعوت کو قبول کیا وہ میں ہوں اس کے بعد رجز پڑھنا شروع کیا جب بنی اسد کے لوگوں نے عبداللہ کی ہمت وجرأت کا مشاہدہ کیا تو ہر شخص فرزندِ رسول کی نصرت میں دوسرے پر سبقت کرنے لگا یہاں تک کہ حبیب ابن مظاہر نوے آدمی بنی اسد کے ہمراہ لیکر لشکر حسینؑ کی طرف روانہ ہوئے اس اثنا میں ایک منافق قبیلہ نے یہ خبر عمر سعد کو پہنچائی اس نے چار سو سوار ارزق شامی کے ہمراہ کرکے ان کے روکنے کو بھیجا ابھی حبیب ابن مظاہر لشکر حضرت میں نہ پہنچے تھے کہ لشکر عمر سعد راہ روک کر کھڑا ہوگیا اور دریائے فرات کے کنارے لڑنے کا ارادہ کیا اس وقت حبیب نے آواز دی اے ارزق ! وائے ہو تجھ پر اپنے لشکر میں پھر جا ہم کو چھوڑ دے تاکہ اپنے امام کی خدمت میں جائیں اس ملعون نے قبول نہ کیا۔ جب بنی اسد تاب مقاومت ان سے نہ لا سکے ناچار اپنے قبیلہ کو پھر گئے حبیب ابن مظاہر نے امام کی خدمت میں آکر سب احوال عرض کیا۔ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ بحار الانوار جلد دہم مطبع طہران ۲۸۶-

بروایت علامہ طبری ایک اور خط ابن زیاد کا ابن سعد کو آیا۔ اس میں یہ مضمون تھا کہ نہر اور حسینؑ کے درمیان حائل ہو جا ایک بوند پانی وہ لوگ نہ پی سکیں اس خط کو دیکھ کر ابن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانچ سو سواروں کا رئیس مقرر کرکے روانہ کیا یہ لوگ نہر فرات پر جاکر ٹھہرے اور نہر اور حسینؑ واصحاب حسینؑ کے درمیان یہ سب حائل ہو گئے کہ وہ بوند بھر پانی اس سے نہ پینے پائیں یہ واقعہ آپ کے شہید ہونے سے تین دن پہلے کا ہے۔

آپ کے سامنے آکر عبداللہ بن ابی حصین ازدی جو قبیلہ بجیلہ میں شمار ہوتا تھا باواز بلند پکارا اے حسینؑ ذرا پانی کی طرف دیکھو کیسا آسمانی رنگ اس کا بھلا معلوم

ہوتا ہے واللہ تم پیاس سے مر جاؤ گے پانی کا ایک قطرہ بھی تم کو نہ ملے گا امام حسینؑ نے یہ سُن کر کہا خداوندا اس شخص کو پیاس کی ایذا دے کر ہلاک کر اور کبھی اس کی مغفرت نہ ہو۔ حمید بن مسلم نے کہا اس کے بعد میں اس کی بیماری میں اس کی عیادت کو گیا تھا قسم ہے اس خدائے وحدہٗ لاشریک کی میں نے اسے دیکھا کہ پانی پیتا ہے اور پیاس پیاس کہے جاتا ہے، پھر قے کر دیتا ہے، پھر پیتا ہے اور پھر پیاسا ہو جاتا ہے پیاس نہیں بجھتی، اس کی یہی حالت یکساں رہی یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ تاریخ طبری حصّہ چہارم ۷-۲۵۶۔

بروایت ملا محمد باقر مجلسی جب پیاس نے اصحاب امام حسینؑ پر غلبہ کیا تو انہوں نے حضرت کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی، حضرت نے ایک بیلچہ دست مُبارک میں لیا اور خیمہ حرم محترم کے پیچھے تشریف لائے اور پشت خیمہ سے نو قدم بروایت خواجہ اعثم کوفی، انیس قدم سمت قبلہ چلے اور وہاں بیلچہ زمین پر مارا حضرت کے اعجاز سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ ظاہر ہوا امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب نے پانی پیا اور مشکیں وغیرہ بھر لیں پھر وہ چشمہ غائب ہو گیا اور اس کا اثر بھی کسی نے نہ دیکھا، عبید اللہ ابن زیاد نے جب یہ خبر سُنی تو عمر بن سعد کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا کہ میں نے سُنا ہے کہ امام حسینؑ، کنوآں کھود کر پانی نکالتے ہیں جب میرا خط تجھے پہنچے اسی وقت سے امام حسینؑ اور اصحاب امام حسینؑ پر سختی کرو اور ہرگز ایک قطرہ پانی کا نہ پینے دے یہاں تک کہ وہ قتل ہو جائیں اس خط کے آنے کے بعد جب عمر سعد نے امام حسینؑ اور اہل بیت پر سختی کی اور پیاس نے ان پر غلبہ کیا تو امام حسینؑ نے اپنے بھائی جناب عباس کو بلایا اور تیس سوار اور بتیس پیادے ان کے ہمراہ کر کے بیس مشکیں ان کو دیں کہ دریائے فرات سے بھر لائیں جب کنارہ فرات پر پہنچے تو عمرو بن حجاج نے پوچھا تم کون ہو اصحاب امام حسینؑ میں سے ہلال ابنِ نافع نے کہا میں تیرا چچا زاد

بھائی ہوں پانی پینے آیا ہوں اس نے جواب دیا اے ہلال اگر تم کو گوارہ ہو تو پانی پی لو۔
ہلال نے کہا تجھ پر افسوس ہے میں کس طرح پانی پیوں حالانکہ اہلبیت نبوت اور جگر
گوشگان رسولؐ خدا پیاسے ہیں اس ملعون نے کہا یہ سچ ہے لیکن جو مجھے حکم دیا گیا
ہے اس کی میں تعمیل کروں گا یہ سُن کر ہلال نے اپنے اصحاب کو آواز دی کہ جلد پانی بھر لو
حجاج نے اپنے لشکر سے کہا پانی نہ بھر نے دو قریب تھا کہ آتش حرب وضرب مشتعل
ہو مگر اصحاب امام حسینؑ نے جلدی سے مشکیں بھر لیں اور روانہ ہوئے اور انہیں آسیب
وگزند نہ پہنچا اس وجہ سے حضرت عباس علیہ السّلام کو سقّہ اہل بیت کہتے ہیں۔
جلاء العیون ۲- ۳۸۲ -

بروایت علامہ طبری امام حسینؑ نے عمرو بن قرظہ بن کعب انصاری کو عمر بن سعد کے
پاس بھیجا کہ آج رات کو میرے اور اپنے لشکروں کے درمیان مجھ سے ملاقات کر
عمر بن سعد بیس سوار ساتھ لیکر لشکر سے نکلا آپ بھی بیس سوار ساتھ لیکر روانہ ہوئے
جب ملاقات ہوئی تو آپ نے انصار سے کہا کہ آپ سب یہاں سے چلے جائیں۔
عمر ابن سعد نے بھی اپنے ہمراہیوں سے ہٹ جانے کو کہا۔ سب وہاں سے دور ہٹ
گئے۔ جہاں نہ آواز سُنائی دیتی تھی نہ کوئی بات ۔ جناب امام حسینؑ اور عمر بن سعد
کی باتوں میں طول ہوا کہ کچھ رات گزر گئی پھر امام حسینؑ اور عمر سعد اپنے اپنے لشکر میں
واپس چلے گئے لوگوں نے اپنے وہم وگمان سے کہنا شروع کیا کہ امام حسینؑ نے ابن سعد
سے کہا تو میرے ساتھ یزید کے پاس چل دونوں لشکروں کو ہم یہیں چھوڑ دیں ابن سعد
نے کہا میرا گھر کھود ڈالا جائیگا۔ آپ نے فرمایا میں بنوا دوں گا، اس نے کہا میری
جاگیریں چھین لی جائیں گی آپ نے فرمایا اس سے بہتر میں تجھے اپنے مال میں سے
دوں گا جو حجاز میں ہے، عمر ابن سعد نے اسے گوارا نہ کیا لوگوں میں اسی بات کا چرچا تھا
بغیر اس کے کہ کچھ سُنا ہو یا کچھ جانتے ہوں ایک دوسرے سے یہی ذکر کرتا تھا لیکن

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے کہا تین باتوں میں سے ایک بات میرے لیئے اختیار کرو یا تو یہ کہ جہاں سے میں آیا ہوں وہیں چلا جاؤں یا یہ کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں وہ اپنے اور میرے درمیان جو فیصلہ چاہے کرے یا یہ کرو کہ مملکت اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پہ مجھے روانہ کردو میں ان لوگوں کا ایک شخص بن کر رہوں گا میرا نفع ونقصان ان کے نفع ونقصان کے ضمن میں ہوگا یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے یہ بات ہرگز نہیں کہی جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دیں گے، یا یہ کہ کسی سرحد کی طرف بلاد اسلام کی مجھے روانہ کردو۔
تاریخ طبری ۲۵۸۔

بحار الانوار جلد دہم مطبع طہران صفحہ ۳۹۰ کے حاشیہ پہ لکھا ہے کہ عقبہ بن سمعان نے کہا میں مدینہ سے عراق تک امام حسینؑ کے ہمرکاب رہا یہاں تک کہ امام حسینؑ درجہ شہادت پہ فائز ہوئے خدا کی قسم ہے میں نے حضرت کو اسی قسم کی کوئی بات کہتے ہوئے نہیں سُنا۔

بروایت علامہ طبری بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے اس وسیع وعریض زمین میں کسی طرف جانے دو میں دیکھوں کہ کیا انجام ہوتا ہے ابن سعد سے آپ نے تین یا چار ملاقاتیں کیں عمر ابن سعد نے ابن زیاد کو اس قسم کا خط لکھا ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا ایسے شخص کا یہ خط ہے جو اپنے امیر کا خیر خواہ اپنی قوم کا شفیق ہے، اچھا میں نے قبول کیا۔ یہ سن کر شمر ذی الجوشن اُٹھ کھڑا ہوا کیا یہ بات ان کی تو قبول کرتا ہے وہ تیری زمین پہ اترے ہوئے ہیں تیرے پہلو میں موجود ہیں اگر وہ تیری اطاعت کئے بغیر تیرے شہر سے چلے گئے تو قوت وغلبہ ان کو اور عاجزی وکمزوری تیرے لئے ہے یہ موقع ان کو نہ دینا چاہیئے اس میں تیرے لئے ذلّت ہے ہونا یہ چاہیئے کہ وہ اور ان کے انصار سب تیرے حکم پہ سر جھکا دیں اگر تو سزا دے تو تجھے سزا دینے کا حق

ہے اگر معاف کر دے تو تجھے اختیار ہے واللہ میں تو یہ سنتا ہوں کہ حسینؑ اور ابن سعد دونوں لشکروں کے درمیان رات بھر بیٹھے ہوئے باتیں کیا کرتے ہیں ابن زیاد نے کہا تو نے کہا اچھی رائے دی ہے رائے یہ ہے تو بس یہی ہے ۔ تاریخ طبری ۹-۲۵۸-

بروایت شیخ مفید، عبیداللہ بن زیاد نے شمر سے کہا کہ یہ خط عمر بن سعد کے پاس لے جا اسے چاہیئے کہ حسینؑ اور ان کے اصحاب سے عرض کرے کہ وہ میرے حکم پر سر جھکا دیں اور اگر وہ قبول کریں تو ان کو اطاعت گزاروں کی طرح میرے پاس بھیج دے اور اگر وہ انکار کریں تو ان سے جنگ کرے اگر عمر بن سعد اس حکم کے مطابق عمل کرے تو اس کا تابع اور مطیع رہ اور اگر وہ حسینؑ اور اس کے اصحاب سے جنگ کرنے سے انکار کرے تو تم ہی امیر لشکر ہو اور عمر بن سعد کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دے اور عمر بن سعد کو خط لکھا :-

میں نے تجھے حسین علیہ السلام کے پاس اس لئے نہیں بھیجا کہ تو حسینؑ سے جنگ کرنے سے باز رہے اور ان سے مقابلہ نہ کرے اور نہ اس لئے کہ تو اس کے لئے سلامتی اور زندگی کی آرزو کرے کہ تو اس کے عذر کو قبول کرنے کے لئے کہے اور نہ اس لئے کہ تو میرے سامنے ان کا سفارشی بن بیٹھے دیکھ اگر حسینؑ اور ان کے اصحاب میرے حکم پر سر جھکا دیں تو ان کو میرے پاس اطاعت گزاروں کی طرح بھیج دے اور اگر وہ نہ مانیں تو ان پر لشکر کشی کر یہاں تک کہ تم ان سب کو قتل کر کے ان کے اعضا بریدہ کر ڈالو وہ سب اس کے لائق ہیں جب حسینؑ قتل ہو جائیں تو ان کے سینہ اور پشت پر سواروں کو دوڑا دے کیونکہ وہ سرکش اور ستم گار ہیں میرے دل کی یہ بات نہیں کہ ان کے مرنے کے بعد انہیں کچھ ایذا پہنچے گی لیکن جب میں نے اپنے آپ سے کہا ہے کہ اگر میں انہیں قتل کرتا تو ان کے ساتھ یہی سلوک کرتا اگر ان کے بارے میں تو ہمارے حکم کو جاری کرے گا تو ہم تجھے وہ عوض دیں گے جو ایک فرمانبردار اور اطاعت گزار

کو ملنا چاہیئے اور اگر تجھے منظور نہیں ہے تو ہماری خدمت اور لشکر سے علیحدہ ہو جا اور
لشکر کو شمر پر چھوڑ دے ہم نے اسے اپنے احکام بتا دیئے ہیں۔ والسلام ۔
جب شمر ابن زیاد کا خط لیکر عمر بن سعد کے پاس آیا اور اس نے خط پڑھا تو
عمر بن سعد نے شمر سے کہا وائے ہو تجھ پر تو نے کیا حرکت کی خدا تری ہمسائیگی سے
بچائے خدا تجھے غارت کرے یہ کیا تو میرے پاس لیکر آیا ہے واللہ میرا خیال ہے کہ
تو نے ہی اس کو میری تحریر ماننے سے پھیر دیا۔ ہے جس معاملہ میں اصلاح کی ہم کو امید تھی
تو نے اسے بگاڑ دیا واللہ حسینؑ گردن جھکانے والے نہیں ہیں تحقیق اس کے والد
کا دل اس کے پہلو میں موجود ہے شمر نے کہا یہ تو بتا تیرا کیا ارادہ ہے کیا تو اپنے امیر
کے حکم پر چلے گا اور اس کے دشمن کو قتل کرے گا یا نہیں تو لشکر کو مجھ پر چھوڑ دے
عمر بن سعد نے کہا نہیں میں لشکر کی سرداری تجھ پر نہیں چھوڑتا۔ اور میں خود یہ کام
کروں گا اور تو پیادہ فوج کا سپہ سالار بن جا اور عمر بن سعد محرم کی نویں تاریخ
خمیس کے دن شام کے وقت حسینؑ سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا شمر آکر اصحابِ
حسین کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا ہماری بہن کے بیٹے کہاں ہیں یہ سن کر
عباس عبداللہ جعفر اور عثمان فرزندان علیؑ بن ابیطالب جو ام البنین بنت
حزام کے بطن سے تھے ، اس کے پاس آئے اور کہا تجھے کیا کام ہے شمر نے کہا
میری بہن کے فرزندو تمہارے لئے امان ہے ان نوجوانوں نے فرمایا تجھ پر
اور تیری امان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تو ہم کو امان دیتا ہے اور رسولؐ اللہ
کے فرزند کے لیے امان نہیں ہے۔ کتاب الارشاد جلد دوم مطبع طہران ۹۰-۹۱
لیکن علّامہ طبری نے تاریخ طبری صفحہ ۲۶۰ پر حضرت عباس، حضرت عبداللہ
حضرت جعفر اور حضرت عثمان فرزندان حضرت علی علیہ السلام کے ماموں کا نام
عبداللہ بن ابی محل بن حزام لکھا ہے جس نے امان نامہ اپنے ایک آزاد غلام

کرمان کے ہاتھ اپنی پھوپھی ام البنین کے فرزندوں کی خدمت میں بھجوایا تھا خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۷۱ پہ اس کا نام عبیداللہ بن محل عامری درج کیا ہے جس نے اپنے ایک غلام عرفان کو امان نامہ دیکر اپنے چچا کی لڑکی ام البنین کے فرزندوں کے پاس بھیجا تھا اور میرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۴۳ پہ مذکورہ فرزندان جناب امیر علیہ السّلام کے ماموں کا نام جریر بن عبداللہ بن مخلد کلابی لکھا ہے جس نے عبیداللہ بن زیاد سے امان نامہ حاصل کرکے اپنے چچا کی لڑکی ام البنین کے فرزندوں کی طرف اپنے غلام عرفان کی معرفت بھیجا۔ خد۔

بروایت علاّمہ ابن شہر اشوب و شیخ مفید نویں محرم کو عمر بن سعد نے ندا کی اے لشکر خدا سوار ہو جاؤ اور تمہیں بہشت کی خوشخبری ہو پس عمر بن سعد کا لشکر عصر کے بعد امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب کی طرف روانہ ہوا اس وقت امام حسینؑ اپنے خیمے کے سامنے اپنی تلوار پہ سہارا لیئے ہوئے اور اپنے زانوں پر سر رکھے بیٹھے ہوئے تھے جب آپ کی بہن جناب زینب عالیہ نے شور و غل سنا تو آپ اپنے بھائی کے پاس آئیں اور کہا اے میرے بھائی! کیا آپ نہیں سنتے ہیں کہ اشقیا کی آوازیں قریب پہنچ گئی ہیں امام حسینؑ نے سر اٹھا کر فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابھی خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھ سے فرمایا تم عنقریب ہمارے پاس پہنچ جاؤ گے آپ کی بہن نے اپنا منہ پیٹ کر فریاد کی آپ نے اپنی بہن سے کہا خدا تم پہ رحم کرے، خاموش رہو پھر حضرت عباسؑ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا اے بھائی! لشکرِ مخالف قریب پہنچ گیا ہے پس حضرت نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر عباسؑ سے فرمایا اے بھائی! آپ گھوڑے پہ سوار ہو کر اشقیاء کے پاس جائیں اور پوچھیں کہ تم کو کیا کام ہے تم کیا چاہتے ہو اور ان سے ان کے آنے کا سبب پوچھیں حضرت عباسؑ بیس سوار لیکر جن میں زہیر بن قین

اور حبیب ابن مظاہر بھی تھے لشکر مخالف کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے ہو اور تمہارا کیا ارادہ ہے ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمیں امیر کا حکم پہنچا ہے کہ ہم آپ پر اطاعت یزید پیش کریں، ورنہ ہم آپ سے جنگ کریں حضرت عباس نے فرمایا تم جلدی نہ کرو میں امام حسینؑ کے پاس جاتا ہوں اور وہ چیز پیش خدمت کرتا ہوں جو تم نے پیش کی ہے وہ لوگ ٹھہر گئے اور کہنے لگے امام حسینؑ کے پاس جا کر اُن کو اطلاع دے دیں پھر ہمارے پاس آکر بیان کریں کہ وہ آپ سے کیا فرماتے ہیں پھر حضرت عباسؑ گھوڑا دوڑا کر امام حسینؑ کے پاس واپس آئے تاکہ آپ کو خبر سنائیں اور ان کے سب انصار ان لوگوں سے گفتگو کرنے ان کو وعظ و نصیحت کرنے اور ان کو امام حسینؑ سے جنگ کرنے سے روکنے کے لیئے ٹھہرے رہے حضرت عباس نے امام حسینؑ کی خدمت میں آکر لشکر مخالف کا پیغام عرض کیا امام حسینؑ نے فرمایا لشکر مخالف کے پاس آپ لوٹ جائیں اگر ہو سکے تو کل تک ان سے مہلت طلب کریں اور آج کی رات ان کو ہم سے دُور کر دیں تاکہ اس رات ہم پروردگار کی عبادت کریں اور تمام رات نماز و دُعا، استغفار اور تلاوت قرآن میں بسر کریں کیونکہ خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اسکی نماز، اس کی کتاب کی تلاوت، دعا اور استغفار کا کثرت سے ہمیشہ مشتاق رہا ہوں پس حضرت عباسؑ لشکر مخالف کے پاس تشریف لے گئے اور عمر بن سعد کے ایلچی کے ساتھ واپس تشریف لے آئے عمر بن سعد کے ایلچی نے کہا ہم نے آپ کو کل تک مہلت دی ہے اگر آپ نے اطاعت کر لی تو ہم آپ کو عبیداللہ ابن زیاد کے پاس لے جائیں گے اور اگر آپ نے انکار کیا تو ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے یہ عرض کر کے ایلچی واپس چلا گیا۔

حضرت امام حسینؑ نے شام کے قریب اپنے اصحاب کو جمع کیا علی بن حسینؑ زین العابدینؑ

نے فرمایا یہ دیکھ کر میں امام حسینؑ کے پاس چلا گیا کہ سُنوں وہ اپنے اصحاب سے کیا فرماتے ہیں اور ناگہانی طور پر اس وقت بیمار تھا میں نے اپنے والد کو اپنے اصحاب سے فرماتے ہوئے سُنا، میں اللہ تعالیٰ کی بہترین ثنا کرتا ہوں، اور ہر راحت و مصیبت میں اس کی حمد کرتا ہوں اے اللہ تعالیٰ میں تیری اس بات پر حمد کرتا ہوں کہ تو نے ہمیں نبوّت سے مکرم اور تو نے ہمیں قرآن کی تعلیم دی، علم دین عطا کیا، ہمیں گوشہائے شنوا اور چشم ہاے بینا اور دل ہائے با نور وضیاء عطا فرمائے پس ہمیں شکر گزاروں میں محسوب فرما۔ امابعد میں نہیں جانتا کہ کسی کے اصحاب میرے اصحاب سے زیادہ وفادار اور بہتر ہوں اور نہ کسی کے اہلبیت میرے اہلبیت سے زیادہ اطاعت گزار اور حق شناس ہیں پس خدا تمہیں میری جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آگاہ ہو بیشک میں گمان نہیں کرتا کہ لشکر مخالف کے ہاتھ سے بچ سکوں۔ کتاب الارشاد حصّہ دوم ۹۲ تا ۹۴۔

بروایت خواجہ اعثم کوفی تم نے میرے حق میں ذرا بھر کمی نہیں کی ہے میں تمہاری بہتری اور بھلائی اس بات میں سمجھتا ہوں کہ جب رات ہو جائے تو تم میں سے ہر ایک شخص میرے بھائیوں اور فرزندوں میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑ کر جس طرف چاہئے چلا جائے کیونکہ جہاں کہیں تم جاؤ گے لوگ اچھی طرح پیش آئیں گے۔ کوئی شخص تم سے تعرض نہیں کریگا تم مجھے اس مقام پر تنہا چھوڑ جاؤ کیونکہ ان لوگوں کو صرف مجھ سے دشمنی ہے وہ مجھے تنہا پاکر شہید کردیں گے اور تم سے کچھ نہ کہیں گے اور میرے مارے جانے کے بعد تم زندہ رہ جاؤ گے۔ تاریخ اعثم کوفی ۳۷۱۔

بروایت سید ابن طاؤس پھر امام حسینؑ نے اپنے عزیزوں کی طرف مخاطب ہوکر کہا تم اپنی جان بچانے کے لئے جدھر چاہو چلے جاؤ بلکہ اپنے ہمراہ اہل حرم کو بھی لے جاؤ۔ پھر اولادِ عقیل سے خصوصیت کے ساتھ مخاطب ہوکر فرمایا تمہارے باپ کا

ہماری نصرت میں شہید ہو جانا کافی ہے جاؤ میں نے تم کو اجازت دی اتنا فرمانا تھا کہ آپ کے لشکر میں سخت بے چینی پھیل گئی جوش اطاعت اور وفور محبت میں حضرت عباس کھڑے ہو گئے اور عرض کیا مولا خدا ہم کو وہ روز بد نہ دکھائے کہ ہمارے سر پہ آپ کا سایہ نہ رہے حضرت عباس کی طرح اور عزیزوں نے بھی جان نثاری کے لئے آمادگی ظاہر کی۔

ایک دوسری روایت کا مضمون یہ ہے کہ کل عزیزوں نے یک زبان ہو کر خدمت امام علیہ السّلام میں عرض کیا حضور اس وقت ہم سب کے سردار اور سرپرست ہیں آپ کے قدموں کو چھوڑ کر غلام کہاں جا سکتے ہیں مدینہ جا کر ہم کیا مُنہ دکھائیں گے اور جب اہلِ مدینہ ہم سے دریافت کریں گے کہ امام کو کہاں چھوڑ آئے ہو تو ہم کیا جواب دیں گے سرکار! اب ہم سے جانے کی بابت ارشاد نہ فرمائیں ہماری عین خواہش یہ ہے کہ حضور کے قدوم میمنت لزوم پر اپنی جانیں قربان کر دیں اب انصار میں سے اوّل مسلم بن عوسجہ دوسرے سعید بن عبداللہ حنفی تیسرے زہیر بن قین یکے بعد دیگرے کھڑے ہُوئے۔

مسلم بن عوسجہ نے عرض کیا آپ جانشین رسولؐ اور جگر گوشہ علیؑ و بتولؑ ہیں اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ حضور نرغہ اعداء میں گھر گئے ہیں رسول اللہ کی وصیتِ ثقلین کی بابت ہم کو یاد ہیں آپ کو چھوڑنا قرآن کو چھوڑنا ہے بلکہ اسلام سے مُنہ کو موڑنا ہے سرکار کے دشمنوں سے میں جان توڑ کے لڑوں گا ان کے سَروں پہ تلواریں ماروں گا اور سینوں میں نیزے ٹھونک دوں گا اور اگر ہتھیار بھی میرے پاس ٹوٹ جائیں گے تو آپ کے دشمنوں کو پتھر مار مار کے ہلاک کروں گا۔

پھر سعید بن عبداللہ حنفی کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے اے فرزندِ رسولؐ! رسول اللہ کی آخری آواز معاشر الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہلِ بیتی ماان تمسکتم

بھما لن تضلوا انھما لن یفترقا حتیٰ یردا علی الحوض ، پر عمل کرنے کا خاص وقت یہی ہے خدا کی قسم میں کربلا کے اسی چٹیل میدان میں تمسک ثقلین کی مثال قائم کرکے رہوں گا اور یہ تو ایک دفعہ ہی کا مرنا ہے اور مرنے کے بعد ابدی کرامت ہے اور اگر بعد شہادت کچھ اجر و ثواب بھی مجھے نہ ملے اور حضور کی نصرت میں مجھے قتل کرنے کے بعد پھر زندہ کیا جائے اور زندہ آگ میں جلایا جائے اور میری خاک کو ہوا میں اڑا دیا جائے اور یہی عمل میرے ساتھ ستّر مرتبہ کیا جائے تب بھی حضور کے قدموں سے جدا نہ ہوں گا۔

پھر زہیر بن قین کھڑے ہو گئے اور دست بستہ خدمت امام میں عرض کیا یا ابنِ رسولؐ اللہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ حضور اور حضور کے اہل بیت سے یہ بلا کسی طرح ٹل جائے اور میں آپ سب کا فدیہ ہو جاؤں، اور اگر میرے قتل سے حضور کی اور اہل بیت کی سلامتی ممکن ہو تو ایک مرتبہ کیا ہزار مرتبہ قتل ہونے کے لئے میں تیار ہوں اسی طرح امام حسینؑ علیہ السّلام کے باقی اصحاب نے بھی متفق اللفاظ ہو کر کہا سرکار ہم کو تو آپ کی رفاقت میں ہاتھوں سے حضور کے دشمنوں پر تلواریں مارنا اور چہروں پر زخم کھانا ہی اچھّا معلوم ہوتا ہے حضور کی نصرت میں مرجانا اَب ہمارا فرض ہے۔ مقتل لہوف ۸۔۷۔۵۶ ۔

بروایت علّامہ مجلسی حضرت امام حسینؑ نے ان کو دعا دی اور ہر ایک شخص کو اس کی جگہ بہشت میں اس کو دکھا دی جب انہوں نے حور و قصور و نعیم موخور کو دیکھا ان کا مرتبہ یقین زیادہ ہو گیا اس وجہ سے نیزہ و شمشیر و تیر ان کو معلوم بھی نہیں ہوتے تھے اور انہیں شربت شہادت پینے کی تمنّا و آرزو تھی ۔

امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ جب لشکر مخالف نے سیّد الشہدا کو گھیر لیا تو حضرت امام حسینؑ اَپنے اصحاب کو جمع کیا اور فرمایا میں نے اَپنی بیعت تمہاری گردنوں

سے اٹھائے لیتا ہوں اگر منظور ہو تو اپنے قبیلوں اور خاندانوں کی طرف چلے جاؤ یہ سُن کر منافق اور کمزور ایمان والے آدمی حضرت کو چھوڑ کر چلے گئے۔ جلاء العیون ۲-۳۸۵

بروایت خواجہ اعثم کوفی جناب امام حسینؑ نے تمام رات عبادت میں گزاری کبھی رکوع میں گریہ و زاری کرتے تھے تو کبھی سجود میں گڑگڑاتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعائیں مانگتے تھے اسی طرح آپ کے بھائی، اصحاب، اہلبیت اور دوست مصروف عبادت رہے۔ ان میں سے کوئی بھی تمام رات دم بھر کے لئے نہ سویا اور تمام مصروف عبادت رہے اور خدا تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کی دُعائیں مانگتے رہے۔ تاریخ اعثم کوفی ۳۷۳

بروایت ملا محمد باقر مجلسی بسند سید ابن طاؤس امام حسین اور آپ کے اصحاب نے شب عاشورا عبادت و دعا و تفرع و مناجات میں بسر کی آواز تلاوت و عبادت حضرت کے لشکر سے مانند صداء مگس عسل بلند تھی کوئی رکوع میں تھا تو کوئی سجود میں کوئی قیام میں تھا تو کوئی قعود میں تھا اس حضرت کی برکت عبادت و دُعا سے بتیس ۳۲ آدمی لشکر مخالف سے لشکر آنحضرت میں آ گئے۔ اور رکاب امام زماں سے وابستہ ہوئے۔ بحار الانوار جلد دہم مطبع طہران ۳۹۴ -

بروایت احمد بن یعقوب متوفی ۲۹۲ھ علیؑ بن حسینؑ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا میں اس رات جس کی صبح کو میرے والد بزرگوار شہید ہوئے، بیٹھا ہوا تھا اور میری پھوپھی جناب زینب عالیہ میری تیمار داری میں مصروف تھیں ناگہانی طور میرے والد اس خیمہ میں داخل ہوئے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے جس کا حاصل مضمون یہ ہے اے روزگار ناپائیدار تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے کسی دوست سے وفا نہ کی ہر صبح و شام تو نے کیسے کیسے دوست ہر شہر و دیار میں قتل کئے اور کسی کے بدلے میں تو راضی نہیں ہوتا ہم سب کو خداوند جلیل کی طرف واپس جانا ہے ہر ذی حیات

کو یہی راہ درپیش ہے جس پر میں جاتا ہوں ۔ تاریخ یعقوبی حصہ دوم مطبع نجف اشرف ۲۴۳۔

بروایت شیخ مفید امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں جب میں نے یہ اشعار سنے تو سمجھ گیا کہ قیامت کی گھڑی آن پہنچی اور معلوم ہوا کہ حضرت نے عزم شہادت کر لیا ہے۔ اس وجہ سے میرا حال متغیر ہو گیا اور رقت نے مجھ پر غلبہ کیا لیکن مخدرات نبوت کی گھبراہٹ کے خوف سے میں نے رونے کو ضبط کیا ۔ کتاب الارشاد جلد دوم مطبع طہران ۹۶ ۔

بروایت خواجہ اعثم کوفی آپ کی بہن زینبؑ عالیہ اور بہن ام کلثومؑ نے آواز سن کر کہا اے بھائی یہ کس کی آواز ہے جو اپنے قتل کا یقین کئے ہوئے ہے حضرت نے فرمایا ، اے بہن اگر قطا کو چھوڑ دیا جاتا تو سو جاتا ، حضرت زینبؑ نے فرمایا اے کاش میں مرجاتی اور یہ دن نہ دیکھتی میں نے نانا محمدؐ مصطفےٰ کی وفات دیکھی اپنے باپ علیؑ مرتضیٰ کا مرنا دیکھا اور اپنی پاک و پاکیزہ ماں فاطمۃ الزہراؑ کا سر سے گزر جانے کا الم سہا اپنے پیارے بھائی جناب امام حسنؑ کی شہادت کی مصیبت جھیلی اب بھائی امام حسینؑ جو دنیا میں باقی رہ گئے ہیں مجھے ایسی خبر سناتے ہیں اور اپنے انتقال کی خبر دیتے ہیں ہائے میں تو مرگئی مصیبتوں اور بلاؤں میں مبتلا ہونے کے حال پر ، اور اسی قسم کے کلمات فرماتی اور روتی تھیں۔ تمام اہلبیت آپ کے ساتھ مل کر رونے لگے ام کلثوم کا بیان تھا وا محمداؐ وا علیاؑ امام حسینؑ انہیں تسلی دیتے اور کہتے تھے اے بہن صبر کرو اور مرضی الٰہی پر راضی رہو کیونکہ خدائے تعالیٰ نے زمین سے لیکر آسمان تک کسی شے کو ہمیشہ کی زندگی عنایت نہیں کی نہ کسی کو عطا کرے گا۔ سب فنا ہو جائیں گی صرف ایک ذات پاک خدا کے تمام مخلوق ہلاک ہونے والی ہے ۔ سب کو اس نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے۔ اور سب کو اپنی مرضی اور ارادہ کے مطابق نیست و نابود کریگا ۔ میرے نانؐا ، ماںؑ ، باپؑ ،

اور بھائی مجھ سے بہتر اور زیادہ عزیز تھے اسی طرح وہ بھی جام فنا پی کر زیر خاک ہیں۔ تمام دنیا والوں کو حضرت محمد مصطفیٰ کی وفات کا خیال اپنی موت پہ صبر دلاتا ہے پھر ارشاد فرمایا اے بہنو اے ام کلثومؑ اے زینب عالیہؑ جب مجھے اشقیا شہید کر ڈالیں تو ہرگز کپڑے نہ پھاڑنا منہ نہ نوچنا اور نامناسب کلمے زبان سے نہ نکالنا جن سے خدا راضی نہ ہو۔ تاریخ اعثم کوفی مطبع طہران ۷ - ۳۶۶ -

بروایت ملا حسین واعظ جب صبح کے آثار نمودار ہوئے تو امام حسینؑ نے نماز کے لیئے اذان کہی آنحضرت کے اصحاب جمع ہوئے اور تیمم کر کے نماز ادا کی اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ روضۃ الشہدا ۲۶۲۰ -

بروایت علامہ مجلسی بعد فراغ نماز اصحاب سعادت انتساب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ آج تم سب بغیر علیؑ بن حسینؑ شہید ہو جاؤ گے۔ لازم ہے پس خدا سے ڈرو اور صبر کرو تا آنکہ سعادت شہادت پہ فائز ہو اور دنیائے فانی کی ذلت اور تکلیف سے نجات پاؤ۔ جلاء العیون ۳۸۸ -

بروایت علامہ طبری امام حسینؑ نے بعد نماز صبح صف ہائے جنگ کو مرتب کیا زہیر بن قین کو میمنہ لشکر اور حبیب ابن مظاہر کو میسرۂ لشکر سعادت اثر پہ مقرر فرمایا اور علم ہدایت اپنے برادر عباسؑ نامور کو عطا کیا خیموں کو پشت پہ رکھا اور خیموں کے پیچھے آپ نے حکم دیا کہ لکڑیاں اور بانس جمع کر کے اس میں آگ لگا دی جائے خوف یہ تھا کہ دشمن پیچھے سے حملہ نہ کریں امام حسینؑ کے خیموں کے پیچھے زمین پست تھی جیسے ایک پتلی سی نہر کھدی ہوئی ہوتی ہے اسی کو شب کے وقت سب نے کھود کر خندق سا بنا لیا تھا۔ اس میں لکڑیاں اور بانس ڈال دیئے تھے کہ جب صبح کو دشمن ہم پہ حملہ کریں گے تو اس میں آگ لگا دیں گے "تاکہ دشمن ہم سے ایک ہی رخ سے لڑیں اور پیچھے سے ہم پہ حملہ نہ کر سکیں۔ تاریخ طبری ۲۶۷ -

بروایت ابومخنف جب دونوں طرف کے لشکر میدان میں صف آرا ہوئے۔ تو حضرت امام حسینؑ نے انس بن کاہل بروایت ابن شہر آشوب واعثم کوفی بریر بن خضیر ہمدانی کو بلا کر حکم دیا کہ وہ اس گروہ کے سامنے جاکر انہیں خدا اور رسولؐ یاد دلائے شاید وہ ہمارے قتل سے باز آجائیں وہ خوب سمجھ لے کہ وہ لوگ باز نہیں آئیں گے لیکن میرے پاس ان کے برخلاف روز قیامت ایک دلیل تو رہ جائیگی حضرت کا قاصد روانہ ہوکر عمر بن سعد کے پاس پہنچا اور اسے سلام نہ کیا، عمر سعد نے اس سے پوچھا کس قصور نے تجھے مجھ کو سلام کرنے سے باز رکھا کیا میں مسلمان نہیں ہوں خدا کی قسم جس وقت سے خدا اور رسولؐ کو پہچانتا ہے دم بھر کے لئے بھی کافر نہیں ہوا۔ حضرت کے قاصد نے جواب دیا واہ جو تو خدا اور رسول کو پہچانتا ہے اور نیت یہ ہے کہ اولادِ رسولؐ ان کے اہلبیت اور مددگاروں کو شہید کرنے کی نیت رکھتا ہے۔ ابن سعد نے شرم سے گردن جھکالی اور کہا خدا کی قسم ہے میں جانتا ہوں کہ ان کا قاتل یقیناً آگ میں جائیگا۔ لیکن عبیداللہ ابن زیاد کا حکم ضرور پورا کرکے رہوں گا۔ قاصد واپس چلا گیا اور عمر سعد کی گفتگو امام حسینؑ کو سُنادی۔ مقتل ابی مخنف: ۶۱

بروایت سیّد ابن طاؤس اس پر خود فرزند رسولؐ اتمام حجّت کے لئے برآمد ہوئے اور گھوڑے سے اُتر کر ناقہ پر سوار ہوئے باجوں کے شور سے میدانِ کربلا گونج رہا تھا کان پڑی آواز سُنائی نہ دیتی تھی آپ نے حکم دیکر شوروغل اعجاز سے بند کر دیا جب خاموشی چھاگئی تو بعد حمد وثنا الٰہی کے ارشاد فرمایا اے جماعت اشرار تم پر خدا کی مار ہو تم نے عرب کی حمیت کو بھی کھو دیا ہے مہمان بلا کر ہم پر تلواریں کھینچ لیں اور ناحق مارنے پر تل گئے ہو جس کی محبّت میں تم ہم کو قتل کرتے ہو وہ وہی تو ہے جس کو تم نے اپنے خطوط میں دشمن لکھا تھا اب تم اس کی مدد کرکے ہماری تباہی کا باعث ہوئے ہو خدا کرے تمہاری کوئی امیّد اُن کے ذریعے سے پُوری نہ ہو آگاہ ہوجاؤ بہت

پچھتاؤ گے تم نے ہم سے بیوفائی کی حالانکہ تم صاحب اختیار تھے اور تمہارے ہاتھ میں تلوار تھی دل تمہارا مطمئن تھا اور حق و باطل تم پر خوب روشن تھا لیکن تم نے ناحق ہماری مخالفت کر کے اسلام کو بدنما کر دیا اور مسلمانوں کو برباد کیا اے بنی اُمیّہ کے غلامو! نفاق کے تیلو! قرآن سے پھرنے والو! احکام کے بدلنے والو! اور سنتوں کے مٹانے والو! شیطان کی پیروی کرنے والو! کیا اب بھی تم دشمنانِ دین کی حمایت اور حامیان دین کی مخالفت کئے جاؤ گے؟ ضرور تم ایسا ہی کرو گے بدعہدی اور کجروی تو تمہاری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ شجر ملعونہ کی جڑیں اور شاخیں تو بنی اُمیّہ ہیں لیکن تم اس پیڑ کے پھل ہو دیکھنے میں خوشنما مگر ذائقہ میں نہایت تلخ۔ میں تم کو بتائے دیتا ہوں کہ تم کو ایک مجہول النسب نے ذلّت و خواری کی دلدل میں پھنسا دیا ہے۔ اور ہم تو ہر قسم کی ذلّت سے محفوظ ہیں کیونکہ ہم خدا کے خاص بندے ہیں اس کے رسولؐ کی آل ہیں اور ایمان لانے والوں کی نسل سے ہیں ہم نے پاکیزہ گودوں میں پرورش پائی ہے طاہر آغوش میں رہے ہیں ہم غیرت دار ہیں ہمارے نفوس کبھی شریفوں کی کساد بازاری کے لئے رذیلوں کی اطاعت قبول نہیں کر سکتے یاد رکھو میں ضرور اپنی چھوٹی سی جماعت لیکر اس بیشمار فوج میں گھس جاؤں گا اگرچہ تم سب نے میری رفاقت ترک کر دی ہے اتنا کہہ کر آپ نے فروہ بن مسیک کے ابیات پڑھے ۱۱ اس جنگ میں اگر ہم فتحیاب ہوئے تو کیا تعجب ہے فتح تو ہماری موروثی ہے اور اگر ہم کو شکست ہو بھی گئی تو اس میں بھی ہمیشہ کے لیے ہماری فتحمندی کی صورت ہے ہم بزدل نہیں ہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ہم کو شہادت نصیب ہونے والی ہے اور دوسروں کو چند روزہ حکومت ملنے والی ہے۔ موت کسی پر بس نہیں کرتی بلکہ ایک کے بعد اسی طرح دوسرے کی گھات میں لگی رہتی ہے۔ ہم کیا! اس موت نے ہمارے بہت سے سرِ قدروں کو پیوند خاک کر دیا سب جانتے

ہیں کہ اسکی روش ہر ایک کے ساتھ یہی رہی ہے اگر کسی بادشاہ کو دنیا میں ہمیشہ رہ جانا نصیب ہوتا تو وہ ہم ہی ہوتے اور موت اگر کسی شریف کو باقی چھوڑتی تو بس ہم ہی اس لائق تھے مگر وہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گی۔ دشمن جو ہم پر ہنس رہے ہیں اُن سے کہہ دو کہ تم ابھی تو اپنا دل ٹھنڈا کرلو لیکن سمجھ لو کہ ایک دن تم کو بھی یہی راہ چلنی ہے۔

پھر فرمایا آگاہ ہو جاؤ تم میری شہادت کے بعد اس دنیا میں بس اتنی دیر باقی رہو گے جیسے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار۔ پھر تو آسمان و زمین کے دونوں پاٹ چکّی کی طرح تم کو پیس ڈالیں گے اور کیلی کا چکر تم کو ہلا ڈالے گا یہ سب کچھ میرے نانا بزرگوار سے روایت کرتے ہوئے میرے والد گرامی نے مجھ سے بیان کیا ہے اب تم اپنے معاملہ کو درست کرلو اور شریکوں کو جمع کرلو تاکہ اس کے بعد تمہارا معاملہ تم پر دشوار نہ ہو جائے۔ اور تم کو بعد میں اپنی کوتاہی پر کف افسوس نہ ملنا پڑے اب میرے بارے میں جو کچھ طے کرنا ہو کرلو کیونکہ اس کے بعد پھر تمہیں مہلت نہ ملے گی میں نے تو خدا پہ توکل کرلیا جو میرا بھی پالنے والا ہے اور تمہارا بھی پالنے والا ہے کوئی جاندار ایسا نہ رہے گا جسے خدا تعالیٰ اپنی طرف نہ بلائے۔ بے شک میرا رب جو کچھ کرتا ہے عین انصاف ہوتا ہے بار آلہا! ان سے آسمان کی بارش روک لے یوسفؑ کے زمانے کی قحط سالی ان پر بھیج دے اور ان پر قبیلہ بنی ثقیف کے لڑکے کو مسلط کر دے جو انہیں انتقام کے تلخ جام سے سیراب کرلے۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں جھٹلایا اور ساتھ چھوڑ دیا اور تو ہی ہمارا سُننے والا ہے اور ہمارا پالنے والا ہے تجھ پر ہی ہم نے بھروسہ کیا ہے تجھ ہی سے ہم نے لو لگائی ہے اور تیری ہی طرف ہماری باز گشت ہے۔ مقتل لہوف ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ -

بروایت علّامہ طبری امام حسینؑ نے حمد و ثنائے الٰہی کی اور اس کی شان کے لائق اس کا ذکر کیا اور بیان میں اس کے ذکر کی گنجائش نہیں راوی کہتا ہے میں نے کسی کی

ایسی فصیح و بلیغ تقریر نہ اس سے پہلے کبھی سُنی نہ اس کے بعد کبھی سُنی اس کے بعد آپ نے فرمایا میرے خاندان کا خیال کرو کہ میں کون ہوں پھر اپنے اپنے دل سے پوچھو اور غور کرو کہ میرا قتل کرنا اور میری ہتک وحرمت کرنا کیا تم لوگوں کے لئے حلال ہے کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں کیا میں ان کے وصی و ابن عم کا فرزند نہیں ہوں۔ جو کہ خدا پر سب سے پہلے ایمان لائے اور خدا کے پاس سے اس کا رسول جو احکام لیکر آیا انہوں نے اس کی تصدیق کی کیا سیّد شہدا حمزہ میرے والد کے چچا نہیں ہیں کیا جعفر طیار شہید ذوالجناحین میرے چچا نہیں ہیں کیا تم میں سے کسی نے یہ نہیں سُنا کہ رسولؐ اللہ نے میرے اور میرے بھائی کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں جوانان اہل بہشت کے سردار ہیں جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں یہ حق بات ہے اگر تم میری تصدیق کروگے تو سُن لو واللہ جب سے مجھے اس بات کا علم ہوا کہ جھوٹ بولنے والے سے خدا بیزار رہوتا ہے اور جھوٹ بنانے والے کو اس کے جھوٹ سے ضرر پہنچاتا ہے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اگر تم مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو تو سُنو تم میں سے ایسے لوگ موجود ہیں کہ تم ان سے پوچھو تو وہ بیان کریں گے۔ جابر بن عبداللہ انصاری یا ابوسعید خدری یا سہل بن سعد ساعدی یا زید بن ارقم یا انس بن مالک سے پوچھ کر دیکھو یہ لوگ تم سے بیان کریں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کی نسبت رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی فرماتے ہوئے سُنا ہے کیا یہ امر بھی میرا خون بہانے میں تم کو مانع نہیں ہے۔ شمر نے کہا کہ یہ خدا کی عبادت ایک ہی رُخ سے کرتے ہیں خدا جانے کیا کہہ رہے ہیں حبیب ابن مظاہر نے جواب دیا واللہ میں سمجھتا ہوں کہ تو خدا کی عبادت ستر رُخ سے کرتا ہے بے شک تو سچ کہتا ہے تیری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں خدا نے تیرے دل پر مہر لگا دی ہے پھر تم نے ان لوگوں سے فرمایا تمہیں اس بات میں اگر شک ہے تو کیا اس امر میں بھی شک ہے کہ

میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں واللہ اس وقت مشرق سے مغرب تک میرے سوا کوئی شخص تم میں سے ہو یا تمہارے سوا ہو کسی نبی کا نواسہ نہیں ہے۔ اور میں تو خاص کر تمہارے نبی کا نواسہ ہوں یہ تو بتاؤ کیا تم اس لئے میرے درپے ہو کہ میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے یا تمہارے کسی مال کو تلف کیا ہے یا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے اس کا قصاص مجھ سے چاہتے ہو۔

اب کوئی آپ کی بات کا جواب نہیں دیتا تھا آپ نے پکار کر کہا اے شبث بن ربعی اے حجار بن الجبرا اے قیس بن اشعث اے یزید بن حارث تم لوگوں نے مجھے یہ نہیں لکھا تھا کہ میوے پک گئے ہیں باغ سرسبز ہو رہے ہیں تالاب چھلک رہے ہیں آپکی نصرت کے لیئے لشکر یہاں آراستہ ہیں تشریف لے آئیں۔

ان لوگوں نے جواب دیا ہم نے نہیں لکھا تھا۔ آپ نے فرمایا نہیں واللہ تم نے لکھا تھا۔ لوگو! میرا آنا تمہیں ناگوار ہوا ہو تو دنیا میں کسی گوشۂ امن کی طرف مجھے چلا جانے دو قیس بن اشعث نے کہا آپ اپنے قرابت داروں کے کہنے پر کیوں نہیں سر جھکا دیتے یہ سب آپ سے اسی طرح پیش آئیں گے جیسا آپ چاہتے ہیں ان کی طرف سے کوئی امر آپ کے ناگوار خاطر ہرگز ظہور میں نہ آئیگا آپ نے جواب دیا آخر تو محمد بن اشعث کا بھائی ہے اب تو یہ چاہتا ہے کہ مسلم بن عقیل کے خون سے بڑھ کر بنی ہاشم کو تجھ سے مطالبہ ہو واللہ میں ذلت کے ساتھ ان لوگوں کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینے والا نہ غلاموں کی طرح اطاعت کا اقرار کرنے والا ہوں اس کے بعد فرمایا اے بندگان خدا میں اپنے اور تمہارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تم مجھے سنگسار کردو میں اپنے اور تمہارے پروردگار سے پناہ مانگتا ہوں ہر ایسے ظالم سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔

حُر بن یزید الرّیاحی کی شہادت

جب عمر ابن سعد حملہ کرنے کے لئے بڑھنے لگا تو حر نے پوچھا خدا تیرا بھلا کرے کیا تو ان سے لڑے گا۔ ابن سعد نے کہا ہاں واللہ لڑنا بھی ایسا لڑنا جس میں کم سے کم یہ ہوگا کہ سر اڑیں گے اور ہاتھ قلم ہوں گے حُر نے کہا کیا ان کی باتوں میں سے کسی بات کو تم لوگ نہ مانو گے۔ ابن سعد نے کہا واللہ اگر میرا اختیار ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا لیکن تیرا امیر اسے نہیں مانتا یہ سُن کر حُر ایک طرف جا کر ٹھہرے اور اپنی برادری کے ایک شخص قرہ بن قیس سے کہنے لگے قرہ تم اپنے گھوڑے کو آج پانی پلا چکے ہو کہا نہیں پلایا ہے پھر حُر نے کہا اسے پانی پلانے نہیں چلتے ہو، قرہ کو یہ گمان ہوا کہ کنارہ کشی کرنا چاہتا ہے یہ جنگ میں شریک نہ ہوگا اور چاہتا ہے کہ میں اس بات سے بے خبر رہوں مجھ سے اِسے ڈر ہے کہ میں اس راز کو فاش نہ کر دوں اس خیال سے قرۃ نے کہا ہاں ابھی تک گھوڑے کو میں نے پانی نہیں پلایا اب جا کر پلاتا ہوں یہ کہہ کر قرہ وہاں سے سرک گیا کہتا تھا اگر حر نے مجھے اپنے ارادے سے مطلع کیا ہوتا تو واللہ میں بھی اس کے ساتھ حسینؑ کے پاس چلا جاتا۔ اب حر نے امام حسینؑ کی طرف بڑھنا شروع کیا مہاجر بن اوس اسی کی برادری کا ایک شخص حُر کا یہ خیال دیکھ کر کہنے لگا اے ابن یزید تمہارا کیا ارادہ ہے کیا تم حملہ کرنا چاہتے ہو حر یہ سن کر چُپ رہا اور اسکے ہاتھ پاؤں میں تھرتھراہٹ سی پیدا ہوگئی، اس پر ابن اوس نے کہا تمہارا یہ حال دیکھ کر واللہ مجھے شبہ ہوتا ہے میں نے کسی مقام پر تمہاری یہ حالت نہیں دیکھی جو اس وقت دیکھ رہا ہوں مجھ سے کوئی پوچھے کہ اہلِ کوفہ میں سب سے بڑھ کر جری کون ہے تو تمہارا ہی نام لوں گا پھر یہ

کیا حالت تمہاری دیکھ رہا ہوں حُر نے جواب دیا واللہ اپنے دل سے پوچھ رہا ہوں
کہ دوزخ میں جانا چاہتا ہوں یا بہشت میں اور خدا کی قسم ہے اگر میرے ٹکڑے اُڑا
دئے جائیں اور میں زندہ جلا دیا جاؤں جب بھی میں کسی شے کے لئے بہشت کو
نہیں چھوڑوں گا یہ کہہ کر حر نے گھوڑے کو تازیانہ مارا اور حسینؑ کے پاس جا پہنچا۔
عرض کی یا بن رسولؐ اللہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں میں وہی شخص ہوں جس نے
آپ کو واپس نہ جانے دیا جو راستہ بھر آپ کے ساتھ ساتھ پھرتا رہا جس نے آپ کو
اسی جگہ ٹھہرنے پر مجبور کیا قسم ہے خداوند وحدہٗ لاشریک کی میں ہرگز یہ نہ سمجھتا تھا
کہ جتنی باتیں آپ ان لوگوں کے سامنے پیش کریں گے یہ ان میں سے کسی امر کو نہ مانیں
گے اور یہاں تک نوبت پہنچ جائیگی میں دل میں یہ سوچے ہوئے تھا کہ بعض باتوں
میں ان لوگوں کی اطاعت کروں تو کیا مضائقہ ہے یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے انکی
اطاعت سے انحراف کیا ہوگا یہی کہ حسینؑ جن باتوں کو پیش کرتے ہیں یہ ان باتوں
کو مان لیں گے واللہ اگر میں جانتا کہ آپکی کوئی بات یہ لوگ قبول نہ کریں گے تو میں اس
امر کا مرتکب نہ ہوتا مجھ سے جو قصور ہو گیا ہے میں خدا کے سامنے اس کی توبہ کرنے
کو اور اپنی جان آپ کی نصرت میں فدا کرنے کو آیا ہوں میں آپ کے سامنے ہی مرنے
کا ارادہ رکھتا ہوں یہ فرمائیے کہ اس طرح کی توبہ قبول ہو گی امام حسینؑ نے فرمایا،
خدا تیری توبہ قبول کرے گا اور تجھے بخش دے گا۔ فرمایا تیرا نام کیا ہے عرض کیا حُر
(آزاد) فرمایا تو آزاد ہے تیری ماں نے جس طرح تیرا نام آزاد رکھا ہے انشاءاللہ
دُنیا و آخرت میں تو آزاد ہے ۔ اب گھوڑے سے اُتر حُر نے عرض کیا میرا گھوڑے
پر رہنا اترنے سے بہتر ہے ایک ساعت ان لوگوں سے قتال کروں گا جب میرا وقت
آخیر ہوگا تو گھوڑے سے اتروں گا آپ نے فرمایا جو تمہارا دل چاہے وہی کرو خدا
تم پر رحم کرے حُر یہ سُن کر اپنے اصحاب کی طرف بڑھا اور کہا لوگو! حسینؑ نے تم کو جو

باتیں پیش کی ہیں ان میں سے کسی بات کو تم نہیں مانتے کہ خدا تم کو ان کے ساتھ جنگ و جدال میں مبتلا ہونے سے بچالے انہوں نے کہا ہمارا امیر عمر بن سعد موجود ہے اس سے گفتگو کرو حرؔ نے یہ سُن کر وہی گفتگو ابن سعد سے پھر کی پہلے جو گفتگو اس سے کر چکا تھا اور جو گفتگو اپنے اصحاب سے اس نے کی تھی ابن سعد نے جواب دیا میری خواہش یہی تھی اگر ہو سکتا تو میں یہی کرتا اب حرؔ نے اہلِ کوفہ کی طرف خطاب کرکے کہا کہ خدا تم کو ہلاک اور تباہ کرے کہ تم نے انہیں بُلایا اور جب وہ تشریف لے آئے تو انہیں دشمن کے حوالے کر دیا تم کہتے تھے کہ ان پر ہم اپنی جان کو نثار کریں گے اور اب انہیں پر ان کے قتل کرنے کے لئے حملہ کر رہے ہو، ان کو تم نے چار جانب سے گھیر لیا ان کو خدا کی بنائی ہوئی وسیع و عریض زمین میں کسی طرف نہ نکل جانے دیا کہ وہ اور ان کے اہلبیت امن سے رہتے اب وہ ایک قیدی کی طرح تمہارے ہاتھ میں آ گئے ہیں، تم نے ان کو، ان کے اہلحرم کو ، ان کے بچوں اور ان کے رفیقوں کو بہتے ہوئے آبِ فرات سے روکا جسے یہودی و مجوس اور نصرانی پیا کرتے ہیں اب پیاس کی شدت نے ان سب لوگوں کو جان بلب کر رکھا ہے محمدؐ کی ذریت سے ان کے بعد تم نے کیا بُرا سلوک کیا اگر آج کے دن اسی وقت تم اپنے ارادے سے باز نہ آئے اور تم نے توبہ نہ کی تو خدا تمہیں تشنگی محشر میں سیراب نہ کرے گا یہ سُن کر پیادوں کی فوج نے حرؔ پر تیر برسانے شروع کئے حرؔ وہاں سے پلٹے اور حضرت کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے ۔ تاریخ طبری ۲۶۹/۲۷۵

ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۶۷ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ نے حرؔ کو جہاد کرنے کی اجازت دے دی حرؔ ایک بہادر اور دانا مرد تھا وہ میدان جنگ میں ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا، اور عبیداللہ ابن زیاد کا سپہ سالار تھا عربی النسل گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان میں آیا ۔

علّامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۴۰۵ پر لکھا ہے کہ حُر نے آکر یہ رجز پڑھا :-

انا الحر وما وی الفیف　　اضرب اعناقکم بالسیف
عن خیر من حل بلاد الخیف　　اضربکم ولا اریٰ من حیف

ترجمہ :- میں حر ہوں مہمانوں کا ملجا و ماویٰ میں تمہاری گردنیں تلوار سے اڑا دوں گا۔ میں لڑوں گا اُس بہترین انسان کی طرف سے جو بلاد ظلم میں آیا ہے میں قتل کرنے میں ذرا افسوس نہ کروں گا۔

بروایت ملا حسینؒ جب عمر بن سعد نے حُر کو میدان میں دیکھا تو اس پر لرزہ طاری ہو گیا اور اس کا دل غصے سے بھر آیا اور مشہور بن عرب میں سے ایک شخص صفوان بن حنظلہ کو بلا کر کہا کہ حر کے پاس جاؤ اور اسے نصیحت اور نرمی سے سمجھا کر ہمارے پاس واپس لے آؤ اور اگر وہ تمہاری بات قبول نہ کرے تو اس کا سر تیز دھار تلوار کے ساتھ تن سے جُدا کر دو صفوان مصمم ارادے سے اور بڑی شان وشوکت کے ساتھ حُر کے سامنے آیا اور کہا اے حُر تم ایک دانا، بہادر اور تجربہ کار مرد میدان ہو کیا یہ مناسب ہے کہ تم یزید سے پھر کر امام حسینؑ کے پاس چلے جاؤ۔ حُر نے کہا اے صفوان ! یہ بات تیری عقلمندی اور جوانمردی سے بعید تر ہے کہ تو یزید کو نہ جانے کیونکہ وہ ایک ناپاک اور بدکار شخص ہے اور امام حسینؑ پاک ہیں اور پاک زادہ ہیں جس کی والدہ کا نکاح بہشت میں ہوا تھا جبرئیلؑ امام حسینؑ کے گہوارہ کو ہلاتا تھا جناب پیغمبر خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو اپنے باغ کا ریحان کہا کرتے تھے۔ صفوان نے کہا میں یہ سب کچھ جانتا ہوں اور اس سے زیادہ بھی جانتا ہوں لیکن مال و دولت اور جاہ و جلال یزید کے پاس ہے اور ہم سپاہی مرد ہیں ہمیں ہتھیار اور مرتبہ و منصب چاہیئے۔ پرہیزگاری،

پاکیزگی، علمیت اور فضیلت کس کام آئیں گی حُر نے کہا اے ذلیل تو حق کو جانتے ہوئے بھی چھپاتا ہے، صفوان غضبناک ہوا اور حر کو نیزہ مارا اور حر نے اس کے نیزے پر اپنا نیزہ اس جوانمردی سے مارا کہ صفوان کا نیزہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور اس جوش میں نیزہ کی نوک اس کے سینے میں اس طرح ماری کہ ایک گز نیزہ اس کی پیٹھ سے باہر نکل آیا پھر صفوان کو اسی نیزے کے ساتھ زین کے اوپر سے اُٹھایا اور اپنے قریب لایا چنانچہ دونوں لشکروں نے دیکھا پھر اسے زمین پر اس طرح مارا کہ اس کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوگئیں دونوں لشکروں سے شور بلند ہوا لیکن صفوان کے تین بھائی تھے جو اپنے بھائی کے قتل کی وجہ سے برافروختہ تھے اس لیے حُر پر بیک وقت حملہ آور ہوئے اور حُر نے زور سے نعرہ لگایا اور اللہ کی عظمت اور قدرت کو یاد کرتے ہوئے حملہ کر دیا ایک کو اس کے چرمی کمربند سے پکڑ کر اور زین سے اُٹھا کر اس طرح اسے زمین پر مارا کہ اس کی گردن چور چور ہو کر ٹوٹ گئی اور دُوسرے کے سر پر تلوار اس زور سے ماری کہ اس کے سینے تک کو چیر لیا تیسرے نے بھاگنا چاہا حر نے پیچھے سے اس پر حملہ کر دیا اور نیزہ اس کی پیٹھ پر اس طرح مارا کہ نیزے کی نوک اس کے سینے سے باہر نکل آئی پھر حُر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے فرزند رسول ! کیا آپ مجھے معاف کر کے مجھ سے راضی ہوئے ہیں امام حسینؑ نے جواب دیا۔ ہاں میں تم سے راضی ہوا ہوں اور تم آزاد ہو یعنی فردائے قیامت تم دوزخ کی آگ سے آزاد ہوگئے، حر یہ خوشخبری سُن کر نہایت مسرت اور انبساط سے میدان کی طرف روانہ ہوا اور جنگ کرنے میں مشغول ہوگیا جس طرف حملہ کرتا تھا لاشوں کے انبار لگا دیتا تھا اسی اثنا میں حُر پیادہ ہو کر دوڑا۔ گھوڑا اس کے پیچھے چلتا رہا اور حر پیدل جنگ کرنے میں مشغول ہوگیا جب عمرو بن سعد کے لشکر نے اس قسم کی لڑائی دیکھی تو پیادہ اور سوار بھاگنے لگے لیکن جب امام حسینؑ نے حر کو پیادہ جنگ کرتے ہوئے دیکھا تو ایک عربی النسل گھوڑا مع جنگی ہتھیار

حر کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس پر سوار ہو، اور جب گھوڑا حر کے پاس لایا گیا تو اس نے اس کی رکاب کو بوسہ دیا اور سوار ہو کر اسے میدان جنگ میں دوڑایا جب ایک دستے کو جو اس کے چاروں طرف پروین کی طرح جمع ہو گیا تھا بنات النعش کی طرح منتشر کر دیا تو چاہا کہ واپس جا کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو ہاتف نے آواز دی کہ اے حر واپس نہ جا کہ حوریں تیری آمد کی منتظر ہیں پھر حر نے امام حسینؑ کی طرف مُنہ کر کے عرض کیا اے فرزند رسول خدا! میں آپ کے ناناؐ کے پاس جا رہا ہوں آپ کا کوئی پیغام ہے امام حسینؑ نے رو کر کہا اے حر اللہ تعالیٰ تم کو خوش رکھے ہم بھی تیرے پیچھے آنے والے ہیں امام حسینؑ کے اصحابؑ نے نعرہ لگایا حر نے دشمن کے لشکر پر حملہ کر دیا اور جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا نیزہ ٹوٹ گیا پھر تیز دھار تلوار نکالی اور جس کمینے کے سر پہ مارتا تھا تو تلوار اس کے سینے تک کو چیر دیتی تھی۔ اور جس کسی کی کمر میں مارتا تھا تو اس کی کمر کو جدا کر دیتا تھا کبھی فوج کے دائیں ہاتھ پر رہ کر لڑنے والے دستے پر حملہ کرتا تھا تو ان کی جمعیت کو منتشر کر دیتا تھا اس طریقے سے حر جنگ کرتا ہوا عمر بن سعد کے جھنڈا اٹھانے والے کے پاس پہنچ گیا اور چاہا کہ اسے مع جھنڈا دو ٹکڑے کر دے کہ شمر نے اپنے لشکر میں اعلان کر دیا کہ اس کو چاروں طرف سے گھیر لو بیک وقت لشکر نے اسے گھیر لیا اور چاروں طرف سے اس پر وار کرنے شروع کئے حر اس گروہ کے درمیان جوش اور مردانگی کے ساتھ جنگ کرنے کی کوشش کرتا رہا تھا اچانک قسور بن کنانہ نے حر کے سینے پر نیزہ مارا جو اس کے سینے میں پیوست ہو گیا حر میدانِ جنگ میں پر جوش طریقے سے جنگ میں مشغول تھا جب زخمی ہوا تو دیکھا کہ قسور نے اس کو نیزہ مارا ہے حر نے قسور کے سر پر تلوار ماری جس نے اس کے سینے کو چیر دیا قسور گھوڑے سے الٹا گرا اور حر بھی اپنے گھوڑے سے گرا اور آواز دی اے فرزندِ رسولؐ میری خبر لیجئے امام حسینؑ نے گھوڑا دوڑایا اور حر کو دشمنوں کی صفوں سے نکال کر اپنے لشکر میں لے آئے پھر امام حسینؑ گھوڑے سے اتر کر بیٹھ گئے اور

حر کے سر کو اپنی گود میں رکھ کر حر کے چہرے سے گرد و غبار کو اپنی آستین سے صاف کر رہے تھے حر کے ابھی آخری سانس باقی تھے کہ آنکھ کھولی اور اپنے سر کو حضرت کی گود میں دیکھ کر مسکرایا اور کہا اے فرزند رسولؐ! آپ مجھ سے راضی ہوئے ہیں امام حسینؑ نے فرمایا میں تم سے راضی ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی تم سے راضی ہو حر نے اس خوشخبری سے مسرور اور خوش ہو کر اپنی جان کی دولت قربان کر دی۔ امام حسینؑ حرُ کے لئے روئے اور آنحضرت کے اصحاب نے بھی اس پر گریہ وزاری کی۔ روضۃ الشہداء - ۲۶۹/۲۶۷

ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۳۹۴ پر لکھا ہے کہ ایوب بن سرح نے حر کو شہید کیا۔ ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۶۸ پر حر کے قاتل ملعون کا نام قسور بن کنانہ نقل کیا ہے علامہ طبری نے تاریخ طبری صفحہ ۲۸۲ پر حر کے قاتل کا نام ایوب بن مشرح لکھا ہے علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ صفحہ ۲۶۲ پر ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار صفحہ ۱۴ پر آقای ابو القاسم اصفہانی نے نفائس الاخبار صفحہ ۱۲۰ پر اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصہ دوم صفحہ ۱۰۸ پر لکھا ہے کہ دو آدمی حر کے شہید کرنے میں شریک تھے ایک ایوب بن مسرح تھا اور دوسرا آدمی سواران اہل کوفہ میں سے تھا علامہ قزوینی نے ریاض القدس صفحہ ۱۷۳ پر لکھا ہے کہ ایوب بن مسرح اور قسورہ بن کنانہ نے مل کر حر بن یزید ریاحی کو شہید کیا مگر رئیس المورخین علامہ ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون صفحہ ۱۲۳ پر لکھا ہے کہ عمر بن سعد نے لشکر پیادوں نے چاروں طرف سے گھیر کر حر بن یزید کو شہید کیا العلم عند اللہ ۔

مصعبؑ برادر حُر بن یزیدُ ریاحی کی آمد اور شہادت

بروایت ملا حسین، جب حر کے بھائی مصعب نے دیکھا کہ حر نے آخرت کو دنیا پر اختیار کیا ہے اور دوستی کا ہاتھ اہلبیت کے دامن میں دے دیا ہے تو گھوڑے کو متحرک کیا اور

امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا عمر بن سعد کے لشکر نے یہ گمان کیا کہ اپنے بھائی سے جنگ کرنے کے لئے جا رہا ہے جب میدان میں پہنچا تو مصعب نے کہا اے بھائی میرے لئے خضر راہ بنے مجھے تکبر کی تاریکی سے نکال کر معرفت کے آب حیات کے چشمے تک پہنچا دیا اور میں بھی آپ سے موافقت کرتے ہوئے اشقیاء سے بیزار ہو گیا ہوں فردائے قیامت ہم ایک دوسرے کے گواہ ہوں گے اور مل کر شفاعت حسینؑ سے بہرہ ور ہوں گے پھر حر نے اپنے بھائی کو حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں لا کر موقف کی صورتحال کو پیش کیا اور امام حسینؑ اس سے بغل گیر ہوئے اور اسے سرافراز کیا لیکن جب حر کے بھائی مصعب نے دیکھا کہ اس کا بھائی شہادت کے پروں کے ساتھ باغ قدس یعنی بہشت کی طرف پرواز کر گیا ہے تو مستحکم الرائے امام کی اجازت سے میدان کا رخ کیا اور دشمنوں میں گھر گیا مردانہ وار جنگ کرتے اور بے شرم اور مفسد دشمنوں کو قتل کرنے کے بعد شربت شہادت نوش کیا۔ روضۃ الشہدا۔ ۲۶۶۔

علی بن حر بن یزید ریاحی کی شہادت

بروایت ملا حسینؒ مورخین نے بیان کیا ہے کہ حر کا فرزند لشکر کوفہ میں موجود تھا جس کا نام علی تھا جب اس نے اپنے والد اور چچا کو دیکھا کہ وہ شہید ہو گئے ہیں تو بیتاب ہو کر اپنے غلام سے کہا آئیے کہ گھوڑوں کو پانی پلائیں پس دونوں سوار ہوئے اور عمر بن سعد کی فوج سے نکل کر امام حسین کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب علی بن حر امام حسینؑ کے لشکر کے قریب پہنچا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر آداب بجا لایا اور اپنے والد کے نزدیک آ کر اپنا منہ اپنے والد کے منہ پر رکھ دیا امام حسینؑ نے فرمایا اے جوانمرد تو کون ہے اس نے عرض کیا میں حر کا بیٹا ہوں جس نے حضور کے قدموں میں رہ کر جان قربان کر دی ہے اور میں بھی اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اپنی جان حضور کے سامنے قربان کروں

اور یہ تکمنہ کہ شریف فرزند اپنے بزرگ آباؤ اجداد کی پیروی کرتا ہے واضح کروں امام حسینؑ نے اسے دعا دی اور علی بن حُر اجازت لیکہ میدان جنگ کی طرف روانہ ہوا رجز کہتے ہوئے للکارتا تھا اور گھوڑا دوڑاتا تھا اور مقابل کو طلب کرتا تھا فوج شام سے ایک مسلح سپاہی باہر آیا علی بن حر اس کے سامنے آیا اور اسے بات کرنے کا موقع تک بھی نہ دیا اسے نیزے کی نوک سے زین گھوڑے سے اُٹھا کر زمین پر دے مارا مقابل اس کے سامنے آیا اور اسے اپنے والد اور چچا کے انتقام میں قتل کر دیا امام حسینؑ اسے کہہ رہے تھے آفرین مرحبا اور اس کے لئے دُعا کرتے تھے آخرکار یزیدی لشکر نے اسے گھیر کر شہید کر دیا اور اسے اپنے والد اور چچا کے ساتھ ملحق کر دیا۔ روضۃ الشہداء ۲۶۹۔

غرہ غلام حر بن یزید ریاحی کی شہادت

بروایت ملا حسینؒ حر کا غلام جس کا نام غرہ تھا اپنے آقا اور اپنے آقا کی امارت کے فراق میں رونے لگا اور اس کا دل ان کی جدائی اور ہجر میں کباب ہو چکا تھا اس لئے بے اختیار ہو کر میدان جنگ کی طرف آیا سخت جنگ کی اور دشمنوں کو مہلت نہ دیتے ہوئے کئی آدمیوں کو میدان جنگ میں تہہ تیغ کیا پھر امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے نواسہ رسُولؐ میں نے گستاخی کی مہربانی فرما کر مجھے معاف فرمائیں کیونکہ میں ابھی تک جنگ کے رسوم اور آداب نہیں سیکھا ہوں اور اپنے آقا اور آقازادا کی جدائی میں جل گیا ہوں آج میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی حضور کے قدموں میں رہ کر قربان کروں اور قیامت کو میدانِ حشر میں اپنے سرداروں پر فخر کروں امام حسینؑ نے فرمایا آفرین اور وہ نہایت خوشی اور انبساط سے میدانِ جنگ میں آیا اور بہت جلد اپنے آقا اور اس کی امارت سے جا کر ملحق ہوا اور شہادت کی دولت سے ہمیشہ

رہنے والی سعادت کا مال خریدا۔ روضۃ الشہدا۔ ۲۶۹ - ۲۷۰ -

علّامہ محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۶۲ پر حر بن یزید ریاحی کے غلام کی شہادت کے واقعات نقل کئے ہیں مگر غلام کا نام عزہ کی بجائے عروہ لکھا ہے۔ العلم عند اللہ۔

بروایت ملا محمد باقر مجلسی بعد ازاں ایک ایک اصحاب امام حسینؑ میں سے آتا اور رخصت جہاد مانگتا تھا اور امام مظلوم کو وداع کر کے کہتا تھا السلام علیک یا ابن رسول اللہ حضرت فرماتے تھے وعلیک السلام جاؤ بہت جلد ہم بھی پیچھے سے آتے ہیں اور یہ آیت تلاوت فرماتے تھے فمنھم من قضٰی نحبہ ومنھم ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ یعنی بعض وفات پا چکے ہیں اور بعض منتظر ہیں اور اپنا دین تبدیل نہ کیا اور اپنے دین پر ثابت قدم رہے موافق روایات معتبرہ اس وقت جو فرشتے نصرت حضرت کو آئے تھے زمین سے آسمان تک ان سے بھر گیا اور حضرت نے ان کی نصرت قبول نہ کی اور شہادت اختیار کی دیر روایت دیگر جنات آئے اور چاہا نصرت کریں مگر حضرت نے انکار کیا۔ جلاء العیون۔ ۳۹۴۔

بریر بن خضیر ہمدانی کی شہادت

علّامہ محمد ہاشم خراسانی منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۱ پر بریر کے نام کی تحقیق کے متعلق لکھتا ہے کہ زیارت ناحیہ مقدسہ میں بریر کا نام مرقوم نہیں ہے اور شاید یزید بن حصین ہمدانی مشرقی سے جناب بریر مراد ہوں اور ابصار العین میں مرقوم ہے کہ اس کے نام اور اس کی ماں کے نام کے متعلق اختلاف ہے پس رجال کی کتابوں میں یزید بن حصین لکھا گیا ہے۔

شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول صفحہ ۲۵۹ پر لکھا ہے کہ بریر بن خضیر رحمۃ اللہ

ایک زاہد اور عابد انسان تھے لوگ اس کو قاریوں کا سردار کہا کرتے تھے وہ اہلِ کوفہ کے قبیلہ ہمدان کے شرفاء میں سے تھے اور عمرو بن عبداللہ سبعی کوفی تابعی کے ماموں تھے جس کے حق میں کہا گیا ہے کہ اُس نے چالیس سال صبح کی نماز کو عشاء کے وضو سے پڑھا ہر رات کو قرآن مجید کا ایک ختم کیا کرتے تھے اُس کے زمانے میں اس سے زیادہ عبادت کرنے والا اور کوئی نہ تھا اور حدیث میں عام اور خاص لوگوں کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی معتمد آدمی نہ تھا وہ علیؑ بن حسینؑ کے معتمد آدمیوں میں سے تھے۔

علّامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۰ پر لکھا ہے کہ کتاب ابصار العین میں منقول ہے کہ بریر اسلام کے پُورے پابند، تابعی، عابد اور قرآن مجید کے بڑے قاریوں میں سے تھے۔

علّامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۷۵ پر لکھا ہے کہ حر کے بعد بریر بن خضیر ہمدانی میدان میں آئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں بریر ہوں میرے باپ خضیر ہیں — میری آواز سُن کر شیر ڈر جاتا ہے
صاحبان خیر ہم میں نیکی کو پہچانتے ہیں — میں تمہیں ماروں گا اور کوئی نقصان نہ سمجھوں گا
بریر ایسے ہی نیک کام کرتا ہے

علّامہ قزوینی نے ریاض القدس صفحہ ۲۷۷ پر لکھا ہے کہ کتب میں مذکور نہیں ہے کہ یہ زاہد اور مجاہد مرد سوار ہو کر میدان میں آیا یا پیادہ۔

علّامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک حصّہ چہارم صفحہ ۲۷۸ اور ۲۷۹ پر لکھا ہے کہ یزید بن معقل صف سے نکلا پکار کر کہنے لگا کیوں بریر بن خضیر تم نے دیکھ لیا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا، بریر نے کہا واللہ خدا نے میرے ساتھ بھلائی کی اور تیرے حق میں بُرائی کی وہ کہنے لگا تم نے جھوٹ کہا تم تو کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے، اس میں کوئی شک نہیں کہ تو گمراہ ہے بریر نے جواب دیا آؤ ہم اور تم مباہلہ

کریں پہلے خدا سے دُعا مانگیں کہ وہ جھوٹے پر لعنت کرے اور گمراہ کو قتل کرے اس کے بعد ہم لڑیں اب وہ دونوں نکلے خدا کی طرف ہاتھوں کو بلند کر کے یہ دُعا مانگی کہ جھوٹے پر عذاب نازل ہو اور جو راہ راست پر ہو وہ گمراہ کو قتل کرے اس کے بعد دونوں لڑنے کو بڑھے دو دو چوٹیں ہوئی تھیں کہ یزید کا ایک اوچھا سا وار بریر پر پڑا جس سے بریر کو کوئی نقصان نہ پہنچا بریر نے جو تلوار یزید کو ماری وہ خود کو کاٹتی ہوئی دماغ تک جا پہنچی وہ اس طرح گرا کہ معلوم ہوا پہاڑ سے نیچے آرہا ہے اور بریر کی تلوار اُسی طرح شگاف زخم میں موجود تھی بریر تلوار کو زخم میں سے کھینچ رہے تھے یہ دیکھ کر رضی بن منقذ عبدی بریر سے لپٹ گیا کچھ دیر تک کشتی ہوتی رہی بریر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے تو عبدی چلاّنے لگا بہادرو کمک کرنے والو دوڑو اب کعب ازدی نے بریر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ایک شخص نے اسے جتا بھی دیا کہ یہ تو قاری قرآن بریر ہیں جو مسجد میں ہم لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے کعب نے نیزہ کا وار کیا اس کی سنان بریر کی پشت پر لگی بریر برچھی کھا کر زانو کے بل ہو گئے اور عبدی کی ناک دانتوں سے کاٹ لی اس کے چہرے کو زخمی کر دیا کعب نے ایسا وار کیا کہ بریر عبدی کے سینے سے الگ ہو گئے اور اس کی برچھی کا پھل بریر کی پشت میں اترا ہوا تھا عبدی خاک جھاڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا ازدی سے کہنے لگا تم نے تو ایسا احسان مجھ پر کیا جس کو میں کبھی نہ بھولوں گا کعب ازدی میدان جنگ سے جب واپس ہوا تو اسکی عورت یا اس کی بہن نوار بنت جابر نے کہا تو نے فرزند فاطمہ کے مقابلے میں کمک کی تو نے سیّد قارئین کو شہید کیا تو کیسے امرِ عظیم کا مرتکب ہُوا واللہ میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گی کعب نے اپنی برچھی کی مدح میں اور بنی حرب کی خوشامد میں اور عبدی پر احسان کرنے کی مفاخرت میں چند شعر کہے عبدی نے اس کے رد میں چند شعر کہے اور اپنی اس دن کی حرکت پر پشیمانی اور ندامت کا اظہار کیا۔

ملا حسینؒ نے روضۃ الشہدا صفحہ ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ بریر بن یزید بن معقل کو قتل کرنے کے بعد امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے امام حسینؑ نے اس کو بہشت کی خوشخبری دی وہ معمر نیک اعتقاد اس خوشخبری سے مسرور ہوکر میدان کی طرف گئے اور بحیر بن اوس حبی نے آپ کو شہید کیا۔

علّامہ ابوالقاسم اصفہانی نے بھی نفائس الاخبار صفحہ ۱۲۵ پر اور علامہ ابن شہر اشوب نے بھی مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۷۵ پر حضرت بریر کے قاتل کا نام بحیر بن اوس حبی لکھا ہے۔

خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۷۵ پر لکھا ہے کہ اب تمام لوگ بحیر کو لعنت و ملامت کرنے لگے کہ تو نے بریر جیسے عابد و زاہد کو شہید کر دیا اسکے چچیرے بھائی عبید بن جابر نے بھی بریر کے قتل پر اُسے شرم دلائی وہ کم بخت بھی ایسے وقت پر پشیمان اور نادم ہوا لیکن اس کی یہ پشیمانی بے فائدہ تھی اور وہ اسی شرمندگی میں مرگیا۔

وہب بن عبداللہ کی شہادت

سیّد علّامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۶۵، ۶۶ پر لکھّا ہے کہ انہوں نے میدان کارزار میں بے انتہا جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کیا اور حق جہاد ادا کیا اثنائے قتال وہب کو اپنی مادر اور زوجہ کا خیال آیا جو میدان کربلا میں اس مجاہد راہ خدا کے ہمراہ تھیں چنانچہ جنگ سے واپس ہوئے اور مادر گرامی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کیوں والدہ گرامی! آپ مجھ سے راضی ہوگئی ہیں یا نہیں ؟ مادر وہب نے جواب دیا اے بیٹا! میں تم سے بس اس وقت راضی ہوں گی جب تم فرزند رسولؐ جان علیؑ و بتولؑ کے قدموں پر اپنی جان نثار کروگے مگر زوجہ

وہب نے کہا اے والی میرے! خدا کی قسم آپ اپنی جان کھو کر مجھے غم میں ڈالیں یہ سُنتے ہی مادر وہب نے للکارا اے بیٹا! اس عورت کی بات پر توجہ نہ کرو اور میدان قتال کو واپس چلے جاؤ اور اپنے آقا اور مولا کی حمایت میں اعدائے دین سے جنگ کرو تاکہ روز قیامت شفیع روز جزا جناب رسولؐ خدا کی شفاعت نصیب ہو۔

بروایت ملا محمد باقر مجلسی وہب ماں کی بات کو سُن کر دوبارہ قتل گاہ میں آئے اور دریائے جنگ میں غوطہ مار کے دلیرانہ محاربہ کیا یہاں تک کہ انیس[19] سوار اور بارہ پیادے لشکر شقاوت اثر کے واصل جہنم کئے ظالموں نے ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے مادر وہب نے جب یہ حال اپنے پسر کا دیکھا تو چوب خیمہ اپنے ہاتھ میں لیکر متوجہ معرکہ ہوئیں اور کہتی تھیں اے میرے فرزند! میرے ماں باپ تجھ پر نثار ہوں حرم محترم جناب رسولؐ خدا کی حمایت کر کے شہید ہو جاؤ اور سعادت ابدی حاصل کرو وہب ہر چند چاہتے تھے کہ ماں کو پھیر دیں مگر وہ نہ مانتی تھی جب امام حسینؑ نے یہ حال ملاحظہ فرمایا تو فرمایا خدا تجھے جزائے خیر عطا کرے کہ نصرت اہلبیتؑ میں تو نے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اے عورت صالحہ واپس چلی آ کیونکہ عورتوں پر جہاد نہیں ہے جب وہب نے شربت شہادت نوش کیا اس کی زوجہ بیتابانہ اس کے پاس گئی اور اپنا مُنہ اس کے مُنہ پر رکھ کر شوہر کے مُنہ سے خاک جھاڑنے لگی، شمر لعین نے اپنے غلام سے کہا، اس نے گرز اس عورت کے سر پر ایسا لگایا کہ اپنے شوہر سے ملحق ہوئی اور حدیث میں امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ وہب پہلے نصرانی تھا بعد میں وہ اور اس کی ماں امام حسینؑ کی ہدایت سے مُسلمان ہوئے اور جب معرکہ میں پہنچا نو سات آٹھ شقی قتل کئے۔ اور بروایت دیگر چوبیس[24] پیادے اور بارہ[12] سوار منافقان نابکار کے لقمہ تیغ کئے جب کثرت جراحت سے مجبور ہو گیا اس کو قید کر کے عمر بن سعد کے پاس لے گئے اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کا سر کاٹ کر امام حسینؑ کی طرف پھینک دو اس کی ماں نے تلوار اپنے پسر کی لی اور متوجہ لشکر مخالف ہوئی امام حسینؑ نے

فرمایا اے مادر وہب لڑنے نہ جا خدا نے جہاد کا عورتوں پر حکم نہیں دیا تجھ کو بشارت ہو، تو اور تیرا پسر بہشت میں میرے جد بزرگوار کے ہمراہ ہوں گے، بروایت دیگر سر اپنے فرزند کا بجانب لشکر مخالف پھینک دیا اور ایک ظالم کو ہلاک کیا پھر چوب خیمہ اٹھا کے دو کافروں کو قتل کیا حضرت نے فرمایا اے مادر وہب پھر آ، وہ مومنہ پھر آئی اور کہا خدا وندا میری اُمید قطع نہ کرنا حضرت نے فرمایا اے مادر وہب خدا تجھے نا اُمید نہ کرے گا اور تو مع پسر خدمت سیّد البشر میں درجہ اعلیٰ بہشت میں ہوگی۔ جلاء العیون ۵۔۴۹۴

عمرو بن خالد ازدی کی شہادت

ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار میں، علّامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ میں خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی میں، ملا حسین نے روضۃ الشہداء میں، علاّمہ ابن شہر آشوب نے مناقب میں علاّمہ محمد قزوینی نے ریاض القدس میں اور علاّمہ ابوالقاسم اصفہانی نے نفائس الاخبار میں لکھا ہے کہ وہب کے بعد عمرو بن خالد ازدی جہاد کی خاطر میدان قتال میں نمودار ہوئے۔

علاّمہ ابن شہر اشوب مناقب صفحہ ۶۔۵۷۵ پہ لکھا ہے کہ عمرو نے میدان میں ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اے نفس آج تو رحمٰن کی طرف راحت و آرام سے چلا جانے والا ہے
آج تجھے اس نیکی کا بدلہ ملے گا جو لوح محفوظ میں بدلہ دینے والے خدا نے لکھدی ہے

بے چین نہ ہو ہر زندہ کو ایک دن مرنا ہے

بروایت ملا محمد باقر مجلسی اس کے بعد سرگرم جہاد راہ خدا ہوئے یہاں تک کہ اپنا گلوئے خشک شربت شہادت سے شیریں کیا۔ بحار الانوار۔ ۱۸۔

خالد بن عمر و ازدی کی شہادت

علامہ مجلسی نے جلاء العیون اور بحار الانوار جلد دہم میں ملا حسین نے روضتہ الشہداء میں شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول میں اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ میں لکھا ہے کہ عمرو بن خالد ازدی کے بعد اس کے فرزند خالد بن عمرو ازدی میدان جنگ میں آئے مگر ابوالقاسم اصفہانی نے نفائس الاخبار مطبع طہران صفحہ ۱۲۶ پر لکھا ہے کہ عمرو بن خالد ازدی کے بعد اس کے فرزند زید بن عمرو میدانِ جنگ میں جہاد کیلئے آئے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۷۶ پر لکھا ہے کہ عمرو بن خالد کے بعد ان کے فرزند خالد بن عمرو بقصدِ جہاد میدان میں آئے اور رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اے بنی قحطان موت پر صبر کرو تاکہ رضائے رحمٰن حاصل ہو

اے پدر بزرگوار آپ جنت میں پہنچے اور آپ کیلئے شاندار موتیوں کا قصر ہے

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد سرگرم جہاد ہوئے جہاں تک کہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

سعد بن حنظلہ تمیمی کی شہادت

ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون اور بحار الانوار جلد دہم میں ملا حسین نے روضتہ الشہداء میں علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ میں علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب میں شیخ عباس قمی نے منتہی الامال میں اور آقا ابوالقاسم اصفہانی نے نفائس الاخبار میں لکھا ہے کہ خالد بن عمرو کی شہادت کے بعد سعد بن حنظلہ تمیمی درجہ شہادت پر فائز ہونے کیلئے میدان جنگ میں پہنچے اور بروایت علامہ ابن شہر آشوب ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

تلواروں اور نیزوں پر صبر کر   جنت میں داخلے کیلئے ان چیزوں پر صبر کر
اور ان حوروں کو پانے کیلئے جو نازک اندام   اور پسندیدہ ہیں اے نفس صبر کر اور راحت کیلئے جدوجہد کر۔ مناقب

بروایت علامہ مجلسی یہ کہہ کر حملہ کیا اور بہت سے منافقوں کو واصل جہنم کیا یہاں تک کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ بحار الانوار۔ جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۱۸ ۔

عمیر بن عبداللہ کی شہادت

علامہ مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۳۹۵ پر اور بحار الانوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۱۹ پر علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۷۶ پر شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اوّل صفحہ ۲۶۰ پر اور آقا ابو القاسم اصفہانی نے نفائس الاخبار صفحہ ۱۲۶ پر لکھا ہے کہ سعد بن حنظلہ تمیمی کے بعد عمر بن عبداللہ مذحجی میدان کارزار میں تشریف لائے مگر ملا حسینؒ نے روضۃ الشہدا صفحہ ۲۸۱ پر لکھا ہے کہ سعد بن حنظلہ کی شہادت کے بعد حمار بن انس سوار ہو کر میدانِ کارزار میں آئے آقا ابو القاسم نے نفائس الاخبار میں اس شہید کا نام عمر بن عبداللہ مذحجی نقل کیا ہے اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۷۶ پر اس شہید کا نام عبداللہ مذحجی درج کیا ہے ۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۱۹ پر لکھا ہے کہ عمیر نے میدان میں رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :۔

قبیلہ سعد اور قبیلہ مذحج واقف ہیں کہ میں لڑائی کے وقت شیر غضبناک ہوں اور اس شخص کے سر پر اپنی تلوار بلند کرتا ہوں جو غرق سلاح اور شجاع ہو اور اپنے مقابل کی داشن بجوڑں کا طعمہ بنا کر چھوڑ دیتا ہوں یہ کہہ کر مشغول جہاد ہوئے یہاں تک کہ مسلم ضبابی اور عبداللہ بجلی نے ان کو شہید کیا۔ علامہ طبری نے تاریخ طبری میں علامہ ابن خلدون نے تاریخ ابن خلدون میں احمد بن ابی یعقوب نے تاریخ یعقوبی میں علامہ

ابن طاؤس نے مقتل لہوف میں شیخ مفید نے الارشاد میں اور علّامہ ابو اسحٰق نے نور العین میں تو اس کی شہادت کا تذکرہ ہی نہیں کیا ہے۔

مُسلم بن عوسجہ کی شہادت

آقا ابو القاسم اصفہانی نے نفائس الاخبار صفحہ ۱۲۶ پر علّامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۷۶ ۵ پر علامہ مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۳۹۵ پر اور بحار الانوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۱۹ پر اور علّامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ صفحہ ۲۶۵ پر عمیر کی شہادت کے بعد مُسلم بن عوسجہ کی شہادت کے واقعات نقل کئے ہیں۔

علّامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۷۶ ۵ پر لکھا ہے کہ اب مسلم بن عوسجہ شیرانہ انداز میں فوج دشمن کے سامنے آئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اگر میرے متعلق پوچھو تو میں صاحب قوت — بنی اسد کی شاخ ہوں

جو ہم سے بغاوت کرے گا وہ ہدایت سے — دور رہے گا اور دین خدا کا منکر

بروایت علّامہ مجلسی پھر مصروف جہاد ہوئے ایک جماعت اشقیاء کو واصل جہنم کیا بحار ۱۹

بروایت علّامہ طبری پسر سعد کے میمنہ سے عمرو بن حجاج نے فرات کی طرف سے حملہ کیا ایک ساعت تک جنگ ہوتی رہی۔ اسی میں مسلم بن عوسجہ اسدی انصار حسینؑ میں سب سے پہلے زخمی ہو کر گرے ابن حجاج حملہ کر کے جب پلٹا اور غبار پھٹا تو دیکھا کہ مسلم بن عوسجہ زمین پر پڑے ہیں حسینؑ ان کے پاس آئے ابھی ذرا جان باقی تھی آپ نے فرمایا مسلم بن عوسجہ خدا تم پر رحم کرے یعنی مجاہدوں میں سے کسی نے اپنی جان فدا کر دی کوئی انتظار کر رہا ہے۔ انہوں نے ذرہ تغیر و تبدل نہیں کیا پھر حبیب ابن مظاہر نے قریب آ کر کہا اے ابن عوسجہ تمہارے قتل ہونے کا مجھے بڑا قلق ہے، تمہیں بہشت مبارک ہو بہت آہستہ سے جواب دیا خدا تم کو بھی بخیر و خوبی مُبارک کرے، حبیب نے کہا میں جانتا ہوں کہ تمہارے

پیچھے ہی پیچھے اُسی وقت میں بھی تمہارے پاس آنے کو ہوں ورنہ یہ کہتا کہ جو جی چاہے
اس بات کی وصیت مجھے کرو کہ تم سے قرابت واخوت دینی کا جو مقتضیٰ ہے اسی کے
مطابق تمہاری وصیت کو میں بجا لاؤں۔ مسلم بن عوسجہ نے امام حسینؑ کی طرف ہاتھ اُٹھا
کر کہا ان کے باب میں میں تم سے یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان پر اپنی جان فدا کرنا، حبیب
نے کہا واللہ میں ایسا ہی کروں گا جو نہی مسلم بن عوسجہ کی رُوح نے مفارقت کی اوران کی
کنیز اُن کا نام لے لے کر بین کرنے لگی عمرو بن حجاج کے لشکر میں شور مچ گیا کہ ہم نے مسلم
بن عوسجہ اسدی کو قتل کیا شبیث نے یہ سُن کر اپنے پاس کے لوگوں سے کہا تم کو موت
آئے اَپنے عزیزوں کو اَپنے ہی ہاتھ سے قتل کرتے ہو غیروں کے سامنے خود کو
ذلیل کرتے ہو مسلم بن عوسجہ جیسے شخص کو قتل کر کے خوش ہو رہے ہو۔ سُنو واللہ
مسلمانوں میں ان کو بڑے بڑے معرکوں میں میں نے بڑی شان کے ساتھ دیکھا ہے۔
آذربائیجان کے دھاوے میں مَیں نے دیکھا کہ انہوں نے چھ کافروں کو قتل کیا اور
ابھی مسلمانوں کے سب سوار آنے بھی نہ پائے تھے بھلا ایسا شخص تم میں قتل ہو جائے
اور تم خوش ہو رہے جنہوں نے مسلم بن عوسجہ کو قتل کیا ہے ان کا نام مسلم بن عبداللہ
ضبابی اور عبدالرحمٰن بجلی ہے۔ تاریخ طبری۔ ۲۸۰۔

کتاب نفس المہموم میں ہے کہ مسلم بن عوسجہ رحمہ اللہ تعالیٰ مال لینے اسلحہ خرید نے
اور بیعت لینے میں جناب مسلم بن عقیل کے وکیل تھے۔

بروایت ابوالقاسم اصفہانی مسلم بن عوسجہ جناب سیدالشہدا علیہ السلام کے بزرگان
لشکر، نامور بہادروں، زمانہ کے مشہور لوگوں اور امیرالمومنین کے اصحاب میں سے تھے
انہوں نے آنحضرتؑ کی خدمت میں رہ کر جہاد کیا اور بہادری کے جوہر دکھائے اور بعض
نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امیرالمومنین، مسلم بن عوسجہ کو اپنا بھائی کہہ کر پکارتے تھے۔
نفائس الاخبار۔ ۱۲۶۔

مسلم بن عوسجہؓ کے فرزند کی شہادت

ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۸۲ پر علاّمہ محمد قزوینی نے ریاض القدس صفحہ ۴۹۱ پر اور علاّمہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۶۶ پر لکھا ہے کہ روضۃ الاحباب تالیف حافظ جمال الدین میں منقول ہے کہ حضرت مسلم بن عوسجہ کا ایک صاحبزادہ تھا جب اس نے دیکھا کہ اس کے والد شہید ہو گئے ہیں تو ایک بپھرے ہوئے شیر کی طرح نکلا امام حسینؑ نے اسے اپنے ارادے سے باز رکھتے ہوئے فرمایا اے جوان! تمہارا باپ ابھی مارا جا چکا ہے اگر تم بھی شہید ہو گئے تو پھر تمہاری غریب ماں اس بے آب و گیاہ جنگل میں کس کے ہاں پناہ لے گی مسلم بن عوسجہ کا فرزند لوٹنے ہی کو تھا کہ اس کی ماں جلدی کر کے اس کے پاس راستے ہی میں پہنچ گئی اور کہا تو اپنی جان کی سلامتی کو امام حسینؑ کی نصرت و حمایت سے بہتر سمجھتا ہے لیکن میں اس امر میں تجھ سے کبھی راضی اور خوشنود نہ ہوں گی ماں کا یہ حکم سُن کر وہ پھر میدان جنگ کی طرف واپس ہوئے اور حملہ کیا اور انکی ماں بھی ان کے پیچھے پیچھے بآواز بلند کہہ رہی تھی اے بیٹے خوش ہو ابھی ابھی تم ساقی حوض کوثر کے ہاتھوں سے سیراب ہو گے اور وہ مردانگی کے جوہر دکھا رہے تھے، یہاں تک کہ مشرکین کے تیس آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد درجۂ شہادت پر فائز ہوئے کوفیوں نے ان کا سر کاٹ کر ان کی ماں کے آگے پھینک دیا ان کی والدہ نے سر کو اٹھا کر بوسہ دیا اور اس دردناک انداز میں روئی کہ ہر شخص پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ ترجمہ اقتباس ناسخ التواریخ۔

ہلال بن نافع کی شہادت

ملا حسین نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۸۴ پر اور علاّمہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحات ۲۶۶ و ۲۶۷ پر لکھا ہے کہ پسر مسلم بن عوسجہ کی شہادت کے بعد ہلال بن نافع میدانِ جنگ

میں نکلے مگر علّامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۱۹ پر لکھا ہے کہ مسلم بن عوسجہ کی شہادت کے بعد نافع بن ہلال شہید ہوئے اور جلاء العیون صفحہ ۳۹۶ پر باسناد امام زین العابدین علیہ السلام لکھا ہے کہ بعد شہادت مسلم بن عوسجہ زہیر بن قین بجلی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور علامہ سید ابن طاؤس نے مقتل لہوف میں لکھا ہے کہ مسلم بن عوسجہ کے بعد عمر بن قرظہ انصاری میدان میں آئے اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۷۷ پر لکھا ہے کہ مسلم بن عوسجہ کے بعد عبدالرحمٰن بن عبداللہ یزنی میدانِ قتال میں پہنچ کر شہید ہوئے۔ العلم عند اللہ۔

اب بمطابق روایت ملا حسین اور علامہ محمد تقی، ہلال بن نافع کی شہادت کے واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔ حافظ جمال الدین محدث اہلِ سُنّت مولف روضۃ الاحباب کی روایت کے مطابق مسلم بن عوسجہ کے شہید ہونے کے بعد ہلال بن نافع بجلی نے میدان جنگ کا قصد کیا۔ ہلال بن نافع ایک نہایت حسین جمیل اور متناسب الاعضاء جوان تھا اس نے ایک کنواری لڑکی سے شادی کی تھی جس سے اس نے اس وقت تک ہمبستری نہیں کی تھی۔ جب اس نے اپنے شوہر کو آمادہ پیکار دیکھا تو رو پڑی اور اس کا دامن تھام لیا اور کہنے لگی تم کہاں جاتے ہیں مجھے کس کے حوالے کئے جاتے ہو یہ کہہ کر وہ عفیفہ ہای ہای کر کے رونے لگی جب اس کی خبر امام حسینؑ کو ہوئی تو ہلال کو بلا کر ارشاد کیا کہ تیرے اہل و عیال کی مایوسی کا علاج سوائے اس کے نہیں ہے کہ تو ان کے سامنے موجود رہے اگر جی چاہے تو طریق قتال میں چشم پوشی کر لو اور اپنے اہل و عیال کو خوش رکھو ہلال نے عرض کیا کہ اگر میں آپ کی نصرت سے ہاتھ اٹھالوں تو فرمایئے فردائے قیامت جناب رسولِ خدا کے سامنے کیا جواب دوں گا یہ کہہ کر اس نے اپنی زوجہ کو وداع کر کے جہاد کا ارادہ کیا اور اشعار پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ان تیروں کو چلاؤں گا جن کے مُنہ پر نشان لگے ہوئے ہیں زہر میں بجھے ہوئے ہیں اور پر لگا کر اڑ رہے ہیں ان کے ختم ہوجانے پر زمین کشتوں سے بھر دوں گا جس وقت

موت سر پہ آپہنچے تو خوف کھانا کسی نفس کے لئے فائدہ مند نہیں تحقیق ہلال ایک دلیر مرد اور ایک بہادر تیرانداز تھا جس کے تیر کا عقاب نشانے کے مرکز کے سوا اور کہیں آپنا نشیمن نہیں بناتا تھا اور اپنے بھرے ہوئے ترکش میں اسی تیر رکھتا تھا اور ہر تیر کے ساتھ ایک مرد کو گھوڑے کی زین سے زمین پر گرا دیتا تھا جب کوئی تیر اس کے ترکش میں نہ رہا تو تلوار سے بہادرانہ حملہ کیا اور کہا میں یمنی بجلی کا لڑکا ہوں میرا دین بموافق دین علیؑ اور حسینؑ ہے اگر آج کے دن قتل کیا جاؤں تو یہ میری آرزو ہے اور یہ میری رائے ہے کہ اپنے عمل کو پالوں گا ان کا رجز سن کر عمر ابن سعد کے لشکر سے قیس برہنہ تلوار کے ساتھ میدان میں دوڑا ہلال نے جلد ہی اس کو جہنم کی جلتی ہوئی آگ میں بھیج دیا اور سر کاٹنے والی تلوار سے دشمنوں کے تیرہ۱۳ آدمیوں کو ہلاک کر دیا اسی اثنا میں دشمنوں نے تلواروں اور نیزوں کی مار سے اس کو گھیر لیا اور اس کے بازوؤں کو توڑ ڈالا اور پکڑ کر شمر ذی الجوشن کے پاس لے گئے شمر کے حکم سے اسکے سر مبارک کو تن اقدس سے جدا کیا گیا۔ ترجمہ اقتباس ناسخ التواریخ ۲۶۶

بروایت علامہ محمد ہاشم خراسانی ابصار العین میں منقول ہے کہ قدماء کی تحقیق میں ہلال ابن نافع غلط ہے اور نافع ابن ہلال صحیح ہے جملی جمل کی طرف منسوب ہے جو کہ قبیلہ مذحج کا ایک خاص قبیلہ ہے اور بعض کتب میں بجلی لکھا گیا ہے وہ صراحۃً غلط ہے۔ منتخب التواریخ۔ ۲۸۲۔

نافع ابن ہلال کی شہادت

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۶۷ پہ لکھا ہے کہ ہلال بن نافع کے بعد نافع بن ہلال نے شہادت پائی بروایت علامہ طبری نافع بن ہلال اس دن جدال و قتال میں مصروف تھے اور کہتے جاتے تھے انا الجملی انا علی دین علی۔ مزاحم بن حریث ان سے لڑنے کو بڑھا نافع نے حملہ کرتے ہی اسے قتل کر ڈالا نافع بن ہلال جملی نے تیروں کے سوفاروں

پر اپنا نام لکھا تھا زہر میں بجھے ہوئے تیر لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے میں جملی اور دین علی پر ہوں پسر سعد کے اصحاب میں سے بارہ شخصوں کو انہوں نے قتل کیا کچھ لوگ زخمی ہوئے ان پر وار کیا اور دونوں بازو ٹوٹ گئے زندہ گرفتار ہو گئے شمر اور اس کے ساتھی انہیں دھکیلتے ہوئے پسر سعد کے پاس لائے ابن سعد نے کہا اے نافع تم نے اپنے نفس کے ساتھ ایسی برائی کیوں کی ؟ نافع نے کہا میرے ارادے کا حال خدا خوب جانتا ہے ان کی داڑھی پر خون بہتا جاتا تھا اور کہہ رہے تھے میں نے زخمیوں کے علاوہ تمہارے بارہ شخصوں کو قتل کیا اور پھر مجھے ذرا پشیمانی بھی نہیں میرے دست و بازو اگر ٹوٹ نہ گئے ہوتے تو مجھے تم اسیر نہ کر سکتے شمر نے ابن سعد سے کہا خدا آپ کو سلامت رکھے اسے قتل کیجئے ابن سعد نے کہا تو ہی ان کو پکڑ لایا ہے قتل کرنا چاہتا ہے تو قتل بھی تو ہی کر، شمر نے تلوار کھینچی تو نافع نے کہا واللہ اگر تو مسلمان ہوتا تو ہم لوگوں کا خون گردن پر لیکر خدا کے سامنے جانا تجھے شاق ہوتا - خدا کا شکر ہے کہ جو لوگ بدترین خلائق ہیں ان کے ہاتھوں ہماری موت اس نے مقدر کی اس کے بعد شمر نے اسے قتل کیا - تاریخ طبری ۲۸۰۰ -

مذکورہ واقعات بعینہٖ علامہ محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۶۷ پر نقل کئے ہیں -

کوفیوں کی امام حسینؑ سے جنگ

بروایت علامہ طبری یہ دیکھ کر عمرو بن حجاج پکارا اے احمقو! اے اہلِ کوفہ! تم نہیں جانتے کہ کس سے لڑ رہے ہو یہ وہ لوگ ہیں جو مرنے پر آمادہ ہیں ایک ایک کر کے ان سے ہرگز نہ لڑو یہ تھوڑے سے لوگ ہیں اور تھوڑی دیر میں فنا ہو جائیں گے واللہ اگر تم انہیں پتھر اٹھا اٹھا کر مارو تو سب کو قتل کر سکتے ہو ابن سعد نے کہا تو سچ کہتا ہے یہی رائے ٹھیک ہے لوگوں کو اس نے سخت ممانعت کر دی کہ ایک ایک کر کے

نہ لڑیں عمرو بن حجاج انصار حسینؑ کے مقابل ہو کر اپنے لوگوں سے کہنے لگا اے کوفیو!
اپنی اطاعت و جماعت کو نہ چھوڑو جس نے دین کو چھوڑ دیا اور امام کے خلاف کیا
اس شخص کے قتل کرنے میں تامّل نہ کرو آپ نے یہ کلمہ سُن کر اس سے کہا اے عمرو بن
حجاج تو میرے قتل پر لوگوں کو ابھار رہا ہے ہم لوگوں نے تو دین کو چھوڑ دیا اور تم لوگ
دین پر قائم ہو۔ واللہ قبض روح کے بعد ان افعال کے ساتھ مرنے پر تم کو معلوم ہو گا کہ
کس نے دین کو چھوڑ دیا کون دوزخ کا سزا وار ہوا اس کے بعد پسر سعد کے میمنہ سے
عمرو بن حجاج نے فرات کی طرف سے حملہ کیا ایک ساعت تک جنگ ہوتی رہی۔
شمر ذی الجوشن نے اپنے میسرہ کے ساتھ حضرت کے میسرہ پر حملہ کیا اور یہ سب
لوگ اپنی جگہ سے نہ سرکے شمر کو اور اس کے اصحاب کو برچھیاں مارنے لگے اب حسینؑ
اور انصار حسینؑ پر چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے۔ آپ کے انصار نے بڑی
شدت و قوت سے جنگ کی ادھر کل بتیس ۳۲ سوار تھے انہوں نے جب حملہ کیا جدھر
رُخ کیا اہل کوفہ کے سواروں کو شکست دی عزرہ بن قیس اہل کوفہ کا سرخیل تھا اس نے
دیکھا کہ اس کے رسالہ کے سوار ہر طرف پسپا ہو رہے ہیں ابن سعد کے پاس عبدالرحمٰن
بن حصین کو بھیج کر یہ کہلا بھیجا تو دیکھ رہا ہے کہ ان چند سواروں کے مقابلہ میں کتنی دیر سے میرا
رسالہ منتشر ہو رہا ہے ان کے لئے پیادوں کو اور تیر اندازوں کو جلدی بھیج۔ ابن سعد نے
شبث بن ربعی سے کہا تم ان سے لڑنے کو نہ جاؤ گے اس نے کہا سبحان اللہ اس شخص کو
جو قوم عرب اور تمام اہل شہر کا بزرگ ہو اس سے تم چاہتے ہو کہ تیر اندازوں کو لیکر جائے
تمہیں کوئی دوسرا نہیں ملتا جو اس کام کی حامی بھرے اور میری ضرورت نہ ہو غرض شبث
لڑنے سے پہلو تہی کرتا رہا ایک شخص نے مصعب کے عہد حکومت میں شبث کو یہ کہتے سُنا کہ
اہل کوفہ کو خیر و خوبی کبھی خدا نصیب نہ کرے گا ان کو کبھی راہ راست کی توفیق نہ دے گا
تعجب کی بات ہے کہ ہم لوگ پانچ برس تک علیؑ بن ابیطالب کے ساتھ پھر ان کے فرزند کے

ساتھ رہ کر بنی اُمّیہ سے کشت و خون میں مشغول رہے ہوں پھر ہمیں لوگ اولاد معاویہ و دلپسر سمیہ فاحشہ کے ساتھ ان کے دوسرے فرزند سے جو تمام روئے زمین کے لوگوں سے افضل ہو کشت و خون کریں ہائے گمراہی ہائے زیان کاری ۔

ابن سعد نے حصین بن تمیم کو پکارا اور تمام زرہ پوش سواروں اور پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ اسے روانہ کیا یہ لوگ حسینؑ و انصار حسینؑ پر حملہ کرنے کو بڑھے قریب پہنچے تو ان پر تیر برسانے لگے تھوڑی ہی دیر میں ان کے گھوڑوں کو پے کر دیا سب کے سب پیادہ ہو گئے، ایسی شدید جنگ خدائی کے پردہ پر نہ ہوئی ہو گی جیسی اس روز ہوئی دوپہر ہونے کو آئے اور کوفیوں کو ایک رخ کے سوا کسی دوسری طرف سے انصار حسینؑ پر حملہ کرنا ممکن نہ ہوا وجہ یہ تھی کہ ان کے خیام ایک ہی مقام پر تھے خیمہ سے خیمہ متصل تھا یہ دیکھ کر ابن سعد نے پیادوں کو بھیجا کہ داہنی اور بائیں طرف کے خیمے اکھاڑ ڈالیں تو وہ لوگ گھر جائیں ۔ تاریخ طبری ۲۸۰ تا ۲۸۳ ۔

بروایت علاّمہ محمد تقی عمر بن سعد نے اعلان کیا کہ خبردار اے لشکر والو جلدی کرو جس قدر لکڑیاں امام حسینؑ نے اس خندق میں جمع کر رکھی ہیں انہیں آگ لگا دو سپاہیوں نے خندق میں آگ لگا دی اور روشن کر دیا امام حسینؑ نے فرمایا انہیں آگ روشن کرنے دو تاکہ جنگ ایک طرف سے ہو اسی اثنا میں شبث بن ربعی آگے دوڑا اور عمر بن سعد کو پکار کر کہا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے ان عورتوں اور بچوں سے کیا چاہتے ہو یزیدی فوج کے سپاہی اس کی ملامت اور طعنہ زنی سے شرمندہ ہوئے اور واپسی کا راستہ اختیار کیا ناچار جنگ ایک جانب سے جاری رہی زہیر بن قین کے ساتھیوں نے حملہ کیا اور ابو عذرا ضبابی کو جو شمر بن ذی الجوشن کی فوج کے سرداروں میں سے تھا قتل کر دیا۔ اس روایت کو تھوڑے تغیر کے ساتھ علاّمہ طبری نے بھی تاریخ طبری صفحہ ۲۸۳ پر اور ملا محمد باقر مجلسی نے بھی بحار الانوار۔ ناسخ التواریخ جلد دہم صفحہ ۲۲۹ پر نقل کیا ہے ۔

علّامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۹۰ پر لکھا ہے کہ اصحاب امام حسینؑ میں جو لوگ حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے وہ یہ ہیں۔ نعیم بن عجلان۔ عمران بن کعب۔ حنظلہ بن عمر۔ قاسط بن زبیر۔ کنانہ بن عتیق۔ عمرو بن مشیعہ۔ ضرغامہ بن مالک۔ عامر بن مسلم۔ سیف ابن مالک۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارجی۔ مجمع العائذی۔ حباب بن حارث۔ عمرو الجندعی حلاس بن عمرو۔ سوار بن ابی عمیر۔ عمار بن ابی سلامہ۔ نعمان بن عمرو۔ زاہر بن عمرو۔ غلام بن الحمق۔ جبلہ بن علی۔ مسعود ابن حجاج۔ عبداللہ بن عروہ۔ زہیر بن بشیر۔ عمار بن حسان۔ عبداللہ بن عمیر۔ مسلم بن کثیر۔ زہیر بن سلیم۔ عبداللہ و عبیداللہ پسران زید بصری۔ امام حسینؑ کے دس غلام اور امیر المومنین کے دو غلام بھی کام آئے۔

علّامہ محمد تقی نے بھی امام حسینؑ کے ان اصحاب کے اسمائے گرامی جو حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے ناسخ التواریخ صفحہ ۲۶۸ پر بسند مناقب مؤلفہ علّامہ ابن شہر آشوب نقل کئے۔

ابو ثمامہ صیداوی کا امام حسینؑ کی خدمت میں نماز کا تذکرہ کرنا

بروایت ملا محمد باقر مجلسی جب ابو ثمامہ صیداوی نے دیکھا کہ امام حسینؑ کے اکثر اصحاب شہید ہو گئے ہیں اور طغیانی لشکر مخالف کی زیادہ ہوتی جارہی ہے تو حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں آکر عرض کیا یا ابن رسولؐ اللہ میں آپ پر فدا ہوں لشکر مخالف قریب آگیا ہے، بخدا آرزو ہے کہ اپنی جان آپ پر نثار کروں لیکن چاہتا ہوں کہ بقائے پروردگار سے مشرف ہوں درحالیکہ نماز ظہر آپ کے ہمراہ ادا کی ہو یہ آخری نماز ہے جب حضرت نے نماز کا نام سُنا تو ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور سر مبارک جانب آسمان بلند کیا اور فرمایا یا ابا ثمامہ ذکرت الصلوٰۃ جعلک اللہ من المصلین الذاکرین نعم ہذا اوّل و قتہا یعنی اے ابو ثمامہ تو نے نماز کو یاد کیا خدا تجھے نماز گزاروں میں محسوب کرے یہ

اوّل وقت نماز ظہر ہے اس کے بعد فرمایا کہ ان کافروں سے مہلت طلب کرو تاکہ ہم نماز ظہر بجا لائیں جب مہلت مانگی حصین بن نمیر نے کہا تمہاری نماز قبول نہیں حبیب ابن مظاہر نے کہا اے غدار تو گمان کرتا ہے کہ نماز فرزند رسولؐ کی قبول نہیں ہے اور تجھ نابکار کی قبول ہے ۔ بحار الانوار جلد دہم جز ۴۵ صفحہ ۲۱ مطبع طہران ۔

مذکورہ روایت کو بجنسہ علاّمہ محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۶۸ پر بسند ملا محمد باقر مجلسی مولف بحار الانوار نقل کیا ہے ۔

حبیب ابن مظاہر کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل الحسین معروف بہ مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۶۵ پر لکھا ہے کہ حبیب ابن مظاہر نے ارشاد فرمایا تم پر ہلاکت ہو حسینؑ کی نماز تو قبول نہیں ہے اسے کلال تیری نماز قبول ہے حصین ابن نمیر یہ بات سن کر غضبناک ہوا اور حبیب سے لڑنے کے لئے یہ کہتا ہوا نکلا، اے حبیب ذرا اس تلوار کا وار تو جھیلو ہاں حبیب بہادر شیر تمہارے پاس آ پہنچا اس کے ہاتھ میں ایسی تیز تلوار ہے جو اپنی چمک میں تازہ دودھ کی طرح سفیدی لئے ہوئے ہے ۔ اس کے بعد آواز دی اے حبیب میدان جنگ میں نکلو اور تلوار و نیزہ کے وار کا مقابلہ کرو حبیب اس وقت امام حسینؑ کے سامنے کھڑے تھے حصین کی آواز سنتے ہی امام حسینؑ سے رخصت ہوئے اور عرض کیا اے مولا بس نماز تو جنت میں پوری کروں گا ۔ حضور کے نانا ۔ والد اور بھائی کو حضور کا سلام پہنچاؤں گا یہ فرما کر یہ رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آئے ۔ میرا نام حبیب ہے اور میرے والد کا نام مظاہر ہے ان کا شاہسوار اور بہادر شیر ہوں میرے قبضے میں فولادی تلوار ہے اگرچہ تم بے شمار اور زیادہ ہو لیکن ہم تم سے لڑائیوں میں زیادہ ثابت قدم ہیں نیز ہر بات میں تم سے زیادہ ماہر ہیں ۔ خداوند کریم جنت میں سب سے بلند اور سب سے

زیادہ وظاہر ہیں تم میں جہنم کی آگ شعلے مار رہی ہے۔ علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۶۹ پر حبیب کے والد کے نام کی تحقیق کے متعلق لکھا ہے کہ علماء نے جناب حبیب کے باپ کے نام کی تشکیل کے بارے میں اختلاف کیا ہے ایک جماعت جیساکہ زبانوں اورافواہوں میں مشہور ہے اسے مظہر پڑھتی ہے اورایک جماعت مطہر کے وزن پر مظہر جانتی ہے علامہ نے "خلاصہ" میں بھی مظہر لکھا ہے اوراس رجز سے جو حبیب سے نقل کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مظہر نام رکھتا تھا کیونکہ اگر ہم مظاہر پڑھیں تو تمام مصرعوں میں قافیہ صحیح نہیں ہوگا کیونکہ الف تاسیس کا لحاظ رکھنا بخلاف عجمیوں کے عربوں کے نزدیک صحت قافیہ کی شرط ہے اللہ تعالیٰ اچھا جانتا ہے۔

خواجہ اعثم کوفی نے بھی تاریخ اعثم کوفی مطبع طہران صفحہ ۳۶۸ پر حبیب کے والد کا نام مظہر لکھا ہے۔

علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک حصہ چہارم صفحہ ۲۸۵-۶ پر لکھا ہے کہ ابن تمیم نے سن کر حملہ کیا حبیب نے بڑھ کر اس کے گھوڑے کے منہ پر تلوار ماری وہ الف ہوا یہ گھوڑے سے گرا اس کے اصحاب دوڑے اوراٹھا لے گئے اسے بچالیا حبیب رجز پڑھتے جاتے تھے اور بڑی شد و مد سے شمشیر زنی کر رہے تھے کہ بنی تمیم کے ایک دشمن نے بڑھ کر برچھی کا وار کیا حبیب گر کر اٹھنا چاہتے تھے کہ حصین بنی تمیم نے ان کے سر پر تلوار ماری اور وہ گر گئے مرد تمیمی نے گھوڑے سے اتر کر ان کا سر کاٹ لیا۔ حصین نے کہا میں بھی ان کے قتل کرنے میں شریک تھا۔ اس نے کہا واللہ میں نے ہی اسے قتل کیا ہے حصین نے کہا یہ سر تو ذرا مجھے دے دے میں اپنے گھوڑے کے گلے میں لٹکا دوں لوگ دیکھ لیں اور اتنا جان جائیں کہ میں بھی ان کے قتل میں شریک ہوں پھر یہ سر مجھ سے تم لے لینا اور ابن زیاد کے پاس لے جاتا ان کے قتل کا جو صلہ تم کو ملے گا مجھے اس کی ضرورت نہیں تیمی نے اس کا کہنا نہ مانا اس کی قوم والوں نے دونوں لشکروں کے درمیان بڑھ کر اسی بات پر صلح کرادی اس نے حبیب کا سر حصین کو دے دیا یہ اپنے گھوڑے کے گلے میں سر کو ڈال کر لشکر

میں پھرایا اور اس سر کو پھر تمیمی کے حوالے کر دیا۔

یہ لوگ جب کوفہ میں واپس آئے ہیں تو حبیب کے سر کو اپنے گھوڑے کے سینے پر لٹکائے ہوئے تھے تمیمی ابن زیاد کے قصر کی طرف آیا۔ قاسم بن حبیب نے باپ کا سر اس سوار کے پاس دیکھا اس وقت بالغ ہونے کے قریب ان کا سن ہو چکا تھا۔ بس جب سے اس سوار کے پیچھے پیچھے پھرنا اختیار کیا کسی وقت اس کا ساتھ نہ چھوڑتا تھا وہ قصر میں جاتا تو یہ بھی اس کے ساتھ قصر میں جاتا وہ نکلتا تو یہ بھی نکلتا سوار کو کچھ بدگمانی ہوئی کہنے لگا اے فرزند تو میرے پیچھے پیچھے کیوں پھر رہا ہے۔ اس نے کہا کوئی سبب نہیں۔ کہا کوئی سبب ضرور ہے مجھ سے بیان کر کہا یہ میرے باپ کا سر تیرے پاس ہے مجھے دیدے کہ میں اسے دفن کر دوں کہنے لگا اے فرزند اس کے دفن کرنے پر امیر راضی نہیں ہوگا اور مجھے امید ہے کہ اس کے قتل کے صلہ میں امیر مجھے بہت اچھا عوض دے گا لڑکے نے کہا خدا تجھے بہت برا عوض دے گا واللہ تو نے اپنے سے بہتر شخص کو قتل کیا یہ کہہ کر وہ لڑکا رونے لگا غرض لڑکا اسی فکر میں رہا اور وہ بالغ بھی ہوگیا مگر اس کے سوا جرأت نہ ہوئی کہ باپ کے قاتل کی تاک میں لگا رہے، موقع پا جائے تو باپ کا بدلہ اس سے لے اور اس کے عوض میں قتل کرے آخر مصعب بن زبیر کے عہد حکومت میں جس زمانہ میں کہ مصعب نے باجمیرہ پر فوج کشی کی تھی قاسم بن حبیب اس لشکر میں آیا اپنے باپ کے قاتل کو دیکھا کہ ایک خیمہ میں ہے جب سے اس نے اس کی تاک میں آمد و رفت جاری رکھی اور موقع کا منتظر رہا ایک دن دوپہر کو قیلولہ کے وقت اسے جا کر تلواریں ماریں کہ ٹھنڈا ہو کر رہ گیا۔

بروایت فوق بلگرامی حضرت حبیب ابن مظاہر کے سر کی نسبت مشہور ہے کہ بدیل ابن حریم ان کا فرق مبارک لیکر بعض کے نزدیک کوفہ میں اور بعض کے نزدیک مکہ میں آیا حبیب کے صاحبزادے نے اپنے باپ کے سر کو پہچان کر بدیل کو مار ڈالا اور اپنے

باپ کا سر مدفون کر دیا سلام اللہ علیہ۔ ذبح عظیم مطبع دہلی صفحہ ۱۹۲ ۔

بروایت علامہ محمد تقی جب حبیب شہید ہوئے تو امام حسینؑ نے فرمایا اے حبیب بتحقیق تم ایک فاضل شخص تھے اور ایک رات میں پورے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے ۔ ناسخ التواریخ ۔ ۲۷۰ ۔

بروایت علامہ محمد ہاشم خراسانی، قاضی نور اللہ نے مجالس المومنین میں فرمایا ہے کہ حبیب ابن مظاہر ایک صاحب کمال وجمال مرد تھے اور واقعہ کربلا میں بوڑھے تھے آپ کو قرآن مجید اوّل سے آخر تک یاد تھا ایک ہی رات میں قرآن مجید کا ختم کیا کرتے تھے حضرت رسالت مآبؐ کی صحبت کا اسے شرف حاصل ہوا تھا، اور آنحضرتؐ سے احادیث بھی سنی تھیں اور حضرت علی کی صحبت سے مدت تک مشرف رہے ۔ منتخب التواریخ ۔ ۲۷۷ ۔

اس روایت کو لوط بن یحییٰ نے بھی مقتل ابی مخنف صفحہ ۸۴ پر نقل کیا ہے ۔ جو ناسخ التواریخ کا ماخذ ہے ۔

میدان کربلا میں ظہر کی نماز

سید علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے کہ اسی اثنا میں ظہر کا وقت آ گیا اور امام حسینؑ نے نماز خوف با جماعت ادا کرنے کا اہتمام کیا اور حسب الحکم لشکر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا آدھا لشکر نماز پڑھنے کے لئے مامور ہوا اور آدھا نمازیوں کی حفاظت کے لئے متعین کیا گیا پھر زہیر بن قین اور سعید بن عبداللہ سے امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا کہ محافظین کی جماعت کو لیکر نمازیوں کی صف کے مقابل ایستادہ ہو جاؤ اور حق کی حفاظت ادا کرو جوں ہی امام حسینؑ نے نماز کی نیت کی ایک تیر آپ کی طرف آیا تیر کو دیکھتے ہی سعید جھپٹے اور اپنے سینے پر لیا جب مولانا نماز پڑھتے رہے سعید برابر اسی طرح اپنا سینہ سپر کئے رہے اور آقا تک کوئی تیر نہ پہنچنے دیا یہاں تک کہ خود زخموں سے بیدم ہو کر

گرے جسم شریف پر علاوہ زخمہائے نیزہ و شمشیر تیرہ زخم صرف تیروں کے تھے آپ کا گرنا تھا کہ زخموں کے منہ کھل گئے اور خون جاری ہوگیا جلتی ریت نے زخموں میں پہنچ کر سوزش اور کھولن پیدا کر دی آخر سعید کربلا کی تپتی زمین پر اپنے خون میں لوٹنے لگے اور جبکہ دعا کے یہ کلمے زبان پر جاری تھے بارالہا! قاتلان حسینؑ کو قوم عاد و ثمود کی طرح اپنی رحمت سے دور رکھنا۔ اور خاتم النبیین رحمتہ اللعالمین تک میرا سلام پہنچا دینا اور میری وہ مصیبتیں جو تیری خوشنودی کے لئے تیرے نبی کی ذریت کی حمایت میں میں نے جھیلی ہیں ان پر عیاں کر دینا دم توڑ کر راہی جنت ہوئے۔

آقا ابوالقاسم اصفہانی نے نفائس الاخبار صفحہ ۱۳۷ پر لکھا ہے کہ ان تما سے روایت کی گئی ہے کہ حسینؑ بن علیؑ بن ابیطالب اور آنحضرتؐ کے اصحاب نے علیحدہ علیحدہ اشارے سے نماز ادا کی۔

بروایت لوط بن یحییٰ نماز سے فارغ ہو کر لڑائی پر ابھارا اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے ساتھیو یہ رہی جنت جس کے دروازے کھلے ہوئے ہیں نہریں ایک دوسرے سے ملتی چلی گئی ہیں پھل گدرا گئے ہیں اور محلات سجا دیئے گئے ہیں حوریں اور غلمان جمع ہیں وہ رہے رسولؐ خدا اور تمام کے تمام وہ شہید جنہوں نے اُن کے ساتھ شہادت پائی تھی میرے والد اور والدہ تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں اور تم کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور تمہارے مشتاق بھی ہیں اب تم خدا کے دین کو بچالو اور دشمنان حرم رسول کو ہٹادو اصحاب نے جس وقت یہ سُنا تو چیخیں اور دھاڑیں مار کر رونے لگے اور عرض کی ہماری جانیں آپ کی جانوں پر، ہمارے خون آپ کے خون کے عوض اور ہماری روحیں آپ پہ قربان ہو جائیں خدا کی قسم جب تک ہماری جان میں جان ہے کوئی آپ کو نگاہ اُٹھا کر نہیں دیکھ سکتا ہم نے اپنی جانیں تلواروں کے سامنے کر دیں جسم پرندوں کے لئے چھوڑ دیئے ہیں ایسا ممکن ہے کہ جب ہم آپ سے پہلے اپنی جانیں جھونک دیں تو

آپ ان صفوں کے حملہ سے بچ جائیں گے ہاں آج کے دن فقط وہ کامیاب ہو سکتا ہے جو نیکی کمائے اور آپ کی جانوں کو موت سے بچائے۔ مقتل ابی مخنف - ۶ - ۸۵ -

زہیر بن قین کی شہادت

علامہ طبری نے تاریخ طبری حصہ چہارم صفحہ ۲۸۶ پر ابو مخنف نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۸۶ پر اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۸۷ ۵ پر لکھا ہے کہ حبیب ابن مظاہر کے بعد زہیر بن قین میدان جنگ میں شہید ہوئے مگر علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے کہ زہیر بن قین، حجاج بن مسروق کی شہادت کے بعد درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور جلاء العیون صفحہ ۳۹۶ پر لکھا ہے کہ مسلم بن عوسجہ کی شہادت کے بعد زہیر بن قین درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے کہ زہیر بن قین میدانِ کارزار میں آئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے ۔

میں زہیر ہوں اور قین کا فرزند ہوں اپنی تلوار کے ذریعے حسینؑ سے دفاع کروں گا حسینؑ رسولؐ خدا کے دو مشہور نواسوں میں سے ایک ہیں اور بنی خوش خصال و خوش جمال و نقی کی عترت ہیں وہ اللہ کا رسول برحق ہے میں تم کو تلوار مارنا کوئی برائی نہیں سمجھتا کاش کہ میں نصرت فرزند رسول میں ایک کے بجائے دو ہوتا تو حسینؑ کی دوبارہ مدد کرتا ۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۹۷ ۵ پر زہیر بن قین کے رجز کے اشعار کی تعداد چار نقل کی ہے اور محمد تقی نے ناسخ التواریخ صفحہ ۲۷۱ پر اس کے رجز کے مصرعوں کی تعداد تیرہ درج کی ہے ۔

علامہ مجلسی بحار الانوار جلد دہم صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے بروایت محمد ابن ابیطالب زہیر نے ایک سو بیس اشقیاء کو قتل کیا یہاں تک کہ ضربت کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجر بن اوس تمیمی سے

درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۷۹ پر لکھا ہے کہ جناب زہیر نے ۱۲۵ دشمنوں کو داخل دار البوار کیا اور شہید ہوئے ۔

لوط بن یحییٰ نے مقتل الحسینؑ معروف بہ مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۶۸ پر لکھا ہے کہ مصروفِ پیکار تھے یہاں تک کہ ستر آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تو ان لوگوں نے ہجوم کرکے آپکو شہید کر دیا ۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے کہ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ اے زہیر خدا تجھے اپنی رحمت سے جدا نہ کرے تیرے قاتلوں کو مثل عذاب مسوخات خوک و میمون معذب کرے ۔

علامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۵ پر لکھا ہے کہ تذکرہ سبط ابن جوزی میں ہے کہ زہیر بن قین امام حسینؑ کے ہمراہ شہید ہوئے تھے زہیر کی زوجہ نے زہیر کے غلام سے کہا اپنے آقا کے پاس جاکر اسے کفن دو وہ چلا گیا جب امام حسینؑ کی لاش کو بغیر کفن کے دیکھا تو کہا میں اپنے آقا کو کفن دوں اور امام حسینؑ کی لاش کو بغیر کفن کے چھوڑ دوں قسم بخدا یہ نہیں ہوگا پس پہلے اس نے امام حسینؑ کی لاش کو کفن دیا اور بعد میں اپنے سردار کو دوسرا کفن دیا ۔

ابو ثمامہ صیداوی کی شہادت

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۱ پر لکھا ہے کہ اب ابو ثمامہ صیداوی نے امام حسین کو سلام عرض کیا اور جنگ کی اجازت حاصل کی ۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۰ پر لکھا ہے کہ اب شیروں کی طرح ہمہمہ کرتے ہوئے ابو ثمامہ میدان میں آئے رجز پڑھا ۔

مصیبت ہے اولادِ مصطفیٰ اور ان کی لڑکیوں ۔۔۔ کیلئے خیر الناس سبط محمد کا دشمنوں میں گھر جانا
مصیبت ہے نبی کی بیٹی فاطمہ اور انکے شوہر کیلئے ۔۔۔ وہ شوہر جو بعد محمد خزانہ علم الٰہی ہیں
مصیبت ہے اہل مشرق و مغرب سب کیلئے ۔۔۔ اور غم ہے حسینؑ جیسے پاک دل کے محصور ہونے کا
کوئی ہے کہ نبی اور ان کی بیٹی کو میرا یہ پیغام ۔۔۔ پہنچا دے کہ آپ بیٹے کیلئے انتہائی تکلیف میں ہے

سخت خونریزی واقع ہوئی حضرت ابو ثمامہ نے ایک معتدبہ جماعت بے دینوں کی قتل کر ڈالی اور پھر خود بھی شہید ہوئے۔

علّامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۲ پر لکھا ہے کہ ابصار العین میں منقول ہے کہ ابو ثمامہ تابعی تھا اور وہ شہسواران عرب میں مشہور تھا۔ وہ جلیل القدر شیعوں اور امیر المومنین علیہ السّلام کے ان اصحاب میں سے تھا جو آپ کے ساتھ جنگوں میں شریک رہے تھے حضرت علی علیہ السّلام کے بعد امام حسنؑ کی مصاحبت اختیار کی اور کوفہ میں رہے جب معاویہ فوت ہوا تو امام حسینؑ کو خط لکھا جب مسلم بن عقیل کوفہ تشریف لائے تو اس نے ان کا ساتھ دیا حضرت مسلم کے حکم سے شیعوں سے اموال جمع کرنا شروع کیا جن سے آپ جنگی ساز و سامان خریدتے تھے اور وہ ان امور میں بصیرت رکھتے تھے۔

حجاج بن مسروق کی شہادت

علّامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۱ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد حجاج بن مسروق جعفی جو امام حسین علیہ السلام کا موذن تھا مورخین نے اسے رکابدار بھی کہا ہے امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

علّامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم جز ۴۵ صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے کہ محمد بن ابیطالب موسوی اور ابن اثیر اور صاحب مناقب نے روایت کی ہے کہ بعد شہادت عمرو بن مطاع جعفی، حجاج بن مسروق رحمۃ اللہ موذن امام حسینؑ جہاد اعداء کیلئے میدان کارزار میں گئے اور رجز

پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں حسینؑ کے آگے اپنی جان نثار کروں گا آج میں آپ کے جدِ نبی پاک سے ملاقات کروں گا بعد ازاں صاحب جود وسخا علیؑ سے ملوں گا جن کو میں نبی کا وصی جانتا ہوں اور حسنؑ خوش خصال وصی وولی سے پھر جناب جعفر طیار پھر شیر خدا (حمزہ) شہید زندہ سے ملاقات کروں گا اس کے بعد حملہ کیا اور داد مردانگی وشجاعت دی۔

بروایت علامہ محمد تقی حجاج بن مسروق نے پندرہ آدمیوں کو قتل کیا اور شہادت کی سعادت سے سرفراز ہوئے کتاب شرح شافیہ میں مرقوم ہے کہ حجاج بن مسروق اپنے غلام مبارک کے ہاتھ ایک سو پچاس کوفیوں کو قتل کر کے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ ناسخ التواریخ ۔ ۲۷۲۔

یحییٰ بن کثیر کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۶۹ پر لکھا ہے کہ یحییٰ بن کثیر انصاری میدان قتال میں بڑھے اور رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :۔ ابن سعد اور اس کے بیٹے کا ناک میں دم ہو گیا جب ان دونوں نے انصار کے شہسوار سے مقابلہ کیا ان کو ایسے مہاجرین سے پالا پڑا جن کے نیزے غبار جنگ میں کافروں کے خون سے رنگین ہو رہے تھے یا تو وہ نبی خدا حضرت محمدؐ کے زمانے میں رنگین ہوئے تھے یا آج ظالموں کے خون میں نہائیں گے جس گھڑی ملاؤں کی کثرت تھی انہوں نے حسینؑ سے دغا کی اور یزید سے راضی ہو کر آگ ہی میں اپنی خوشنودی سمجھی تو ہم بھی آج کے دن اسی آگ کو اپنی تلوار کی تیزی سے اور دہکائیں گے اور مقام مشرف کی تلواروں اور لچکدار نیزوں سے اسی آگ کو اور بھڑکائیں گے یہ تو آج کے دن مجھ پر اور قبیلہ نجار پر دلیروں اور بنی خزرج کے شخص ہر لازمی طور پر واجب ہے یہ فرما کر حملہ شروع کیا اور پچاس آدمیوں کو قتل

کرکے خود بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

یحییٰ بن سلیم مازنی کی شہادت

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۲ پر لکھا ہے کہ دوسرا یحییٰ بن سلیم مازنی تھا جس نے رخصت لیکر جہاد کا ارادہ کیا اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں اس قوم کو فیصلہ کن چوٹیں ماروں گا　　اور بار بار شدید ضربیں لگاؤں گا
میں نہ اظہار عجز کروں گا اور نہ خوشامد　　اور نہ آج موت کے آنے سے ڈروں گا

اور اس طرح سے جنگ کی اور بہت سے اشقیاء کو واصل جہنم کیا یہاں تک کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

حنظلہ بن سعد کی شہادت

سید علامہ ابن طاؤس مقتل لہوف ۶۹ پر لکھا ہے کہ اس وقت حنظلہ بن سعد شبامی امام حسینؑ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اور صورت یہ تھی کہ تیروں کی بوچھاڑ اور نیزوں کے وار اور تلواروں کی دھار کو اپنے چہرہ اور سینہ پر روکتے تھے اور مولا کو دشمنوں کے حملوں سے بچاتے تھے۔

مذکورہ روایت کو علامہ محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۲ پر نقل کیا ہے۔

علامہ طبری نے تاریخ طبری حصہ چہارم صفحہ ۲۸۷-۸ پر لکھا ہے کہ اسی اثنا میں حنظلہ بن سعد شبامی آپ کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے پکار پکار کر کہنے لگے اے میری قوم والو! مجھے ڈر ہے کہ تم لوگوں پر جنگ احزاب کا سا عذاب نازل ہوگا جیسا کہ قوم نوح و عاد و ثمود پر اور ان کے بعد والوں پہ نازل ہوا اور خدا اپنے بندوں پر ظلم

کرنا نہیں چاہتا ہے اے میری قوم کے لوگو مجھے تمہارے لئے روز قیامت کا ڈر ہے جس روز کہ تم پیٹھ پھیرے بھاگتے ہوئے پھروگے اور خدا کی طرف سے تمہارا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور سنو جسے خدا گمراہ کرتا ہے اسے کوئی راہ پر لگانے والا نہیں ملتا اے میری قوم کے لوگو! حسینؑ کو شہید نہ کرو کہ خدا عذاب نازل کرکے تم کو تباہ نہ کردے اور سنو جس نے خدا پر بہتان کیا وہ زیاں کار رہے۔

حنظلہ کا یہ کلام سن کر آپ نے کہا اے حنظلہ اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو یہ لوگ تو اسی وقت سے سزاوار عذاب ہو چکے جب تم نے ان کو حق کی طرف پکارا اور انہوں نے تمہارے قول کو رد کردیا تمہارا اور تمہارے اصحاب کا خون بہانے کو آمادہ ہوگئے اور اب تو یہ لوگ تمہارے برادران صالح کو قتل کر چکے حنظلہ نے کہا میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ نے سچ فرمایا آپ مجھ سے افقہ ہیں اور اس منصب کے احق ہیں کیا ابھی ہم اپنے بھائیوں سے ملنے کو نہ جائیں آپ نے اجازت دی کہ جاؤ دار البقا کی طرف جو دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے حنظلہ نے کہا السلام علیکم یا ابا عبداللہ خدا آپ پر اور آپ کے اہلبیت پر صلوٰۃ بھیجے اور ہم کو آپ کو بہشت میں ملائے آپ نے یہ سن کر دوبارہ آمین کہی حنظلہ آگے بڑھے شمشیر زنی کرتے رہے یہاں کہ شہید ہوگئے۔

محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۹ پر لکھا ہے کہ کتاب ابصار العین میں منقول ہے کہ شبامی بضبط شین معجمہ اور بامفردہ اور الف و میم اور یاشبام کی طرف منسوب ہے اور وہ شام میں ایک جگہ ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ یزنی کی شہادت

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۳ پر اور محمد بن علی نے مناقب صفحہ

۵۷۷ پر لکھا ہے کہ اب عبدالرحمن بن عبداللہ یزنی یہ کہتے ہوئے نکلے۔

میں ابن عبداللہ یزنی ہوں — میں حسنؓ اور حسینؑ کے دین پر ہوں

میں ایک جوانمرد کیطرح تمہیں مارونگا — اور بھروسہ والے خدا سے کامیابی کی امید ہے

رجز کے بعد فوج مخالف پر حملہ آور ہوئے اور چند مخالفین کو قتل کر کے خود بھی شہید ہو گئے۔

عمرو بن قرظہ کی شہادت

سیّد علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۷۶ پر لکھا ہے کہ عمرو بن قرظہ انصاری آمادہ جہاد ہوئے اور امام حسینؑ سے طالب اذن ہوئے آپ نے اجازت دے دی۔

بروایت علامہ ابن شہر آشوب عمرو بن قرظہ نے میدان میں ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے جماعت انصار جانتی ہے۔ کہ جنکی حفاظت لازم ہے میں انکی حمایت کرتا ہوں۔

میں پے درپے ضربیں تم پر لگاؤں گا — میری جان اور میرا گھر حسینؑ پر فدا فدا ہو۔ مناقب۔ ۵۸۱۔

بروایت سیّد علامہ ابن طاؤس آپ مصروف حرب و ضرب ہوئے اور گروہ ابن زیاد کی جماعت کثیر کو دارالبوار میں پہنچایا۔ محبت حسینؑ اس درجہ اس کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے تھی کہ جو تیر خامس آل عبا کی طرف آتا اس کو اپنے ہاتھ پر روک لیتے اور تلوار چلتی تو اپنی جان کو اس کی سپر بنا دیتے غرض امام حسینؑ پر کسی طرح آنچ نہ آنے دی یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو گئے ایسی حالت میں حسرت سے دیکھا اور کہا یا بن رسول اللہ! کیا غلام نے حق غلامی ادا کر دیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں! تم چونکہ مجھ سے پہلے بہشت عنبر سرشت کو جا سے

ہو میری طرف سے میرے نانا جناب رسولؐ خدا کو میرا سلام پہنچا دینا اور عرض کر دینا کہ حضور کا نواسہ بھی حضور سے ملحق ہونے والا ہے پھر عمرو بن قرظہ تھوڑی جنگ کے بعد مرحوم ہو گئے مقتل لہوف۔ مذکور تمام واقعات علّامہ محمد تقی نے بھی بجنسہٖ ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۳ پر نقل کئے ہیں۔

جون غلام ابوذر کی شہادت

سیّد علّامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۶۸ پر علّامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۲۲ پر اور علّامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۳ پر لکھا ہے کہ عمرو بن قرظہ انصاری کے بعد حضرت ابوذر کے غلام حضرت جون درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

سیّد علّامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۶۸ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد حضرت ابوذر کے غلام جون زنگی نے اذن چاہا امام حسینؑ نے فرمایا تمہارا جہاں جی چاہے چلے جاؤ تم تو ہمارے ساتھ اس لئے آئے تھے کہ سکھ اٹھاؤ اور ہماری طرح دُکھ نہ سہو یہ سُن کر جون نے عرض کیا اے مولیٰ! یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ آسائش کے دنوں میں تو آپ کے دستر خوان پر نعمت ہائے گوناگوں سے بہرہ ور ہوں مصائب کے وقت آپ سے مُنہ موڑوں میرے متعلق حضور کے تامل کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ میرا جسم بدبودار اور میرا حسب لئیم ہے اور میرا رنگ کالا ہے تو حضور مجھ سے جنت کو عزیز رکھنا چاہتے ہیں مبادا میرا جسم پاک و خوشبودار ہو جائے اور میرا حسب و نسب عالی اور میرا چہرہ نورانی ہو جائے قسم خدا کی! میں تو آپ کے قدموں سے ہرگز جدا نہ ہوں گا تاوقتیکہ میرا سیاہ خون حضور کے پاک خون سے نہ مل جائے مولیٰ نے جون کا یہ اضطراب اور خلوص دیکھ کر اذن جہاد دیا۔

بروایت ابی مخنف حضرت جون میدان میں تشریف لائے اور ایک رجز پڑھا

جس کا ترجمہ یہ ہے ۔

اے فاجرو! اب ذرا تم کو اس حبشی کے واروں کا بھی پتہ چل جائیگا جو وہ کاٹنے والی تلوار ہندی لیکر مقام شرف حاصل کرتا ہے فرزند رسولؐ کی طرف ہم تلوار لے کر میدان میں اترے ہیں جس کے عوض میری صرف یہ تمنّا ہے کہ اپنے پیشوا محمد مصطفیٰؐ کی معیت میں کامیاب ہوجائیں ۔

یہ رجز پڑھ کر آپ برابر جنگ کرتے رہے اور اس گروہ کے ستّر آدمیوں کو قتل کر چکے تھے کہ آپ کے حلقہ چشم میں ایک ضرب پہنچی اور ساتھ ہی گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور آپ سر کے بل زمین پر گر پڑے گرنا تھا کہ ظالموں نے چاروں طرف سے گھیر کر تلواروں اور نیزوں کے زخم لگا کر شہید کر دیا ۔مقتل ابی مخنف ۔۸۹ - ۹۰ ۔

علّامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۲۳ پر بسند محمد بن ابیطالب موسوی لکھا ہے کہ بعد شہادت جون ، حضرت امام حسینؑ ان کی نعش پر آئے اور فرمایا خداوندا اس کا چہرہ نورانی کر اور اس کے جسم کو خوشبودار کر اور ہمراہ نیکوں کے محشور فرما اور اس کو آلِ محمدؐ سے جدا نہ کر اور حضرت امام محمد باقرؑ نے امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ بعد شہادت وہ روز حضرت جون ، جناب سیّد الشہداء اور بنی اسد نے دیکھا کہ لاش جون سے بہ برکت دُعائے امام مظلوم بوئے مشک ساطع ہے ۔

عمرو بن خالد صیداوی کی شہادت

سید علّامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۹ - ۶۸ پر لکھا ہے کہ پھر عمرو بن خالد صیداوی امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے میرے مولیٰ ! میری جان حضور پر فدا ہو میں نے طے کر لیا ہے کہ آپ اور آپ کے اہلبیت

حق بجانب ہیں اور آپ سے روگردانی کرنا نہایت مکروہ اور مذموم ہے اور اب میں دیکھ رہا ہوں کہ حضور تنہا رہ گئے ہیں اور آپ اپنے اہل وعیال کی آنکھوں کے سامنے قتل ہونا چاہتے ہیں امام حسینؑ نے فرمایا اچھا بھائی جاؤ ہم بھی اس دار فانی سے کوچ کرنے والے ہیں مولی کی اجازت پا کر عمرو بن خالد عازم جنگگاہ ہوئے اور جہاد کیا یہاں تک درجہ شہادت پہ فائز ہو گئے۔

سوید بن عمرو کی شہادت

سید علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۱۰۷ پر لکھا ہے کہ پھر سوید بن عمرو بن ابی مطاع جو ایک نہایت نماز گزار بزرگ تھے عازم جنگگاہ ہوئے آپ نے شیر غضبناک کی طرح بڑی دلیری سے جنگ کی اور نازل ہونے والی مصیبتوں کو صبر اور استقلال سے برداشت کیا آخر زخموں سے چور ہو کر گرے زخموں کی کثرت اور خون کی روانی کے سبب آپ کے بدن کی طاقت ضائع ہو چکی تھی چنانچہ کچھ دیر تک بے حس وحرکت زمین پر پڑے رہے مگر جونہی آپ کے کان میں اشقیاء کے اس نعرہ کی آواز پہنچی کہ امام حسینؑ شہید ہو گئے تو دل مضبوط کر کے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے موزہ میں سے چھری نکال کر اسی حال میں دشمن کو قتل کرنے لگے یہاں تک کہ خود بھی شہید ہو گئے منقول ہے کہ اصحاب امام حسینؑ کے جوش کا اس وقت یہ عالم تھا کہ ایک دوسرے پر حضور کے لئے اپنی جان قربان کرنے میں سبقت کرتا تھا شاعر نے ان کے حال کو کیا خوب نظم کیا ہے۔

وہ ایسے بلا کے غازی ہیں کہ جب مصیبت کے دفع کرنے کے لئے بلائے جاتے ہیں تو زرہوں کے اوپر اپنے دلوں کو پہن لیتے ہیں اور جان دینے میں ایک دوسرے پر گرے پڑتے ہیں۔

قرہ بن ابی قرہ غفاری کی شہادت

علامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد قرہ بن قرہ غفاری نے قدم اخلاص میدان شہادت میں رکھا اور اس مضمون کا رجز پڑھا۔

تمام بنو غفار و خندف و بنی نزار خوب جانتے ہیں کہ میں بوقت حمیت و غیرت شیر نر ہوں میں گروہ فاسقین کو اپنی تلوار آبدار سے بڑی کاری ضرب لگاؤں گا جو اولاد اخیار و سادات ابرار کی اولاد کی حمایت میں ہوگی اس کے بعد حملہ کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوئے۔

مالک بن انس کی شہادت

علامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد مالک بن انس مالکی میدان جہاد میں تشریف لائے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے

تحقیق خوب جانتے ہیں قبیلہ مالک، دودان، خندق اور قبیلہ قیس بنی غیلان کہ میری قوم اپنی بہادری کی وجہ سے حریف کے لئے آفت ہے اور وہ سردار تیس سواروں کے ہم قوت سے بضرب نیزہ ہائے تند و تیز ملاقات کرنے میں عاجز نہیں ہیں نیزہ بازی سے گواہی دیتا ہوں ہم علی والے مطیع اور پیروان خداوند رحمٰن ہیں اور زیاد والے پیروان شیطان ہیں۔

اس کے بعد حملہ کیا اور داد مردانگی و شجاعت دی یہاں تک کہ درجۂ شہادت پہ فائز ہوئے۔ ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ

اس بزرگوار کا اسم مبارک انس بن حارث کاہلی تھا۔

عمیر بن مطاع کی شہادت

لوط بن یحیٰی نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے کہ پھر عُمیر بن مطاع بڑھے اور ارشاد فرمایا کہ میرے والد کا نام تو مطاع ہے اور میرا نام عمیر ہے اور میرے ہاتھ میں کاٹنے والی اور ٹکڑے کر دینے والی ایسی تلوار ہے جو اپنی چمک کی وجہ سے کرن معلوم ہوتی ہے آج ہی کے دن تو ہم کو حسینؑ کی حمایت میں لڑنا تلوار کے ہاتھ دکھانے ہیں اور شہادت خوشگوار معلوم ہوتی ہے قابل اطاعت بادشاہ (خدا) کرامت حسینؑ پہ نازل ہوتی ہے۔ تینتیس شخصوں کو قتل فرما کر آپ بھی شہید ہو گئے۔

ایک یتیم جوان کی شہادت

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے کہ ایک نوجوان جس کا باپ معرکہ قتال میں شہید ہو چکا تھا اور اس کی ماں اس کے ہمراہ تھی بقصد جہاد نکلا اس کی ماں اس کو جہاد کی ترغیب دیتی تھی حضرت نے فرمایا ابھی یہ نوجوان ہے اور اس کا باپ شہید ہو چکا ہے مبادا اس کی ماں اس کے خروج پر راضی نہ ہو اس سعادتمند نے کہا یا ابن رسولؐ اللہ! میری ماں نے مجھے حکم دیا ہے اور اشقیاء سے لڑنے کو بھیجا ہے یہ کہہ کر میدان کارزار میں آیا اور ایک رجز پڑھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میرا امیر حسینؑ ہے اور وہ کیا اچھا امیر ہے اور وہ بنی بشیر اور نذیر کے دل کا سرور ہے علیؑ و فاطمہؑ اس کے والدین ہیں کیا تمہارے علم میں اس کا کوئی نظیر ہے اس

کے چہرے پر ایسا نور ہے جیسے آفتاب دوپہر اور ایسی ضیاء ہے جیسے مہتاب درخشاں۔

یہ رجز پڑھ کر خوب لڑے یہاں تک کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ظالموں نے آپکا سرانور حضرت کے لشکر میں پھینک دیا اس کی ماں نے اپنے فرزند کا سر اٹھا لیا خوشا حال تیرا اے میرے فرزند اے میرے دل کا سرور اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو نے اپنی جان فرزند رسولؐ پر نثار کی یہ کہہ کر اپنے فرزند کا سر لشکرِ مخالف میں پھینک دیا اور اس ملعون کو قتل کیا عمود خیمہ اٹھا کر لشکرِ مخالف پر حملہ کیا اور اشعار پڑھتی تھی جن کا ترجمہ یہ ہے۔

میں ایک بوڑھی عورت ہوں اگرچہ میرا جسم بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہے لیکن اے اشقیاء میں تمہیں بضربِ شدید قتل کروں گی اور حمایت کروں گی فرزندِ فاطمہ علیہا السلام کی۔

یہ کہہ کر اس ضعیفہ نے مقابلہ کیا یہاں تک کہ دو شخصوں کو خاک پر گرایا اس وقت حضرت نے اصحاب سے فرمایا اس نیک اعتقاد عورت کو واپس لے آؤ اور حضرت نے اس کے حق میں دُعا کی۔

جنادہ بن حارث کی شہادت

علاّمہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۷۹ پر لکھا ہے کہ اب جنادہ بن حارث انصاری نکلے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں جنادہ بن حارث ہوں نہ میں ذلیل ہوں نہ توڑنے والا اپنی بیعت کا جو وراثتاً چلتی رہے گی اور میرے خون کا قصاص باقی رہنے والا ہے۔

سولہ اشقیاء کو قتل کیا اور خود بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

عمرو بن جنادہ کی شہادت

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوہم صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد عمرو بن جنادہ معرکہ کارزار میں گئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں آج پسر ہند کا ناطقہ بند کردوں گا اور لشکر انصار کے ساتھ ان پر حملہ آور ہونگا۔ اور ایسے مہاجرین کو لیکر حملہ آور ہونگا جن کے نیزے گرد وغبار کے نیچے کافروں کے خون سے رنگین ہیں وہ اس سے پہلے زمانہ نبی میں بھی کافروں کے خون سے رنگیں رہ چکے ہیں اور آج ان ذلیلوں کے خون سے رنگین ہوں گے یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے شریروں کی نصرت کی خاطر قرآن کو چھوڑ دیا ہے اور اپنے بدر کے کشتوں کا بدلہ لینے کو تلواروں اور نیزوں سے مسلح ہو کر جمع ہوتے ہیں خدا کی قسم میں بھی اپنی تیغ براں سے ان لوگوں سے جہاد کئے جاؤں گا کیونکہ تلواروں سے گلے ملنا اور بڑھ بڑھ کر حملے کرنا مجھ پر حق واجب ہے۔ یہ اشعار پڑھ کر داد مردانگی دی یہاں تک کہ شرف شہادت پر فائز ہوئے۔

عابس بن شبیب شاکری و شوذب غلام شاکری کی شہادت

علامہ طبری نے تاریخ طبری حصہ چہارم صفحہ ۹ - ۲۸۸ پر لکھا ہے کہ عابس بن ابی شبیب شاکری اپنے غلام آزاد شوذب کو ساتھ لئے ہوئے شوذب سے پوچھا کہو کیا ارادہ ہے اس نے کہا ارادہ کیا ہے فرزند رسولؐ اللہ کی طرف سے میں بھی آپ کے ساتھ شریک ہو کر قتال کروں گا اور قتل ہو جاؤں گا عابس نے کہا مجھے تجھ سے بڑھ کر میرا کوئی عزیز ہوتا تو میری خوشی یہی تھی کہ میرے سامنے آتا اور میں اسے رخصت کرتا آج کا دن وہ دن ہے کہ جتنا ہم سے ہو سکے ثواب لوٹ لیں بس آج کے بعد عمل خیر کا موقع نہیں پھر

روزِ حساب آنے والا ہے شوذب نے امام حسینؑ کو جاکر سلام کیا لڑنے کو نکلا اور یہاں تک جنگ کی کہ شہید ہو گیا۔

عابس بن ابی شبیب نے اب آپ سے یہ عرض کیا کہ یا ابا عبداللہ آپ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی قریب یا بعید واللہ مجھے عزیز نہیں ہے اگر اپنی جان دینے سے اور خون بہانے سے بڑھ کر کوئی ایسی بات ہوتی کہ میں آپ کو مصیبت سے اور قتل سے بچا سکتا تو میں وہ بھی کر گذرتا السّلام علیک یا ابا عبداللہ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں آپ اور آپ کے پدر بزرگوار کی ہدایت پر قائم ہوں یہ کہہ کر تلوار کھینچے ہوئے دشمنوں کی طرف چلے ان کی پیشانی پر ایک زخم کا نشان بھی تھا ربیع بن تمیم نے ان کو آتے ہوئے دیکھ کر پہنچان لیا یہ اور معرکوں میں بھی ان کو دیکھ چکا تھا یہ بہت بڑے بہادر تھے ربیع نے لوگوں سے کہا یہ شیر میدانِ دغا ہے یہ عابس بن ابی شبیب ہے تم میں سے کوئی ایک شخص اس سے لڑنے کو ہرگز نہ جائے عابس نے پکارنا شروع کیا۔ کیا ایک مقابل میں کوئی ایک نہ نکلے گا، ابن سعد نے حکم دیا کہ پتھر پھینک پھینک کر اس شخص کو چُور کر دو چاروں طرف سے پتھر آنے لگے۔ یہ دیکھ کر انھوں نے اپنی زرہ اور مغفر کو اتار ڈالا اور ان لوگوں پر حملہ کیا ربیع کہتا ہے واللہ یہ دو سو سے زیادہ آدمی تھے جو بھاگ کھڑے ہُوئے مگر بھاگتے ہوئے پھر پلٹ پڑے ہر طرف سے حملہ کر دیا اور وہ قتل ہو گئے میں نے چند لوگوں کے ہاتھ میں ان کا سر دیکھا یہ کہتا تھا میں نے اسے قتل کیا وہ کہتا تھا میں نے قتل کیا ہے سب کے سب ابن زیاد کے پاس آئے اس نے کہا کیوں جھگڑتے ہو اس شخص کو ایک برچھی نے قتل نہیں کیا ہے یہ کہہ کر ان کا جھگڑا چکایا۔

علّامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۳-۲۸۴ پر لکھا ہے ثنا کرکے مولیٰ جناب شوذب بن عبداللہ ہمدانی تابعی کا ذکر ثقتہ الاسلام حاجی نوری اللہ تعالیٰ اس

کی قبر کو روشن کرے، فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ شوذب کا مقام عابس کے مقام سے ارفع و اعلیٰ ہو جیسا کہ لوگوں نے شوذب کے حق میں کہا ہے اور میرا والد شوذب متقدمین شیعوں میں سے تھا، اور ابصار العین میں منقول ہے کہ شوذب جلیل القدر شیعوں اور نامور شہسواروں میں سے تھا اور احادیث نبوی انہیں یاد تھیں جنہیں امیرالمومنین سے روایت کرتا تھا صاحب الحدائق الوردیہ نے کہا شوذب شیعوں کے لیۓ بیٹھتا تھا اور وہ اس کے پاس احادیث سُننے کے لئے حاضر ہوتے تھے اور وہ ان کا صدر ہوتا تھا۔

لولو، مرجان میں ثقتہ الاسلام حاجی نوری فرماتے ہیں کہ شاکر یمن میں طائفہ ہمدان کا ایک قبیلہ ہے اور عابس اس قبیلہ سے ہو گزرا ہے جب لفظ مولیٰ کی اضافت کسی قبیلے کی طرف کرتے ہیں تو اس سے مراد حلیف یعنی ہم قسم ہوتا ہے ہم قسم وہ شخص ہوتا ہے جو کسی قبیلے سے اپنی تقویت کیلئے کسی دُوسرے قبیلے کے پاس جاتا ہے اور ان کا ہم قسم بن جاتا ہے پس وہ قبیلہ سختی اور تکلیف میں اس کی اس طرح مدد کرتا ہے جس طرح قبائل عرب کا دستور ہے یا لفظ مولیٰ کے معنی اترنے والے کے ہیں یعنی اُپنے قبیلے سے بعض اغراض مثل کشادگی رزق یا دشمن سے فرار کی وجہ سے ہجرت کرتے ہیں اور دُوسرے قبیلے میں اترتے ہیں اور ان کے رسم و رواج اور قوانین کے مطابق عمل کرتے ہیں اور شوذب قبیلہ شاکر کا حلیف تھا یا ان کا نزیل تھا اور نہ یہ گروہ ان کا غلام اور نہ تابع تھا جس طرح کہ ذہنوں میں سمجھا جاتا ہے کیونکہ غلام کو طائفہ اور قبیلہ سے نسبت نہیں دیتے۔

عبداللہ غفاری اور عبدالرحمٰن کی شہادت

ملا محمد باقر مجلسی نے بحارالانوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد

عبداللہ اور عبدالرحمٰن غفاری سیّدالشہدا کی خدمت میں آئے عرض کیا السلام علیک یا ابا عبداللہ ہم آپ کی خدمت میں آئے ہیں تاکہ اپنی جان آپ پر فدا کریں حضرت نے فرمایا : مرحبا قریب آؤ مہیا ئے شہادت ہوپس وہ دونوں بزرگوار حضرت کے قریب آئے اور اشک حسرت آنکھوں سے برسائے حضرت نے فرمایا اے فرزندانِ برادر تمہارے رونے کا کیا سبب ہے قسم بخدا مجھے اُمّید ہے ایک ساعت کے بعد تمہاری آنکھیں روشن اور تمہارے دل خوش ہوں گے انہوں نے عرض کیا ہم آپ پر فدا ہوں ہم اپنے حال پر نہیں روتے ہیں بلکہ اس لئے روتے ہیں کہ مخالفوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا ہے اور ہم اشقیاء کو آپ سے دفع نہیں کر سکتے۔ حضرت نے فرمایا اے فرزند و خدا تمہیں اس اندوہ و ملال پر جزائے خیر دے پھر ان دونوں نے حضرت کو وداع کیا اور عرض کیا السّلام علیک یا ابن رسول اللہ ! حضرت نے فرمایا وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پس دونوں جوان مانند شبیر میدان کارزار میں گئے اور بعد جنگ عظیم خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔

امام زین العابدین علیہ السّلام کے ترکی غلام کی شہادت

ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۴-۳۹۳ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد ترکی غلام جو کہ قرآن مجید کے قاری اور حافظ تھے امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اداب بجا لا کر عرض کیا میری روح آپ پر فدا ہو اے فرزند رسولؐ ! مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لشکر میں کوئی متنفس زندہ نہیں بچے گا آپ اجازت دیں تاکہ میں بھی اپنی جان حضور کے سامنے قربان کروں امام حسین علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں تجھے اپنے فرزند زین العابدین کے لئے خریدا ہے اور اسے بخش دیا ہے اس کے پاس جا کر اجازت طلب کرو راوی کہتا ہے کہ اس دن امام زین العابدین علیہ السلام بیمار

تھے اور خیمہ میں سہارا لئے ہوئے تھے غلام نے امام زین العابدین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے میرے مولیٰ وآقا کے فرزند میں نے حضور کے والد سے جہاد کی اجازت مانگی انہوں نے فرمایا تم میرے اس نورِ چشم کے غلام ہو تمہارا اختیار اسے حاصل ہے اور اب میں آپ کے آستانہ کی طرف آیا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ حضور مجھے مایوس نہیں فرمائیں گے اور جنگ کی اجازت دیں گے امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا ترکی غلام دوسری دفعہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت حال عرض کی اور ان حضرت سے اجازت لیکر میدان جنگ کا رخ کیا جب امام زین العابدین علیہ السلام کو خبر ہوئی کہ میرا غلام میدان جنگ کی طرف جا رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ خیمہ کے دامن کو اٹھایا جائے چنانچہ حسب الحکم ایسا کیا گیا شہزادے نے دیکھا کہ وہ ترکی غلام کھلے ہوئے پھول جیسے رخساروں اور چودھویں کے چاند جیسے چہرے کے ساتھ دونوں فوجوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اس بدبخت فوج کے سامنے تلوار ہلا کر مقابل کو طلب کیا کبھی عربی زبان اور کبھی ترکی زبان میں رجز پڑھتے تھے۔

علّامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۵ پر لکھا ہے کہ اس مضمون کا رجز پڑھا میری طعن وضرب سے دریا میں آگ لگ جاتی ہے اور میرے تیروں کی چوٹ سے افق میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے جب میری تلوار میرے ہاتھ میں چمکتی ہے تو حاسد بدذات کا قلب پاش پاش ہو جاتا ہے۔

اس جوان نے ستر دشمنوں کو تہہ تیغ کیا۔ بروایت علّامہ مجلسی آخر کار تیغ ظلم عدوان سے گھائل ہو گئے اور زمین پر گر پڑے حضرت اس سعادت مند کی نعش پر آئے اور زار زار روئے اور اپنا رخسارہ مبارک غلام کے رخسارہ پر رکھا غلام

نے آنکھیں کھول کر اس امام انام کے جمال عدیم المثال پر نظر کر کے تبسّم کیا اور مرغ روح باغِ جنت کی طرف پرواز کر گیا۔ بحار الانوار۔ ۳۰۔

علاّمہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۹۱ پر لکھا ہے کہ گمان ہے کہ اس ترکی غلام کا نام اسلم بن عمرو ہو۔

یزید بن زیاد بن شعثا کی شہادت

ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد یزید بن زیاد بن شعثا میدانِ کارزار میں آئے اور وہ آٹھ تیر جو اُن کے پاس تھے لشکر مخالف کی طرف پھینکے اور پانچ مخالفوں کو ان تیروں سے واصل جہنم کیا اور جو تیر پھینکتے تھے حضرت فرماتے تھے کہ خداوندان کے تیر کو نشانہ پر لگا اور اس کے عوض میں اس کو بہشت عطا فرما اس وقت فوج مخالف نے حملہ کر کے اسے شہید کر دیا۔

علاّمہ محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۷ پر بسند علاّمہ مجلسی مولف بحار الانوار مذکورہ واقعات نقل کئے ہیں۔

ابو عمر نہشلی کی شہادت

ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ ابن نما رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہران مولی بنی کاہل سے روایت کی ہے اس نے کہا میں صحرائے کربلا میں امام حسینؑ کے ہمراہ تھا ایک شخص کو دیکھا کہ زبردست مقابلہ کرتا ہے اور ہر حملہ میں جمعیت اعدا کو متفرق کر کے حضرت کی خدمت میں آتا ہے اور اس مضمون کا رجز پڑھتا ہے۔

خوشخبری ہو تجھے کہ ہدایت پائی تونے راہ راست کی اور ملاقات کرے گا تو رسولؐ خدا سے جنت الفردوس میں۔ میں نے پوچھا کہ یہ بزرگوار کون ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ ابو عمر نہشلی ہیں بروایت دیگر کہا گیا کہ یہ ابو عمر خشعمی ہیں پس عامر بن نہشلی اور ثعلبی ملعون نے انہیں شہید کر کے سر انور بدن شریف سے جدا کیا یہ بزرگوار بڑے عابد و زاہد اور کثیر الصلوٰۃ تھے۔

مذکورہ واقعات علاّمہ محمد تقی نے بھی بسند علاّمہ مجلسی مولف بحارالانوار، ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۷ پر نقل کئے ہیں۔

یزید بن مہاجر کی شہادت

علامہ طبری نے تاریخ طبری صفحہ ۱۔ ۲۹۰ پر لکھا ہے کہ روایت ہے بنی بہدلہ میں سے ابو شعثا یزید بن زیاد حسینؑ کے سامنے آکر دونوں زانو ٹیک کر کھڑے ہو گئے اور سو تیر دشمنوں کو مارے ان میں سے پانچ تیر خطا ہو گئے یہ شخص اس قدر تیر انداز تھے جب تیر سر کرتے تھے تو کہتے تھے میں بنی بہدلہ سے ہوں جو لوگ کہ شہ سوار لشکر ہیں۔ حسینؑ کہتے جاتے تھے یارخدایا ان کے نشانہ کو صائب اور بہشت انہیں نصیب کر سب تیر لگا چکے تو اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا پانچ تیروں کے سوا میرا کوئی تیر خطا نہیں ہوا اور مجھے یقین ہے کہ پانچ شخصوں کو میں نے قتل نہیں کیا انصار میں سے جو لوگ پہلے ہی قتل ہو گئے یہ بھی ان میں سے ہیں ان کے رجز کا یہ مضمون تھا۔

میرا نام یزید ہے میرے باپ کا نام مہاجر۔ میں شیر بیشہ شجاعت ہوں خدا جانتا میں حسینؑ کا ناصر ہوں اور ابن سعد کا ساتھ میں نے چھوڑ دیا اس سے دوری اختیار کی۔

پہلے یہ ابن سعد کے لشکر میں تھے جب انہوں نے دیکھا کہ حسینؑ نے جتنی شرطیں پیش کیں وہ سب رد کی گئیں تو انصار حسینؑ میں آکر مل گئے اور مشغولِ قتال رہے یہاں تک کہ درجہ شہادت پہ فائز ہوئے۔

مذکورہ واقعات بعینہٖ علامہ مجلسی نے بھی بحار انوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۳۰ پر اور علّامہ محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۷ پر نقل کئے ہیں۔

سیف بن ابی الحارث اور مالک بن عبداللہ کی شہادت

علّامہ طبری نے تاریخ طبری حصّہ چہارم صفحہ ۲۸۷-۸ پر لکھا ہے کہ سیف بن حارث اور مالک بن عبداللہ دونوں آپس میں چچا زاد بھائی تھے ماں دونوں کی ایک تھی یہ دونوں جابری جوان روتے ہوئے آپ کے پاس آئے آپ نے فرمایا بچو کیوں روتے ہو واللہ میں تو جانتا ہوں اب تھوڑی ہی دیر میں تم خاموش ہو جاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا ہم آپ پر فدا ہو جائیں اپنے لئے نہیں روتے آپ کے حال پر ہمیں رونا آتا ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ نرغہ میں ہیں اور ہم آپ کو بچا نہیں سکتے آپ نے جواب دیا میری حالت پہ محزون ہونے کی جزا، میرے ساتھ ہمدردی کرنے کا عوض اے فرزندو! حق تعالیٰ تمہیں دے جیسا کہ نیک بندوں کو وہ دیتا ہے۔

حنظلہ کے بعد دونوں نوجوان جابری آگے بڑھے مڑ مڑ کر آپ سے کہتے جاتے تھے السّلام علیکم یا ابن رسولؐ اللہ آپ نے دونوں کے جواب میں فرمایا وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ ان دونوں نے قتال کیا اور شہید ہو گئے۔

مذکورہ واقعات معمولی تغیّر کیساتھ علّامہ مجلسی نے بھی بحار الانوار اور علّامہ محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم میں نقل کئے ہیں۔

زیاد مصاہر الکندی کی شہادت

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۷۸ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن محمد رضا الحسینی اپنی تالیفات میں جلاء العیون جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ مالک بن انس کے بعد زیاد مصاہر الکندی نے عمر ابن سعد کے لشکر پر حملہ کیا اور اس گروہ سے نو آدمی تہہ تیغ کئے اور خود بھی شہید ہُوئے۔

حضرت ابراہیم ابن حسینؑ کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل الحسین معروف بہ مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحات ۶۹ و ۷۰ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد ابراہیم بن حسینؑ اس مضمون کا رجز پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں تشریف لائے۔

اے حسینؑ آگے بڑھیئے تو آج کے دن احمدؐ سے ملاقات ہو گی پھر اپنے باپ سے جو پاک اور خدا کی طرف سے قوی نیز ابن حسنؑ سے جو سب سے زیادہ نیک اور زہر سے شہید ہو گئے تھے اور سب شہیدوں کے ساتھ بازوؤں سے پرواز کرنے والے سے اور سردار و سور ما و شیر زیان حمزہ سے ملاقات فرمائیے گا یہ سب لوگ جنت الفردوس میں سعادت پر کامیاب ہو گئے۔

یہ فرما کر لشکر پر دھاوا بول دیا پچاس آدمیوں کو خاک پر سلا کر ان پر رحمت خدا ہو خود بھی جنت کو سدھارے۔

علی بن مظاہر کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے کہ آپ کے بعد علی بن مظاہر اسدی

یہ فرماتے ہوئے میدانِ جنگ میں بڑھے۔

میں یہ قسم کہتا ہوں کہ اگر ہم لوگ تمہارے برابر ہوتے بلکہ اگر تم سے آدھے بھی ہوتے تو تم بُری طرح میدان سے بھاگتے اے شرافت اور اعمال میں بدترین قوم خدا تمہاری اولاد کو نہ رکھے۔ یہ فرما کر قوم اشقیا، پر حملہ فرمادیا اور ستّر بہادروں کو قتل کر کے امام حسینؑ علیہ السلام کے سامنے راہی جنان ہو گئے۔

معلیٰ کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل الحسینؑ معروف بہ مقتل ابی مخنف صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد معلیٰ میدان جنگ میں آئے آپکی شجاعت کی ایک دھوم مچی ہوئی تھی اس مضمون کا رجز پڑھتے تھے، میرا نام معلیٰ ہے حمایت کو اٹھا ہوں باز نہیں رہوں گا۔ جو محمدؐ و علیؑ کا دین ہے وہی میرا ایمان ہے جب تک موت نہ آجائے برابر تم کو ہٹاتا رہوں گا۔ اور ایسے شخص کی طرح وار کرتا رہوں گا جسکو موت کا کوئی خدشہ نہیں ہوتا۔ خالق ازلی سے ثواب کی امید کرتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ اللہ خوبی کے ساتھ میرا عمل پورا کر دے پھر حملہ فرمایا پچاس شہسوار خاک میں ملا کر خود بھی زمین پر تشریف لائے اور اپنے خون میں تڑپنے لگے۔

طرماح بن عدی کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل الحسینؑ معروف بہ مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۲-۷۱ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد طرماح بن عدی بڑھ کر یہ شعر پڑھنے لگے۔

بہت سخت وار لگانے والا طرماح میں ہی ہوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ گھمسان میں جب اپنی تلوار سونت لیتا ہوں تو میرا ہم پلہ بھی میرے چھا جانے سے ڈرنے لگتا ہے یہ وار تو نبھالو میں نے تو سرکشوں کے خلاف اگرچہ میرا فرزند ہی کیوں نہ ہو،

اپنا دل سخت کر لیا ہے۔

یہ فرما کر آپ مشغولِ جنگ ہو گئے اور ستر آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس عرصہ میں آپ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور ہیجان کر کے زمین پر گرا دیا تو لشکر ابن سعد نے آپکو گھیر لیا اور سر تن سے جدا کر دیا۔

یزید بن مظاہر اسدی کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۹ - ۶۸ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد یزید بن مظاہر اسدی میدان میں آئے اور اس مضمون کا رجز ارشاد فرما رہے تھے۔

میرا نام یزید ہے اور میرے والد مظاہر ہیں مقام شیری کے شیر سے زیادہ بہادر ہوں اور تم کو آگاہ کرتا ہوں نیزے کی انیاں میرے پاس سرکشوں کے لئے حاضر رہتی ہیں اے پروردگار میں حسین علیہ السلام کا مددگار ہوں ہند کے بیٹے سے بچتا اور پرہیز کرتا ہوں اور میرے قبضہ میں کاٹ کرنے والی اور تیز تلوار ہے۔

یہ کہتے ہی فوج اشقیاء پر حملہ کر دیا اور جب تک پچاس بہادر قتل نہ کر لئے برابر لڑتے رہے آخر کار درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

مالک بن اوس مالکی کی شہادت

خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی مطبع طہران صفحہ ۳۷۵ پر لکھا ہے کہ اب مالک بن اوس مالکی نے تلوار سونت کر فوج اشقیاء پر حملہ کر دیا اور کئی بہادروں کو قتل کر کے درجہ شہادت حاصل کیا اور رحمتِ الٰہی کے جوار میں چلا گیا۔

انیس بن معقل کی شہادت

محمد بن علی شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۷۸ پر لکھا ہے کہ انیس بن معقل

اصبحی لڑنے کو نکلے اور اس مضمون کا رجز پڑھا۔

میں انیس بن معقل ہوں میرے ہاتھ میں چمکدار تلوار کا قبضہ ہے
میں دشمنوں کے سر اڑا دوں گا غبار اڑا دونگا اور صاحب مجد و فضل حسین سے دشمن کو ہٹاؤنگا
جو خیر المرسلین رسولؐ اللہ کے فرزند ہیں

انہوں نے بیس سے زائد اشقیاء کو قتل کیا اور خود درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

ابراہیم بن حصین اسدی کی شہادت

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۰ پہ لکھا ہے کہ ابراہیم بن حصین اسدی نے ایک رجز پڑھا اور فوج اشقیاء پر حملہ کر دیا۔ اس نے ۸۴ آدمیوں کو قتل کیا اور خود بھی جام شہادت نوش کیا۔

مولف جامع التواریخ عرض کرتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے جو اصحاب یوم عاشورا میدان کربلا میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے انکی تعداد اور ان کے ماقبل اور مابعد شہید ہونے کے متعلق مابین علماء تاریخ کربلاء اختلاف ہے اب با حتراز طوالت و باختصار تفاوت ان علماء تاریخ کربلاء کی آراء کا مختصر ترین خاکہ پیش کیا جاتا ہے جن کی کتب ماخذ کے طور پہ استعمال کی جاتی ہیں۔

سب سے پہلے لوط بن یحیٰی المشہور ابو مخنف مولف مقتل الحسین معروف بہ مقتل ابی مخنف مطبع النجف کے چشم دید بیان کا مختصر ترین خاکہ دربارہ تعداد و نوبت شہادت اصحاب امام حسین علیہ السلام جامع التواریخ میں درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ حبیب ۲۔ زہیر بن قین ۳۔ بریر بن مظاہر اسدی ۴۔ یحیٰی بن کثیر انصاری۔
۵۔ ہلال بن نافع۔ ۶۔ ابراہیم ۷۔ علی بن مظاہر ۸۔ معلیٰ ۹۔ جون غلام ابی ذر غفاری۔

۱۰۔عمیرابن مطاع ۱۱۔ عبداللہ بن وہب کلبی ۱۲۔ طرماح بن عدی۔ لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف میں لکھا ہے کہ جب امام حسینؑ کے تمام اصحاب و انصار شہید ہوچکے اور حضرت نے استغاثہ کیا تو حربن یزید ریاحی اس وقت خدمت امام زماں میں حاضر ہوا اور بعد تحصیل اجازت جہاد کرکے درجۂ شہادت پہ فائز ہوا۔

اس کے علاوہ علامہ سید ابن طاؤس مؤلف مقتل لہوف کی تحقیق کا مختصر ترین خاکہ درباب تعداد و نوبت شہادت اصحاب امام حسین علیہ السلام نقل کیا جاتا ہے۔

۱۔ حربن یزید ریاحی ۲۔ بریر بن خضیر ہمدانی ۳۔ محمد بن بشیر ۴۔ وہب پسر حباب کلبی ۵۔مسلم بن عوسجہ ۶۔ عمربن قرظہ انصاری ۷۔جون غلام ابی ذر ۸۔ عمر بن خالد صیداوی ۹۔ حنظلہ بن اسعد ۱۰۔سعید بن عبداللہ ۱۱۔ زہیربن قین ۱۲۔ سوید بن عمر بن ابی مطاع۔

سید علامہ ابن طاؤس کہتے ہیں کہ مطابق روایات، حر کے آنے سے پہلے بہت سے اصحاب حسینؑ درجہ شہادت پہ فائز ہوچکے تھے۔مولف عرض کرتا ہے کہ سید علامہ ابن طاؤس نے ان شہداء کے اسماء گرامی نقل نہیں کئے ہیں۔

اب شیخ الامۃ محمد بن محمد النعمان الملقب بالمفید متوفی ۴۱۳ھ مولف الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، کی رائے کا مختصر ترین خاکہ نقل کیا جاتا ہے ۱۔حربن یزید ریاحی ۲۔ عبداللہ بن عمیر ۳۔نافع بن ہلال ۴۔مسلم بن عوسجہ ۵۔حبیب بن مظاہر ۶۔زہیر بن قین ۷۔حنظلہ بن سعد ۸۔شوذب ۹۔عابس بن شبیب شاکری۔

مولف عرض کرتا ہے کہ شیخ مفید جیسے ممتاز مورخ نے کتاب الارشاد میں جو مورخین ماخذ کے طور پر استعمال کرتے ہیں، حضرت امام حسینؑ کے دیگر اصحاب کے اسماء گرامی نقل نہیں کئے ہیں۔

اس کے بعد احمد یا محمد بن علی اعثم کوفی مولف تاریخ اعثم کوفی کی رائے کا مختصر ترین خاکہ

راجح بہ تعداد اور نوبت شہادت اصحاب امام حسین علیہ السلام لکھا جاتا ہے۔ ۱۔ حر بن یزید ریاحی ۲۔ بریر ہمدانی ۳۔ عمر بن خالد ازدی ۴۔ مسلم بن عوسجہ اسدی ۵۔ مالک بن اوس مالکی ۶۔ ہلال بن نافع ۷۔ حباب بن ارت انصاری ۸۔ عمر بن جنادہ

خواجہ اعثم کوفی جیسے ممتاز مورخ نے بھی فقط مذکورہ بالا اصحاب امام حسینؑ کی شہادتوں کے واقعات نقل کئے ہیں۔

اب علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی مولف مناقب آل ابیطالب کی تحقیق کا مختصر ترین خاکہ جامع التواریخ میں درج کیا جاتا ہے۔ ۱ حر۔ ۲۔ بریر بن خضیر ہمدانی۔ ۳۔ وہب بن عبداللہ کلبی ۴۔ عمرو بن خالد ازدی ۵۔ سعد بن حنظلہ تمیمی ۶۔ عبداللہ مذحجی ۷۔ مسلم بن عوسجہ ۸۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ یزنی ۹۔ یحییٰ بن سلیم مازنی۔ ۱۰۔ قرہ بن ابی قرہ انصاری ۱۱۔ عمرو بن مطاع جعفی ۱۲۔ جون غلام ابی ذر۔ ۱۳۔ انیس بن معقل اصبحی ۱۴۔ یزید بن مہاجر جعفی ۱۵۔ حجاج بن مسروق جعفی ۱۶۔ حبیب ابن مظاہر۔ ۱۷۔ زہیر بن قین ۱۸۔ جنادہ بن حارث انصاری ۱۹۔ حر کا ایک ترکی غلام ۲۰۔ مالک بن دودان ۲۱ ابو ثمامہ مائدی ۲۲۔ ابراہیم بن حصین اسدی ۲۳۔ عمرو بن قرظ انصاری ۲۴۔ احمد بن محمد ہاشمی اس کے بعد علامہ ابو جعفر جریر طبری مولف تاریخ الامم والملوک کی رائے کا خاکہ متعلق بہ تعداد و نوبت شہادت امام حسینؑ نقل کیا جاتا ہے۔ ۱۔ حر ۲۔ وہب بن عبداللہ ۳۔ بریر بن حضیر ۴۔ علی بن قرظہ ۵۔ مسلم بن عوسجہ ۶۔ عبداللہ بن عمیر کلبی ۷۔ حبیب ابن مظاہر ۸۔ ابو ثمامہ حنفی ۹۔ زہیر بن قین ۱۰۔ نافع بن ہلال۔ ۱۱۔ عزرہ غفاری کے فرزند عبداللہ، عبدالرحمٰن ۱۲۔ حنظلہ بن اسعد شبامی ۱۳۔ سیف و مالک ۱۴۔ شوذب ۱۵۔ عابس بن ابی شبیب ۱۶۔ یزید بن زیاد ۱۷۔ عمر بن خالد صیداوی ۱۸۔ سعد ۱۹۔ جابر بن حارث سلمانی ۲۰۔ مجمع بن عبداللہ عائذی۔

اب ملا حسینؒ مولف روضۃ الشہدا کی رائے کا خاکہ متعلق بہ تعداد و نوبت شہادت

اصحاب امام حسینؑ جامع التواریخ میں درج کیا جاتا ہے۔ ۱۔ حر بن یزید ۲۔ مصعب برادر حر۔ ۳۔ پسر حر ۴۔ حر کا غلام غرہ ۵۔ زہیر بن حسان اسدی ۶۔ عبداللہ بن عمیر کلبی ۷۔ بریر بن خضیر ہمدانی ۸۔ وہب بن عبداللہ کلبی ۹۔ عمرو بن خالد ازدی ۱۰۔ خالد بن عمرو ۱۱۔ سعد بن حنظلہ ۱۲۔ عمرو بن عبداللہ مذحجی ۱۳۔ حماد بن انس ۱۴۔ شریحی بن عبید رومی ۱۵۔ مسلم بن عوسجہ ۱۶۔ پسر مسلم بن عوسجہ ۱۷۔ ہلال بن نافع ۱۸۔ عبداللہ یزنی ۱۹۔ یحیی بن سلیم مازنی۔ ۲۰۔ عبدالرحمٰن بن عروہ غفاری ۲۱۔ مالک بن انس بن مالک ۲۲۔ عمرو بن مطاع جعفی ۲۳۔ قیس بن منبہ ۲۴۔ ہاشم بن عتبہ ۲۵۔ حبیب بن مظاہر ۲۶۔ جرہ یا حریر آزاد کردہ غلام ابی ذر غفاری ۲۷۔ یزید بن مہاجر جعفی ۲۸۔ انیس بن معقل اصبحی ۲۹۔ عابس بن شبیب وشوذب ۳۰۔ حجاج بن مسروق جعفی ۳۱۔ سیف بن حارث بن سریع و مالک بن عبداللہ ۳۲۔ امام زین العابدین کا ترکی غلام ۳۳۔ حنظلہ بن سعد ۳۴۔ یزید بن زیاد شعبا۔ ۳۵۔ سعد بن حنفی ۳۶۔ جنادہ بن حارث انصاری ۳۷۔ عمرو بن جنادہ ۳۸۔ مرہ بن ابی مرہ غفاری ۳۹۔ محمد بن مقداد و عبداللہ بن ابو رجانہ ۴۰۔ سعد غلام امیرالمومنین ۴۱۔ قیس بن ربیع و اشعث بن سعد و عمرو بن قرطہ و عظمہ و حماد۔

ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۹۶ پر لکھا ہے میدان کربلا میں یاران، چاکران اور ملازمان امام حسینؑ میں سے ترپن افراد نے شربت شہادت نوش فرما کر اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی۔

اس کے بعد ملا محمد باقر مجلسی مولف بحارالانوار جلد دہم کی تحقیق کا خاکہ درباب تعداد و نوبت شہادت اصحاب امام حسین علیہ السلام نقل کیا جاتا ہے۔ ۱۔ حر بن یزید ریاحی۔ ۲۔ بریر ۳۔ وہب کلبی ۴۔ عمر بن خالد ازدی ۵۔ خالد بن عمرو ۶۔ سعد بن حنظلہ ۷۔ عمیر بن عبداللہ ۸۔ مسلم بن عوسجہ ۹۔ نافع بن ہلال بجلی ۱۰۔ سعید بن عبداللہ ۱۱۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ ۱۲۔ عمرو بن قرطہ ۱۳۔ جونؑ غلام ابی ذر ۱۴۔ عمر بن خالد ۱۵۔ حنظلہ بن سعد۔

۱۶۔سوید بن عمرو ۱۷۔یحییٰ بن سلیم ۱۸۔قرہ غفاری ۱۹۔ مالک بن انس ۲۰۔عمرو بن مطاع جعفی ۲۱۔مسروق موذن امام حسینؑ ۲۲۔زہیر بن قین ۲۳۔سعید بن عبداللہ ۲۴۔ حبیب بن مظاہر ۲۵۔ہلال بن نافع ۲۶۔ ایک یتیم بچہ ۲۷۔جنادہ بن حرب ۲۸۔عمر بن جنادہ ۲۹۔عبدالرحمٰن بن عروہ ۳۰۔عابس بن شبیب شاکری وشوذب غلام ترکی ۳۱۔ عبداللہ وعبدالرحمٰن غفاری ۳۲۔ ایک ترکی غلام ۳۳۔ یزید بن زیاد شعثا ۳۴۔ابوعمر نہشلی ۳۵۔ یزید بن مہاجر ۳۶۔ سیف بن حریث و مالک بن عبداللہ ۔

اب ملا محمد باقر مجلسی مولف جلاء العیون کے تفحص کا مختصر ترین خاکہ راجع بہ تعداد و نوبت شہادت اصحاب امام حسینؑ قلمبند کیا جاتا ہے ۔۱۔ حر ۲۔ بریر بن خضیر ۳۔ وہب بن عبداللہ ۴۔ عمر بن خالد ازدی ۵۔خالد بن عمرو ازدی ۔ ۶۔سعید بن حنظلہ تمیمی ۷۔عمرو بن عبداللہ مذحجی ۸۔مسلم بن عوسجہ ۹۔ زہیر بن قین ۱۰۔حبیب ابن مظاہر ۱۱۔ ہلال ابن حجاج ۱۲۔نافع ابن ہلال ۱۳۔عبدالرحمٰن بن عبداللہ ۱۴۔جون غلام ابی ذر غفاری ۱۵۔عمرو بن صیداوی ۱۶۔ حنظلہ بن اسعد ۱۷۔ سوید بن عمر ۱۸۔یحییٰ بن سلیم ۱۹۔ قرہ بن قرہ غفاری ۲۰۔عمرو بن مطاع جعفی ۲۱۔ حجاج بن مسروق ۲۲۔ جنادہ بن حارث ۲۳۔عمرو بن جنادہ ۲۴۔عبدالرحمٰن بن عروہ ۲۵۔ عابس بن شبیب شاکری وشوذب ۲۶۔ عبداللہ وعبدالرحمٰن غفاری ۲۷۔ ترکی غلام ۲۸۔زیاد بن شعثا۔ ۲۹۔ ابوعمر نہشلی ۳۰۔ سیف بن ابی حارث و مالک بن عبداللہ ۔

مولف عرض کرتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے جو اصحاب یوم عاشورا میدان کربلا میں درجہ شہادت پہ فائز ہوئے ان کی تعداد مع اسماء گرامی حضرت صاحب العصر و الزمان صلوات اللہ علیہ نے بھی زیارت ناحیہ میں دی ہے جو یہ ہے ۔

۱۔ سلیمان ۲۔قارب ۳۔منجح ۴۔مسلم بن عوسجہ ۵۔سعد بن عبداللہ ۔ ۶۔ بشر بن عمر حضرمی ۷۔یزید بن حصین ہمدانی ۸۔ عمر بن کعب انصاری ۹۔نعیم بن عجلان انصاری۔

۱۰ - زہیر بن قین بجلی ۱۱ - عمر بن قرظہ انصاری ۱۲ - حبیب بن مظاہر اسدی ۱۳ - حر بن یزید ریاحی ۱۴ - عبداللہ بن عمر کلبی ۱۵ - نافع بن ہلال بن نافع مرادی ۱۶ - انس بن کاہل اسدی - ۱۷ - قیس بن مسہر صیداوی ۱۸ - عبداللہ، عبدالرحمٰن غفاریان ۱۹ - عون بن حوی غلام ابی ذر ۲۰ - شبیب بن عبداللہ نہشلی ۲۱ - حجاج بن زید سعدی ۲۲ - قاسط و کرش پسران ظہیر ۲۳ کنانہ بن عتیق ۲۴ - ضرعامہ بن مالک ۲۵ - حوی بن مالک ضبعی ۲۶ - یزید بن ثبیت قیسی ۲۷ - عامر بن مسلم ۲۸ - قعنب بن عمر تمری ۲۹ - سالم غلام عامر بن مسلم ۳۰ - سیف بن مالک ۳۱ - زہیر بن بشر خثعمی ۳۲ - زید بن معقل جعفی ۳۳ - حجاج مسروق جعفی - ۳۴ - مسعود بن حجاج ۳۵ - مجمع بن عبداللہ عائذی ۳۶ - عمار بن حسان بن شریح طائی ۳۷ - حیان بن حارث سلمانی ازدی ۳۸ - جندب بن حجر خولانی ۳۹ - عمر بن خالد صیداوی اور اس کا غلام سعید ۴۰ - یزید بن زیاد مظاہر کندی ۴۱ - زاہد غلام عمر بن حمق خزاعی - ۴۲ - جبلہ بن علی شیبانی ۴۳ - سالم غلام مدینہ کلبی ۴۴ - اسلم بن کثیر ازدی اعوج ۴۵ - زہیر بن سلیم ازدی ۴۶ - قاسم بن حبیب ازدی ۴۷ - جندب حضرمی ۴۸ - ابو ثمامہ عمر بن عبداللہ صائدی ۴۹ حنظلہ بن اسعد شیبانی ۵۰ - عبدالرحمٰن بن عبداللہ کدری ارجی ۵۱ - عمار بن سلامہ ہمدانی ۵۲ - عابس بن شبیب شاکری - شاکر کا غلام شوذب ۵۳ - شبیب بن حارث سریع ۵۴ - مالک بن عبداللہ سریع ۵۵ - زخمی اسیر سوار بن ابی صمیر فہمی ہمدانی ۵۶ - عمر بن عبداللہ جندعی -

واقعات شہادت ہائے بنی ہاشم
حضرت علی اکبر علیہ السّلام کی شہادت

علاّمہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ببغداد سال ۳۱۰ ھ نے تاریخ الامم والملوک حصّہ چہارم صفحہ ۲۹۱ پر لکھا ہے کہ اولاد ابوطالب میں سب سے پہلے علی اکبر ابن حسینؑ علیہ السلام شہید ہوئے۔

علاّمہ علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۴۶ ھ نے مروج الذہب حصّہ سوم مطبع مصر صفحہ ۱۴۵ پر، شیخ مفید متوفی در بغداد سال ۴۱۳ ھ نے کتاب الارشاد مطبع طہران صفحہ ۱۰۹ پر اور علاّمہ علی بن موسیٰ متوفی در بغداد سال ۶۶۴ھ نے مقتل لہوف صفحہ ۷۱ پر لکھا ہے کہ اصحاب امام حسینؑ میں سے ایک جوان کے بعد دوسرا آتا اور شہید ہو جاتا جب خاص طور پر امام حسینؑ کے ہمراہ ماسوائے آپ کے اہلبیتؑ کے اور کوئی باقی نہ رہا تو امام حسینؑ کے فرزند علیؑ بن حسینؑ نے اپنے ضعیف باپ سے مرنے کی اجازت چاہی۔

علاّمہ مجلسی نے جلاءالعیون مطبع تہران صفحہ ۴۰۶ پر لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اوّل جو فرزندان ابوطالب سے صحرائے پُرآشوب و بلا میں تیغ اہلِ جفا سے شہید ہوئے وہ علی اکبر علیہ السلام تھے۔ علی بن حسین اموی معروف بابی الفرج اصفہانی متوفی ببغداد سال ۳۵۶ ھ نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ مطبوعہ ۱۳۶۵ھ صفحہ ۱۱۴ پر لکھا ہے کہ مدائنی نے عباس بن محمد بن رزین سے، اس نے علی بن طلحہ سے، اس نے ابی مخنف سے، اُس نے عبدالرحمٰن بن یزید جابر سے، اُس نے حمید بن مسلم سے روایت کی ہے اور عمر بن سعد بصری نے ابی مخنف سے، اس نے زہیر بن عبداللہ خثعمی سے روایت کی ہے علاّمہ ابوالفرج اصفہانی نے کہا کہ یہ روایت مجھ سے احمد بن سعید نے

یحییٰ بن حسن علوی سے، اس نے بکر بن عبدالوہاب سے، اس نے اسماعیل بن ابی ادریس سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام سے، بیان کی اور بعض روایات دوسری روایات میں داخل ہیں۔ تحقیق آل ابی ابیطالب میں سے جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ سب سے پہلے شہید ہوئے، وہ آپ کے فرزند علیؑ تھے۔

علامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع تہران صفحات ۲۶۷، ۲۷۱، ۲۷۲ پر لکھا ہے کہ زیارت ناحیہ مقدسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی اکبر علیہ السلام اہلبیت اطہار سے شہید اول تھے کیونکہ حضرت صاحب العصر والزمان صلوات اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مقدس خاندان کے بہترین فرد یعنی جناب محمدؐ مصطفیٰ کی نسل سے پہلے شہید آپ پر سلام ہو اور زیارت ناحیہ مقدسہ کی عبارت مذکور سے یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ اولیّت سے مراد مرتبہ اور شان میں اولیت ہو جس طرح کہتے ہیں کہ فلاں شخص شہر کے عالموں میں سے درجہ اول کا عالم ہے یا شہر کے تاجروں میں درجہ اول کا تاجر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اہلبیت سے پہلے شہید عبداللہ بن مسلم تھے۔

علی اکبر علیہ السلام نے اپنے چچا حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور اپنے والد حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی آغوش میں تربیت پائی تھی وہ معرفت اور کمال میں انتہائی درجے تک پہنچے ہوئے تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اس کے پرورش کرنے اور تعلیم دینے والے تھے کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق والد تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ ہوتا ہے جس نے تم کو جنا، دوسرا وہ ہوتا ہے جس نے تم کو تعلیم دی اور تیسرا وہ ہوتا ہے جس نے تمہیں اپنی لڑکی نکاح میں دی۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے کہ

علی اکبر علیہ السلام کی کنیت ابا الحسن ہے اور آپکی والدہ ماجدہ لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی ہیں جناب لیلیٰ کی والدہ میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ ہے جس کی کنیت ام شیبہ ہے اور میمونہ کی ماں ابی العاص بن امیہ کی بیٹی ہے۔

شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اوّل مطبع تہران صفحہ ۲۷۰ پر لکھا ہے کہ عروہ بن مسعود مشرف باسلام ہونے والے چار سرداروں میں سے اور مشہور عظیم المرتبت لوگوں میں سے ہیں اور لوگوں نے اسے صاحب یٰسین اور حضرت عیسیٰ کے مشابہ ترین مردوں کے ہم مثل کیا ہے۔

علامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۷۱ پر لکھا ہے کہ معلوم نہیں ہے کہ جناب لیلیٰ والدہ مکرمہ حضرت علی اکبر علیہ السلام کربلا میں موجود تھیں بلکہ یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ واقعہ کربلا کے وقت یہ مخدرہ بقید حیات تھیں مگر ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۳۲۴ پر لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام شہزادے علی اکبر علیہ السلام کو گھوڑے پر دروازہ خیمہ تک لے آئے اور ان کی والدہ اور بہنیں زار زار روتی تھیں اور ان پر مرثیے پڑھتی تھیں مگر محمد باقر خراسانی نے کبریت الاحمر مطبع طہران صفحہ ۱۸۷ پر لکھا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام کی والدہ جناب ام لیلیٰ کے کربلا میں موجود ہونے کا ذکر کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے برانگیختہ کرنے والے کلام کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہے کہ علی اکبر علیہ السلام کی والدہ اور بہنیں آنجناب کی لاش پر آئیں اور ہو سکتا ہے کہ ماں سے مراد حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی بانوان حرم سے بعض دوسری ازواج ہوں ورنہ کیوں اس مخدرہ کا ذکر کربلا، کوفہ اور شام کے واقعات میں سے کسی معتبر واقعہ میں نہیں ہے۔

حافظ سلیمان بن ابراہیم قندوزی حنفی نے ینابیع المودہ مطبع نجف اشرف صفحہ ۴۱۵ پر لکھا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام بوقت شہادت سترہ برس کے تھے اور علامہ مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۴۰۴ پر لکھا ہے کہ اس وقت حضرت علی اکبر علیہ السلام کا سن شریف ۱۸ سال سے

متجاوز نھا اور بعض نے ۲۵ سال بھی کہا ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء مطبع طہران صفحہ ۳۲۰ پر ملا محمد باقر نے بحارالانوار جلد دہم مطبع طہران صفحہ پر اور خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی مطبع طہران صفحہ ۳۷۶ پر لکھا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام اس وقت ۱۸ سال کے نونہال تھے علامہ مسعودی نے مروج الذھب حصہ سوم مطبع مصر صفحہ ۴۵ پر لکھا ہے کہ اس وقت علی اکبر علیہ السلام انیس سال کے تھے علاّمہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۸۶ پر لکھا ہے کہ آپ کا سن شریف ۱۸ سال اور ایک روایت کی رو سے ۱۵ رسال تھا۔ محمد ہاشم خراسانی منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۷۲ پر لکھا ہے کہ علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں محمد بن ابیطالب سے نقل کیا ہے کہ وہ بزرگوار واقعہ کربلا میں اٹھارہ سال کے تھے جو کہ حضرت امام زین العابدین سے پانچ سال چھوٹے تھے اور فرماتے ہیں کہ یہ صحیح تر ہے اور شہید نے دروس میں اور کفعمی نے فرمایا ہے کہ شہزادہ علی اکبر علیہ السلام پچیس[۲۵] سال کے تھے جو حضرت زین العابدین علیہ السلام سے دو سال بڑے تھے اور احتمال ہے کہ یہ قول قوی تر ہے۔ اولًا ! اس لئے کہ جمہور محدثین اور مورخین نے علیؑ شہید کو علی اکبرؑ اور حضرت زین العابدینؑ کو علیؑ اصغر لکھا ہے۔

دوسرے مقاتل کی کتب میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام نے یزید کی مجلس میں فرمایا : میرے ایک بھائی تھے جو مجھ سے بڑے تھے اس کا نام علیؑ تھا جسے اشقیاء نے شہید کیا۔

تیسرے : مورخین نے سرائر اور مقاتل میں حضرت علی اکبر علیہ السلام کے حالات میں بیان کیا ہے علی بن حسین علیہ السلام عثمان کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے حضرت علی اکبر علیہ السلام نے یہ روایت اپنے دادا پاک جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے کی ہے اور کفعمی اور شہید اول نے دردس میں اس قول کو ترجیح دی ہے۔

محمد باقر خراسانی نے کبریت احمر مطبع تہران صفحہ ۱۸۶ پر لکھا ہے کہ مورخین کا اس بات

پر اختلاف ہے کہ علی اکبر علیہ السلام سن کے اعتبار سے امام زین العابدین علیہ السلام سے بڑے تھے یا امام زین العابدین علیہ السلام۔ پس شیخ مفید علیہ الرحمۃ اور مورخین کی ایک جماعت اس بات پر متفق ہے کہ علی مقتول امام زین العابدین علیہ السلام سے چھوٹے تھے اور ابوالقاسم کوفی علی بن احمد بن موسیٰ مرقع نواسہ امام محمد تقی مولف کتاب اخلاق واستغاثہ سے "کتاب الاستغاثہ فی بدع الثلثۃ" کے آخری حصّہ میں روایت کرتے ہیں کہ ہم اس بات کے قائل ہیں اور اس بات پر اعتماد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علی بن حسین علیہ السلام جو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے روز زندہ رہ گئے تھے وہ تیس سال کے تھے۔ اور علی جو کربلا میں شہید ہوئے وہ بارہ سال کے تھے اور اپنے والد کے سامنے جہاد کرکے درجۂ شہادت پہ فائز ہوئے اور تمام زیدیہ یہ کہتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام چھوٹے تھے اور یوم عاشورا سات سال کے تھے اور عام نسب بیان کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ چار سال کے تھے اور یہ قول غلط ہے اور امامیہ علویہ اور غیر امامیہ علویہ شیعہ کے مشائخ کرام بھی اس قول کے خلاف ہیں۔

شیخ عباس قمی نے نفس المہموم صفحہ ۱۶۴ پر دربارہ سن شریف علی اکبر علیہ السّلام یہ تحقیقات پیش کی ہیں: شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ کتاب الارشاد میں فرماتے ہیں کہ وہ علی جو روز عاشورا شہید ہوئے امام زین العابدین علیہ السلام سے چھوٹے تھے اور امام زین العابدین علیہ السلام ان سے بڑے تھے اور امام زین العابدین علیہ السلام کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام شاہ زنان تھا اور وہ کسریٰ یزدگرد کی لڑکی تھیں محمد بن ادریس کہتے ہیں کہ اس بارے میں زبیر بن بکار اور ان میں سے ایک گروہ جس کا اس نے نام لیا ہے جیسے اہل فن کی طرف رجوع کرنا بہت بہتر ہے جو کہ فن نسب، تواریخ اور اخبار کے عالم ہیں اور کہتا ہے کہ یہ سب کے سب متفق ہیں کہ علی اکبر علیہ السلام کربلا میں شہید ہوئے اور یہ اس فن میں زیادہ بصیرت رکھنے والے ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ وہ جن کے نام ابن ادریس نے کتاب سرائر میں لئے ہیں اور جنہوں نے کہا ہے کہ علی شہید، امام زین العابدین علیہ السلام سے بڑے تھے یہ ہیں زبیر بن بکار نے "کتاب انساب" میں ابوالفرج اصفہانی و بلادری و مُنتری مولف کتاب لباب اخبار الخلفاء وعمری نسابہ نے کتاب مجدی میں اور مُولف کتاب زواجر و مواعظ اور ابن قتیبہ نے معارف میں اور ابن جریر طبری اور ابن ابی ازہر نے اپنی تاریخ میں اور ابوحنیفہ دینوری نے اخبار الطوال میں اور مولف کتاب فاخراز امامیہ اور ابوعلی بن ہمام نے کتاب انوار در تاریخ اہل بیت میں اور ان میں سے دس غیر امامیہ اور اہل سنّت سے ہیں والعلم عنداللہ۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۰ پہ لکھا ہے کہ محمد بن محمد بن سلیمان نے مجھے روایت کی ہے اس نے کہا ہمیں یوسف بن موسیٰ قطان نے روایت کی اس نے کہا ہمیں جریر نے مغیرہ سے روایت کی ہے اس نے کہا معاویہ نے ایک دن کہا اس امر خلافت کا سب لوگوں سے زیادہ حقدار کون ہے اہل مجلس نے کہا تو ہے معاویہ نے کہا نہیں۔ اس امر خلافت کا زیادہ حقدار علی بن حسین بن علی علیہ السلام ہیں جن کے نانا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہیں اور جن میں بنی ہاشم کی بہادری ہے بنی اُمیّہ کی سخاوت ہے اور ثقیف کا حسن وجمال ہے۔

علامہ ابواسحٰق اسفرائنی نے نورالعین فی مشہد الحسین مطبع مصر صفحہ ۴۸ پر لکھا ہے کہ حضرت علی اکبر علیہ السلام تشریف لائے اور اپنے والد سے اجازت طلب کی امام حسینؑ علی اکبر علیہ السلام کو جہاد کی اجازت دے دی۔ بروایت سید علامہ ابن طاؤس امام حسینؑ نے حضرت علیٔ اکبر کو نگاہ یاس سے دیکھا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

بروایت ملا حسینؒ اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے دستہائے مبارک سے علی اکبر علیہ السلام کو ہتھیار جنگ پہنائے آپ نے ایک زرہ کے اُوپر دُوسری زرہ پہنائی اور جناب امیر علیہ السلام کا چرمی کمربند آپکی کمر میں باندھا اور فولادی خود آنجناب کے

سر اقدس پر رکھا اور عقاب نامی گھوڑے پر سوار کیا آپ کی والدہ اور بہنیں آپکی رکاب اور لگام سے لپٹ گئیں اور امام حسین علیہ السلام نے مخدرات سے فرمایا کہ آپ انہیں جانے دیں کیونکہ علی اکبر علیہ السلام سفرِ آخرت کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں۔ روضتہ الشہداء ۳۲۰۔

علامہ مسعودی نے مروج الذہب صفحہ ۱۴۵ پر، علامہ ابو اسحٰق اسفرائنی نے نور العین فی مشہد الحسین صفحہ ۴۰ پر، سید علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۷۱ پر علامہ محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۴۰۴ پر لکھا ہے کہ جب حضرت علی اکبر علیہ السلام میدان کارزار میں آئے تو حضرت بے اختیار رونے لگے انگشت شہادت سے جانب آسمان اشارہ کرکے فرمایا پالنے والے! تو اس قوم پر گواہ رہنا کہ اب وہ جوان ان کی طرف قتل ہونے جا رہا ہے جو صورت میں سیرت میں گفتار میں بالکل تیرے نبی کی شبیہ ہے اور جب ہم لوگوں کو تیرے رسولؐ کی زیارت کا اشتیاق ہوتا تھا تو اس کا چہرہ دیکھ لیتے تھے۔ بارالہا! توان لوگوں سے زمین کی برکتیں اٹھالے ان کی جمعیت کو پراگندہ کردے ان کے حکام کو ہمیشہ ان سے ناراض رکھ کیونکہ ان اشقیائے نے وعدہ نصرت کرکے ہمیں بلایا اور اب ہمارے قتل پر آمادہ ہیں۔ پھر حضرت نے ابن سعد کو پکار کر فرمایا اے دشمن خدا! خدا تیرے رحم کو قطع کرے اور کسی امر میں تجھے برکت نہ دے اور تجھ پر ایسے بے رحم مسلط کرے جو تیرے فرش خواب پر تجھے ذبح کرے جس طرح تو نے میرے رحم کو قطع کیا اور قرابت رسولؐ کی میرے حق میں پرواہ نہ کی اس کے بعد حضرت نے بآواز بلند یہ آیت جو اہلبیت رسالت کی شان میں نازل ہوئی ہے تلاوت فرمائی - ان اللہ اصطفٰے آدم و نوحا و آلِ ابراہیم و آلِ عمران علی العلمین ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم۔

بروایت ملا حسین جب عمر سعد نے نگاہ کی تو حضرت علی اکبر علیہ السلام کو عقاب نامی گھوڑے پر سوار دیکھا اور کہا یہ امام حسین علیہ السلام کا بڑا فرزند ہے جو صورت سیرت، رفتار اور گفتار میں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ ہے اور

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب کبھی اہل مدینہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق ہوتا تھا تو آ کر علی اکبر علیہ السلام کے چہرے کی زیارت کرتے تھے اور جب انہیں سید علیہ صلوات والسلام کے کلام سننے کا اشتیاق ہوتا تھا تو شہزادہ علی اکبر علیہ السلام کا شیریں کلام سنتے تھے ابو المویدنے کہا ہے کہ اس کے بعد علی اکبر علیہ السلام میدانِ جنگ میں پہنچے ۔ روضۃ الشہداء ۔ ۱ ۔ ۳۲۰ ۔

بروایت شیخ مفید آپ نے میدان میں ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :۔

میں علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ ہوں بیت اللہ کی قسم ہے کہ ہم نبی پاک کے سب سے زیادہ قریب ہیں

خدا کی قسم ہے ایک بدکار ہم پر حکومت نہیں کر سکتا میں اپنے باپ کی حمایت میں تلوار چلاؤں گا

یہ ضرب ایک ہاشمی قریشی کی ہوگی

ابو اسحٰق اسفرائنی نے نور العین فی مشہد الحسین مطبع مصر صفحہ ۴۰ پر، علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۹۳ پر، خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی مطبع طہران صفحہ ۳۷۶ پر اور ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۵ اور بحار الانوار مطبع طہران صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے کہ حضرت علی اکبر علیہ السلام میدان میں پہنچے تو ہر چند مقابل طلب کیا مگر کسی کو جرأت ضرب وحرب نہ ہوئی جناب علی اکبر علیہ السلام نے تیغ نیام سے کھینچ کر ان اشقیاء کو طعمۂ شمشیر آتش بار کیا جس طرف حملہ کرتے تھے بہت سے ناریوں کو ہلاک کر دیتے تھے اور جس جانب پڑتے تھے کشتوں کے پشتے لگا دیتے تھے یہاں تک کہ بروایت امام زین العابدین علیہ السلام بیتالیس اشقیاء کو واصل جہنم کیا ۔ بروایت معتبر دیگر ایک سو بیس بدبخت کافروں کو جہنم روانہ کیا ۔ اقتباس جلاء العیون ۔

علامہ قندوزی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۴۱۵ پر لکھا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام نے فوج اشقیاء کے اسی ملعون واصل جہنم کئے علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابی طالب

صفحہ ۵۸۶ پر لکھا ہے کہ آپ نے ستر جفا کاروں کو قتل کیا ابو مخنف نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۵۴ پر لکھا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام نے ایک سَو اسی آدمیوں کو قتل کیا ۔

علاّمہ سید ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے کہ آپ نے اشرار کے ایک کثیر گروہ کو تلوار کے گھاٹ اتارا

علاّمہ ابو اسحٰق اسفرائنی نے نور العین صفحہ ۵۴ پر لکھا ہے کہ حضرت علی اکبرؑ نے فوج اشقیاء میں سے پانچ سو سواروں کو قتل کیا ۔

بروایت ملا محمد باقر مجلسی اس کے بعد زخمی جسم کے ساتھ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں آکر عرض کیا اے پدر بزرگوار شدت پیاس سے جان بلب ہوں اور سنگینی اسلحہ اور گرانی آہن سے مجھے تعب شدید ہے اگر تھوڑا سا پانی ممکن ہو تو اس سے دشمنوں پر تقویت حاصل کروں یہ سن کر حضرت رونے لگے اور فرمایا اے فرزند! محمد مصطفٰی اور علی مرتضٰی پر صدمہ گزرتا ہے کہ تو انہیں ندا کرے اور وہ تجھے جواب نہ دیں اور تو ان سے استغاثہ کرے اور وہ تیری فریاد کو نہ پہنچیں اے میرے نورِ نظر اپنی زبان میرے مُنہ میں دے دو یہ فرما کر حضرت امام حسینؑ نے علی اکبر علیہ السلام کی زبان کو اپنے منہ میں لے کر چوسا اور اپنی انگوٹھی دیکر فرمایا اسے اپنے منہ میں رکھ لو اور مصروف جہاد ہو جاؤ مجھے امید ہے کہ تم عنقریب اپنے جد پاک کے ہاتھوں سے حوضِ کوثر پر ایسے سیراب ہو گے کہ پھر کبھی پیاسے نہ ہو گے، اس وقت علی اکبر علیہ السلام نے آکر دوبارہ یہ رجز پڑھا اور اشقیاء پر حملہ کر دیا ۔

لڑائی کی حقیقتیں ظاہر ہو گئیں	اور جو اس کے مصداق تھے ظاہر ہو گئے
خدا کی قسم جب تک تلواروں کی بجلیاں	تم کو جھلس نہ دیں گی ہم تم سے جُدا نہ ہوں گے ۔

بحار الانوار ۔

بروایت ملا حسین اس مرتبہ شہزادے علی اکبر علیہ السلام نے مقابل کو طلب کیا،

عمر بن سعد نے طارق بن شیث سے کہا کہ جا کر امام حسینؑ کے فرزند کا کام تمام کر دے تاکہ میں تیرے لئے ابن زیاد سے مراق اور موصل کی حکومت حاصل کروں طارق نے کہا میں تو فرزند رسول کو شہید کر دوں گا مگر مجھے خوف ہے کہ تو اس وعدے کو پورا نہ کرے گا عمر سعد نے قسم کھائی کہ میں اس قول سے نہیں پھروں گا اور میری یہ انگوٹھی لیکر اپنے پاس محفوظ رکھ لے اس نے عمر سعد کی انگوٹھی انگلی میں پہن لی اور حکومت رقہ اور موصل کی آرزو میں علی اکبر علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا وہ جنگی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدان میں آیا اور علی اکبر علیہ السلام پر نیزے کا وار کیا علی اکبر علیہ السلام نے اس کے نیزے کے وار کو رد کرتے ہوئے اس کے سینے پر اس طرح نیزہ مارا کہ دو بالشت نیزے کی نوک اس کی پیٹھ سے باہر نکل آئی اور طارق گھوڑے سے گر پڑا علی اکبر علیہ السلام نے اپنے گھوڑے عقاب کو اس پر چلا دیا یہاں تک کہ اس کے تمام اعضاء گھوڑے کے سموں سے زخمی ہو کر ٹوٹ گئے۔ اس کا لڑکا عمر بن طارق میدان میں آیا اور قتل ہوا اس کا دوسرا لڑکا طلحہ بن طارق اپنے باپ اور بھائی کے غم میں بیقرار ہو کر گھوڑے کو مہمیز لگا کر آگ کے شعلے کی طرح علی اکبر علیہ السلام کے پاس پہنچا اور فوراً اس کے گریبان کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تاکہ شہزادے کو اپنے گھوڑے سے گرا دے، علی اکبر علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا کر اس کو گردن سے پکڑ لیا اور اس طرح لپیٹا کہ ریزہ ریزہ ہو کر شکستہ ہو گیا اور اس کو زین سے اٹھا کر زمین پر اس طرح مارا کہ لشکر سے شور و غوغا بلند ہوا قریب تھا کہ وہ شہزادے کے خوف، ہیبت، طاقت اور شوکت سے منتشر ہو جائیں عمر بن سعد ڈر گیا اور مصراع بن غالب سے کہا کہ جا کر اس ہاشمی جوان کو یہاں سے پھیر دے مصراع نے علی اکبر علیہ السلام کے سامنے آکر اس پر نیزے کا فوراً وار کیا چونکہ علی اکبر علیہ السلام کو شجاعت اور بہادری اپنے باپ دادا سے میراث میں ملی تھی اس لئے اس نے اس طرح نعرہ لگایا کہ تمام فوج نعرے کی ہیبت سے کانپ اٹھی

علی اکبر علیہ السلام مصراع کے سامنے آئے اور اپنی تلوار سے اس کے نیزے کو کاٹ ڈالا پھر مصراع نے چاہا کہ تلوار کھینچے مگر علی اکبر علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے اور نبی پاک پر درود و سلام بھیجتے ہوئے اس کے سر پر اس طرح تلوار ماری کہ زین پہ ٹکڑے ہو کر اپنے گھوڑے سے گر پڑا فوج میں شور و غوغا مچ گیا اور ابن سعد نے محکم بن طفیل کو فرزند نوفل کے ساتھ بلایا اور ہر ایک کو ایک ایک ہزار سوار دیکر علی اکبر علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا انہوں نے فوراً علی اکبر علیہ السلام پر حملہ کر دیا۔ شہزادہ ایک ہی حملے سے ان دو ہزار سواروں کو پسپا کرتے ہوئے قلب لشکر تک اس بھوکے شیر کی طرح پہنچ گیا جو کہ گلہ میں جا پہنچتا ہے اور قتل و غارت کرتا ہے یہاں تک کہ سپاہیوں میں شور مچ گیا پس واپس آکر اپنے والد کے پاس پیاس کی شکایت کی حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ میرے پیارے غم نہ کرو کیونکہ فوراً حوض کوثر سے سیراب ہو گے علی اکبر علیہ السلام اس خوشخبری سے دلشاد ہو کر واپس میدان جنگ میں چلے گئے اور بیک وقت فوج اشقیاء نے دائیں بائیں علی اکبر علیہ السلام پر حملہ کیا اور شہزادہ زخمی ہوئے۔ روضۃ الشہداء ۲۔ ۳۲۱۔

سید علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے کہ مرہ بن منقذ لعین نے ایک تیر شہزادے کو مارا۔ علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۶ پر لکھا ہے کہ مرہ لعین نے علی اکبر علیہ السلام کی پشت پر نیزہ مارا۔ شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصہ دوم صفحہ ۱۱۰ پر لکھا ہے کہ مرہ بن منقذ لعین نے ہمشکل پیغمبر کو نیزہ مارا۔ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۱۱۵ پر اور محمد باقر خراسانی نے کبریت احمر صفحہ ۱۸۵ پر لکھا ہے مرہ بن منقذ نے ایک تیر علی اکبر علیہ السلام کے حلق اقدس پر مارا۔ علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۴۴ پر جلاء العیون صفحہ ۴۰۵ پر اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۹۳ پر لکھا ہے کہ مرہ بن منقذ نے علی اکبر علیہ السلام کے سر اقدس پر

تلوار ماری - لوط بن یحیٰی نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۸۱ پر لکھا ہے کہ مرہ بن منقذ نے ایک لوہے کا گرز علی اکبرؑ کے سرِ اقدس پر لگایا کہ آپ زمین پر گر پڑے اور ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۳۲۲ پر لکھا ہے کہ آخر کار علی اکبر علیہ السلام ابن نمیر کے نیزے کے وار سے اور بعض کہتے ہیں منقذ بن مرہ عبدی کی تلوار کی ضرب سے گھوڑے سے زمین پر گرے۔

بروایت سید علامہ ابن طاؤس علی اکبر علیہ السلام نے گھوڑے سے زمین پر گرتے ہی آواز دی اے بابا جان اس غلام کا حضور کو آخری سلام ہو اے بابا! میرے جدِ امجد بھی میرے پاس تشریف لائے ہیں اور آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ سے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس آنے میں جلدی کرو۔ مقتل لہوف - ۷۲ -

شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصّہ دوم صفحہ ۱۱۰ پر علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک حصّہ چہارم صفحہ ۱۹۲ پر اور علامہ مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۴۰۵ پر لکھا ہے کہ مرہ بن منقذ نے سامنے آکر نیزہ مارا وہ گرے دشمنوں نے آپ کو گھیر لیا اور تلواریں مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

بروایت شیخ مفید اسی وقت امام حسین علیہ السلام پہنچے اور اپنے فرزند کی یہ حالت دیکھ کر اس کے ساتھ ٹھہر گئے اور فرمانے لگے اے بیٹا! خدا اس قوم جفا کار کو قتل کرے جس نے تجھے شہید کیا افسوس! یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور رسول کی ہتک وحرمت پر کس قدر جری ہو گئے اور حضرت کی چشمہائے مبارک سے آنسو بہنے لگے پھر فرمایا اے علی اکبرؑ تمہارے بعد تو دنیا اور زندگانی دنیا پر خاک ہے۔

کتاب الارشاد حصّہ دوم : ۱۱۰ -

بروایت علامہ ابو اسحٰق اسفرائنی پھر امام حسین علیہ السلام نے فوج اشقیاء پر حملہ کیا اور اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا جس نے علی اکبر علیہ السلام کو شہید کیا امام حسین علیہ السلام نے اس کے کندھے پر تلوار کا وار کر کے تلوار کو اس کی پیٹھ سے باہر نکالا،

اور فوج اشقیاء پر حملہ کر کے انہیں اپنے فرزند علی اکبرؑ سے دور بھگا دیا اور علی اکبر علیہ السلام کی لاش پر زار و قطار روئے اور فرمایا اے میرے فرزند! تمہارا فراق مجھ پر سخت دشوار گزرتا ہے اور انہیں اٹھا کر باقی شہیدوں کے پاس لے آئے۔ نور العین : ۱۴۱۔

بروایت ملا حسینؒ امام حسین علیہ السلام علی اکبر علیہ السلام کو عقاب نامی گھوڑے پر در دروازۂ خیمہ تک لے آئے اور علی اکبر علیہ السلام کی والدہ اور آپ کی بہنیں زار زار روتی تھیں اور آپ پر مرثیے پڑھتی تھیں۔ روضۃ الشہداء : ۳۲۴۔

علامہ طبری نے تاریخ طبری صفحہ ۲۹۲ پر علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ پر اور جلاء العیون صفحہ ۴۰۶ پر محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۰۷ پر اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ ۱۱۰ پر لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے علی اکبر علیہ السلام کی لاش کو اٹھا لانے کا حکم دیا اور فرمایا اے جوانو! اپنے بھائی کی لاش کو اٹھا لاؤ پس حضرت علی اکبر علیہ السلام کی لاش کو اٹھا لائے یہاں تک کہ اس خیمہ کے سامنے اسے رکھ دیا جس کے سامنے جنگ کر رہے تھے۔ ترجمہ اقتباس کتاب الارشاد۔

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۰۴ پر لکھا ہے کہ جس وقت علی اکبر علیہ السلام شہید ہو چکے تو مخدرات نبوت سے صدائے نالہ و شیون و فریاد بلند ہوئی امام حسینؑ علیہ السلام نے ان کو آواز دی کہ خاموش ہو جاؤ رونا تو تمہارے دم کے ساتھ ہے یہ فرما کر خود بھی ٹھنڈے سانس بھرنے لگے۔

علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۱ پر لکھا ہے کہ احمد بن سعید نے مجھے یحییٰ سے، اس نے عبید اللہ بن حمزہ سے، اس نے حجاج بن معتمر ہلالی سے اس نے ابی عبید فرزند احمر سے روایت کی ہے کہ یہ اشعار حضرت علی اکبرؑ بن حسینؑ کی شان میں کہے گئے ہیں۔

ترجمہ :۔ کسی دیکھنے والی آنکھ نے ننگے پاؤں اور جوتا پہن کر چلنے والوں میں سے کسی کو علی بن حسینؑ کے مثل نہیں دیکھا جب گوشت مہنگا ہونے کے باوجود آپ کے لئے پکایا جاتا تھا تو آپ اسے کسی کھانے والے سے چھپا کر نہ رکھتے تھے جب آنجناب کے کھانا تیار کرنے کے لیۓ آگ روشن کی جاتی تھی تو وہ نہایت اونچے اور سامنے نظر آنے والے ٹیلے پر روشن کی جاتی تھی تاکہ اس آگ کو بھوکے محتاج اور قبیلوں میں سے وہ آدمی جن کے کھانا تیار کرنے کے لیۓ اہل وعیال نہ ہوں دیکھ کر آئیں ۔ اس سے میری مراد علی اکبر بن لیلیٰ ہیں جو کہ شرافت اور سخاوت کے مالک ہیں اور میری مراد وہ ہیں جو فضیلت اور شرافت والے خاندان کی خاتون کے فرزند ہیں وہ کبھی دنیا کو دین پر ترجیح نہیں دیتے تھے اور کبھی حق کے مقابلے میں باطل کو اختیار نہیں کرتے تھے ۔

حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہ السّلام کی شہادت

ابواسحٰق اسفرائنی نے نور العین فی مشہد الحسینؑ مطبع صفحہ ۴۱ پر علامہ مسعودی نے مروج الذہب مطبع مصر صفحہ ۱۴۵ پر علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک حصّہ چہارم صفحہ ۲۹۲ پر اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصّہ دوم مطبع طہران صفحہ ۱۱۱ پر لکھا ہے کہ علی اکبر علیہ السلام کے بعد جو ہاشمی جوان یوم عاشور کربلا میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے وہ عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھے مگر ابو اسحٰق نے اس کا نام مسلم بن عقیل نقل کیا ہے ۔

خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی مطبع تہران صفحہ ۳۷۵ پر علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب مطبع صفحہ پر ملا حسینؑ نے روضۃ الشہدا مطبع طہران صفحہ ۲۹۷ پر لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۷۲ پر علّامہ محمد تقی نے

ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۸۰ پہ شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اوّل مطبع طہران صفحہ ۲۷۳ پہ ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۰ اور بحار الانوار جلد دہم حصّہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے کہ جب اہلبیت رسالت اور دونوں جہانوں کے امام کے خویش و اقارب کے سوا اور کوئی باقی نہ رہا تو فرزندان امام حسین علیہ السّلام، فرزندان حضرت امیرالمومنین، فرزندان امام حسن علیہ السلام فرزندان جعفر بن ابی طالب اور فرزندان عقیل نے جمع ہو کر ایک دوسرے کو الوداع کیا اور عازم جنگ ہوئے ان میں سے پہلے جو لڑنے کے لئے نکلے وہ مسلم بن عقیل بن ابی طالب کے فرزند حضرت عبداللہ تھے۔

شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اول صفحہ ۲۷۳ پہ علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۱ پر علامہ مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۴۰۱ پہ اور بحار الانوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۳۲ پر اور علامہ ابوالفرج اصفہانی مقاتل الطالبین صفحہ ۴۹ پر لکھا ہے کہ جناب عبداللہ بن مسلم بن عقیل علیہ السلام کی والدہ گرامی جناب رقیّہ خاتون بنت علی ابن ابی طالب تھیں اور جناب رقیّہ کی والدہ ام ولد تھیں

علّامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ تاریخ طبری اور مقاتل ابوالفرج میں ہے کہ آنجناب کی والدہ ماجدہ رقیہ بنت امیرالمومنین علیہ السّلام ہیں بظاہر جناب رقیہ کی کنیت ام کلثوم صغریٰ جناب مسلم بن عقیل علیہ السّلام کی زوجہ تھیں۔

بروایت ملا حسینؒ امام حسینؑ کے قریبی رشتہ داروں میں سے جو سب سے پہلے آگے آئے وہ عبداللہ بن مسلم بن عقیل تھے اس نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ مجھے اجازت دیں کہ میں ہمت و جرأت کے گھوڑے کو آخرت کے میدان میں چلاؤں اور حضور کا سلام مسلم بن عقیل کو پہنچاؤں امام حسینؑ نے فرمایا: اے بیٹے ابھی تک میں

مسلم بن عقیل کے درد فراق سے بے چین ہوں اور ہمیشہ میں آپ کے نو عمر بھائیوں کے
غم میں مغموم رہا ہوں اور اس وقت مجھے جدائی کی آگ سے نہ جلا اور اپنے والد کے زہر
آلود پیالے کے اُوپر فراق کا تلخ شربت مجھے نہ پلا تو مسلم بن عقیل کی یادگار ہے تجھے
اپنے والد کی جدائی کا غم کافی ہے۔ اپنی والدہ کی حفاظت کرو ابھی کچھ موقع ہے کہ
اپنا راستہ لو اس تمام قوم اشقیاء کی نگاہیں مجھ پر لگی ہوئی ہیں اور جب تک مجھے
دیکھتے رہیں گے دوسروں کا خیال نہیں کریں گے عبداللہ نے عرض کیا اے فرزندِ رسول!
میں آپ کو اس ذات پاک معبود کی قسم دیتا ہوں جس نے آپ کے نانا کو رسولؐ برحق
بنا کر اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے کہ مجھے میدانِ جنگ میں جانے کی اجازت عطا فرمائیں
اور بدبخت فوج اشقیاء کے ساتھ جنگ کرنے سے مجھے نہ روکیں تاکہ میں بھی حضور
کی خدمت میں اپنے باپ کا رتبہ حاصل کروں اور جس طرح پہلے وہ شخص جس نے
وفاداری میں اپنی جان قربان کی میرے والد تھے اب اسی طرح آپ کی محبت میں
سب رشتہ داروں سے پہلے جو اپنا سر قربان کرے گا وہ میں ہی ہوں گا امام حسینؓ
نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا اور فرمایا اے میرے شریکِ غم! اے میرے مونس!
اے میرے چچا زاد بھائی کی یادگار میری آنکھیں تجھ سے روشن ہیں اور میرا دل
تجھ سے شاد تھا آپ کے چلے جانے سے میری خوشی مجھ پر حرام ہو جائیگی دنیا میں
ہماری رفاقت ختم ہو جائیگی پس اسے وداع کرتے ہوئے اجازت دے دی
حضرت عبداللہ نے رجز پڑھنا شروع کیا۔ روضۃ الشہداء : ۲۹۷ -

بروایت علامہ ابو اسحٰق اسفرائنی شہزادے نے ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔
آج میں اپنے باپ مسلم بن عقیل اور نبی پاک کے اتباع کرنے والے ان جوانوں سے
ملاقات کروں گا جنہوں نے وفات پائی ہے اور ان سرداروں سے ملوں گا جنہوں
نے اپنی آرزوؤں کو پا لیا ہے وہ ہمارے سردار رسولِ عربیؐ کی اولا ہیں۔ نور العین۔ ۱۴

بروایت علامہ ابن شہر آشوب شہزادے نے رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اے قوم اشرار میں چاہتا ہوں کہ آج اپنے پدر بزرگوار مسلم بن عقیل سے ملاقات کروں گا اور ان جوانوں سے جنہوں نے دین پیغمبر پر وفات پائی ہے اور کسی نے سخن دروغ و باطل ان سے نہیں سنا وہ شرافت نسب میں بہترین مرد تھے اور سادات ہاشمی اور صاحبان حسب تھے مناقب ۔ ۱۸۱ ۵

لوط بن یحییٰ نے بھی مقتل ابی مخنف صفحہ ۲۷ پہ حضرت عبداللہ بن مسلم کا رجز نقل کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

وہ بنی ہاشم جو سب کے سب شریف ہیں ہم ہی ہیں ہم ایک بہت بڑے سردار کی اولاد ہیں حسینؑ خدائے عالم و دانا کے رسول کے نواسے اور شیروں کے شیر اور شہسواروں کے شہسوار علی کی نسل ہیں تمہارے مقابلے میں تیز تلوار چلاؤں گا اور خاص طور پہ نیزے کے حملے کروں گا خداوند عالم و قادر کے سامنے اسی کے ذریعے سے بروز قیامت کامیابی کی امید رکھتا ہوں۔

بروایت ملا حسینؑ حضرت عبداللہ بن مسلم نے گھوڑے کو میدانِ جنگ میں لاکر مدمقابل کو طلب کیا کبھی تلوار چلانے والے مریخ کی طرح تیز دھار تلوار کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور کبھی شہاب ثاقب کی طرح آگ برسانے والے نیزے کے ساتھ حملہ کرتے تھے بالآخر اپنے والد کے انتقام میں اپنے مخالفوں کے جسموں کے اعضاء کو توڑ ڈالا عمر بن سعد نے قدامہ بن اسعد فزاری کی طرف رخ کر کے کہا :۔ اے قدامہ مراسم حرب کو اولاً بجالا کر میدان کی طرف نکل اور اس ہاشمی جوان کی طرف بہادری کے ساتھ متوجہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ تم اس ہاشمی جوان کو ہمارے لشکر سے دُور کردو اور اپنے آپ کو جنگجو بہادروں میں سرفراز کرو قدامہ مکمل طور پہ جنگی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑا دوڑاتا

ہوا عمر سعد کی نوازشات پہ ناز کرتے ہوئے عبداللہ بن مسلم کے مقابلے میں آیا۔
حضرت عبداللہ نے اس پر حملہ کیا قدامہ اس جگہ سے اپنے گھوڑے کو بیکر حضرت عبداللہ
کے سامنے سے ہٹ گیا اور جب حضرت عبداللہ اس پر حملہ کرتے تھے تو وہ اس کے
سامنے بھاگ جاتا تھا جس قدر حضرت عبداللہ اس کے پیچھے اپنے گھوڑے
کو دوڑاتے تھے قدامہ تک نہیں پہنچ سکتے تھے کیونکہ حضرت عبداللہ کے گھوڑے
نے نہ پانی پیا تھا اور نہ دور سے خوراک کو دیکھا تھا حضرت عبداللہ گھوڑا
دوڑانے سے تھک چکے تھے اس لئے نیزہ اپنے ہاتھ سے پھینک ڈالا اور
تلوار کو نیام سے نکال لیا اور میدان جنگ کے ایک کونے میں کھڑے ہوگئے
قدامہ نے جب دیکھا کہ حضرت عبداللہ نے نیزہ پھینک دیا ہے تو نہایت خوش
ہوکر اپنا گھوڑا حضرت عبداللہ کی طرف بڑھایا اور آنجناب کے پرخلوص سینہ پر نیزہ مارا
حضرت عبداللہ نے اپنے آپ کو گھوڑے کی زین سے جھکا دیا یہاں تک کہ نیزے کا
وار خطا ہوگیا پھر گھوڑے کی زین پر واپس آگئے قدامہ نے اپنے گھوڑے کو پھیر
کر چاہا کہ دوسرا حملہ کرے، تو حضرت عبداللہ نے اپنی تلوار اس کے منہ پر اس طرح
ماری کہ اس کی ٹوپی کا آدھا حصہ اُڑ گیا پھر حضرت عبداللہ نے موقع پاکر اس کے
کمربند کو پکڑ کر اس کو گھوڑے کی پیٹھ سے گرادیا اور فوراً اس کے گھوڑے پر سوار
ہوگئے اور اپنا گھوڑا اپنے غلام کے حوالے کیا پھر اپنا نیزہ زمین سے اٹھا کر مدِمقابل
کو طلب کیا۔

راوی کہتا ہے جب سلامہ بن قدامہ نے حضرت عبداللہ کی بہادری دیکھی تو عمر بن
سعد سے کہا کہ اے سپہ سالار میں نے بہت سی جنگیں لڑی ہیں اور بہت سے
جنگجو بہادر دیکھے ہیں لیکن دلیری اور بہادری میں اس ہاشمی جوان کا مدِمقابل میں نے
کسی کو نہیں دیکھا جب فوجِ مخالف نے اس جنگ کا مشاہدہ کیا تو سب کے سب

حضرت عبداللہ سے ڈر گئے حتیٰ کہ کسی کو یہ طاقت اور جرأت نہ ہوئی کہ اس کے سامنے آئے حضرت عبداللہ کچھ دیر تک ٹھہرے رہے مگر ان کے مقابلے میں کوئی بہادر نہ آیا پیاس سے بے چین ہو کر انہوں نے لشکرِ مخالف کے دائیں حصّہ پر حملہ کر کے اور اسے منتشر کر کے بہت سے جوانوں اور گھوڑوں کو ہلاک کیا ان میں سے قبیلہ حمیر کے ایک حمیری جوان کو جو کہ جنگ نہروان کے لشکر خوارج سے باقی رہ گیا تھا اور اس کے بیٹے کامل بن حمیر کو قتل کر ڈالا اور جب لشکر کے دائیں حصّہ سے فارغ ہوئے تو ان کی تلوار سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے اور لشکر کے درمیانی حصّہ پر حملہ کیا اور تقریباً بیس آدمیوں کو قتل کر دیا اور صالح بن نصیر کو بھی اسی جگہ قتل کیا اور اس جگہ سے لشکرِ مخالف کے بائیں حصّہ کی طرف متوجہ ہوئے بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھائے اور عمر سعد کے لشکر کے حبشی پہلوان قدامہ سے مقابلہ کیا اور اس کے شر کو بھی رفع دفع کر دیا۔ روضۃ الشہداء ۸۰ - ۲۹۷ -

بروایت ابی مخنف و علاّمہ ابو اسحٰق حضرت عبداللہ بن مسلم نے فوج اشقیاء کے نوّے ۹۰ سواروں کو واصل جہنم کیا، مگر بروایت ابن شہر آشوب و علاّمہ مجلسی حضرت عبداللہ بن مسلم نے تین حملوں میں اٹھانوے ۹۸ اشقیاء قتل کئے۔

علاّمہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ ہمیں علی بن محمد مدائنی اور حمید بن مسلم سے خبر دی گئی ہے کہ عمرو بن صبیح نے حضرت عبداللہ کو شہید کیا اور یہ روایت بھی کی گئی ہے کہ کسی نے ایک تیر حضرت عبداللہ کو مارا آپ نے اپنا ایک ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لیا تیر ہتھیلی کو چھیدتا ہوا اس کی پیشانی تک جا پہنچا۔

شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ ۱۱۱ پر لکھا ہے کہ عمر بن سعد کی فوج سے عمرو بن صبیح نے حضرت مسلم بن عقیل کے فرزند حضرت عبداللہ کو تیر مارا حضرت عبداللہ نے

اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لیا تاکہ اپنے آپ کو تیر سے بچائے مگر تیر ہاتھ کو چھیدتا ہُوا پیشانی تک پہنچ گیا اب یہ اپنے ہاتھ کو ذرا جنبش نہ دے سکتے تھے پھر ایک دوسرے ملعون نے ان کے قلب پر ایک تیر مارا اور انہیں شہید کر دیا۔

بروایت ابی مخنف امام حسینؑ نے جب عبداللہ بن مسلم کو زمین پر دیکھا تو ارشاد فرمایا بارالٰہا آلِ عقیل کے قاتل کو ہلاک فرما اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پھر ارشاد فرمایا کہ خدا تم کو برکت عطا فرمائے جنت کی طرف بڑھو اور سب مل کر حملہ کرو اس کا مقام جنت ذلت کی جگہ زندگی بسر کرنے سے بہتر ہے۔ ابی مخنف ۹۲ -

بروایت علامہ قزوینی حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل کی عمر بوقت شہادت سترہ سال تھی۔ ریاض القدس : ۲۹۲ -

حضرت محمد بن مسلم بن عقیل کی شہادت

علاّمہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ محمد بن مسلم بن عقیل کی والدہ ام ولد تھیں۔

علاّمہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۸۱ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن مسلم کے شہید ہو جانے کے بعد جب محمد بن مسلم بن عقیل نے اپنے بھائی کو خاک و خون میں غلطان دیکھا تو ایک زخمی شیر کی طرح نکلے اور امام حسینؑ سے نہایت عاجزی اور انکساری سے اجازت لیکر میدانِ کارزار میں آئے اور فوج اشقیاء کے چند بہادر آدمیوں کو نیزہ اور تلوار سے پامال کر دیا اسی اثنا میں ابوجرہم ازدی اور لقیط بن ایاس جہنی کے ہاتھوں شہید ہُوئے۔ رضوان اللہ علیہ۔ ہو سکتا ہے کہ فرزندان مسلم بن عقیل سے محمد اکبر ہوں۔ علاّمہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ ہمیں یہ خبر ابوجعفر محمد بن علی سے دی گئی ہے کہ ابوجرہم ازدی اور لقیط بن

ایاس جہنی نے محمد بن مسلم بن عقیل کو شہید کیا۔

حضرت جعفر بن عقیل بن ابیطالب کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے کہ جناب جعفر بن عقیل کی والدہ گرامی ام الثغر بنت عامر ابن ھصان عامری قبیلہ بنی کلاب سے تھیں اور کہا جاتا ہے کہ حضرت جعفر بن عقیل کی والدہ محترمہ خوصا بنت ثغر تھیں اور اس کا نام عمرو بن عامر بن ھصان بن کعب بن عبد بن ابی بکر بن کلاب عامری تھا۔

علامہ طبری نے تاریخ طبری صفحہ ۲۹۲ پر ابو مخنف نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۴۷ پر علامہ قندوزی نے ینابیع المودہ صفحہ ۴۱۲ پر اور شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ ۱۱۱ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن مسلم کی شہادت کے بعد جو درجۂ شہادت پہ فائز ہوئے وہ حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر طیار تھے۔

مگر خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۷۵ پر ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۹۹ پہ ابواسحٰق اسفرائنی نے نورالعین صفحہ ۴۱ پر اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۱ پر لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل کے بعد حضرت جعفر بن عقیل بن ابیطالب منصب شہادت پر فائز ہوئے

مگر علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۱ پر اور ملا محمد باقر مجلسی نے بحارالانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۳۲ پر اور جلاء العیون صفحہ ۴۰۱ پر لکھا ہے کہ حضرت جعفر بن عقیل نے حضرت محمد اکبر بن مسلم بن عقیل کے شہید ہو جانے کے بعد جام شہادت نوش کیا۔ العلم عنداللہ۔

ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۹۹ پر لکھا ہے کہ جب اس کے چچا حضرت جعفر بن عقیل نے اپنے بھتیجے کو دیکھا کہ وہ شہید ہو کر خاک و خون میں ملا ہوا ہے تو

زار زار روئے اور امام حسینؑ سے اجازت لیکر میدان قتال کی طرف آئے اور رجز پڑھتے تھے۔

علاّمہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۱۸۵ پہ لکھا ہے کہ ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں جوان ابطحی و طالبی ہوں ہاشمی ہوں نسل بنی غالب سے

بے شک ذوی شرف سادات ہم ہیں یہ حسین طیب و طاہر نسل سے پاک و پاکیزہ ہیں

پندرہ اشقیاء کو قتل کیا بشر بن حوط ہمدانی نے آپ کو شہید کیا۔

مذکورہ واقعات علاّمہ مجلسی نے بھی بحار الانوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۳۳ پر نقل کئے جن کا ماخذ علاّمہ ابن شہر آشوب کی کتاب مناقب آل ابیطالب ہے۔

علاّمہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے کہ یہ بات کہ عروہ بن عبد اللہ نے حضرت جعفر بن عقیل بن ابیطالب کو شہید کیا اس روایت میں ہے جو ہمیں ابو جعفر محمد بن علیؑ بن حسینؑ اور حمید بن مسلم سے بیان کی گئی ہے۔

علامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ مقاتل میں مذکور ہے کہ جناب عقیل کی اولاد میں سے تین جوان میدانِ کربلا میں شہید ہوئے ایک عبد اللہ اکبر بن عقیل تھے دوسرے عبد اللہ اصغر بن عقیل تھے ان دونوں کی ماں ام ولد تھیں اور تیسرے جعفر بن عقیل تھے یہ تینوں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے داماد تھے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عقیل بن ابیطالب کی شہادت

ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے کہ حضرت

عبدالرحمٰن بن عقیل کی والدہ ماجدہ ام ولد تھیں ۔

ملاحسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۹۹ پر علّامہ ابن شہر اشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۱ پر علّامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۳۴۳ پر اور جلاءالعیون صفحہ ۴۰۱ پر اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۱ پر لکھا ہے کہ جعفر بن عقیل درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ۔

علّامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۲ پر لکھا ہے کہ اب عبدالرحمٰن بن عقیل رجز خوانی کرتے ہوئے نکلے ۔

میرا مرتبہ پہچان لو عقیل میرے باپ ہیں ۔۔۔ میں ہاشمی ہوں ہاشمی میرے بھائی ہیں

ہم سچ بولنے والے لوگوں کے سردار ہیں ۔۔۔ یہ صاحب احترام نسل والے حسینؑ ہیں

جو سردار جوانانِ جنت ہیں

سترہ ناریوں کو واصل جہنم کیا آپ کو عثمان بن خالد جہنی نے شہید کیا ۔

مذکورہ واقعات علامہ مجلسی نے بھی بحارالانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۴۳ پر نقل کئے ہیں جن کا ماخذ مناقب آل ابیطالب ہے ۔

شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ ۱۱۱ پر لکھا ہے کہ عثمان بن خالد ہمدانی نے عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابیطالب پر حملہ کر کے اسے شہید کیا محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ آنجناب کا قاتل عمر بن خالد بن اسد جہنی لعنۃ اللہ علیہ تھا ۔

ملاحسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۹۹ پر لکھا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابیطالب کا قاتل عبداللہ بن عروہ تھا ۔ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے کہ یہ بات کہ عثمان خالد بن اسید جہنی اور بشیر بن حوط قابضی نے جناب عبدالرحمٰن بن عقیل کو شہید کیا اس روایت میں ہے جو سلیمان بن ابی راشد نے حمید بن مسلم سے بیان کی ہے ۔

حضرت عبداللہ بن عقیل بن ابیطالب کی شہادت

علّامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۴۳ پر اور جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۱ پر اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۸۱ پر لکھا ہے کہ جو عبدالرحمٰن بن عقیل کے بعد شہید ہوئے وہ عبداللہ بن عقیل تھے۔

علامہ مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۱ پر لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عقیل نے میدانِ جنگ میں آکر کثیر تعداد میں اشقیاء کو قتل کیا اور عثمان بن خالد اور بشیر بن حوط کی تلوار کی ضرب سے مقام شہادت پر پہنچے۔

علّامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۱ پر لکھا ہے کہ سلیمان بن ابی راشد حمید بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ اصغر ہیں اور ان کی والدہ ام ولد ہیں۔

حضرت عبداللہ اکبر بن عقیل بن ابیطالب کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ اکبر بن عقیل بن ابیطالب کی والدہ گرامی ام ولد تھیں۔

علّامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۴۳ اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۸۲ پر لکھا ہے کہ عبداللہ اصغر بن عقیل کے بعد عبداللہ اکبر بن عقیل درجۂ شہادت پہ فائز ہوئے۔

ملا محمد باقر مجلسی نے بحارالانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے کہ بروایت مدائنی عبداللہ اکبر بن عقیل بن ابیطالب میدانِ کارزار میں آئے اور حضرت عثمان بن خالد جہنی اور ایک شخص ہمدانی سے شربت شہادت نوش فرمایا۔

علّامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے کہ یہ

بات کہ عثمان بن خالد بن اسیر جہنی اور ہمدان کے ایک شخص نے جناب عبداللہ اکبر بن عقیل بن ابیطالب کو شہید کیا اس روایت میں ہے جس کو مدائنی نے بیان کیا ہے۔

حضرت موسیٰ بن عقیل بن ابیطالب کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۴ ، پر لکھا ہے کہ پھر حضرت موسیٰ بن عقیل امام حسین علیہ السلام سے اجازت لیکر میدانِ جنگ میں آئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :۔ اے گروہ برنا و پیر میں تلوار اور نیزے سے تم پر حملہ کرونگا جن و انسان کے امام نیز نوجوانوں اور عورتوں کو بچاؤں گا اپنے اس فعل سے بنی نوع انسان کے خالق کو خوش کروں گا اس کی ذات پاک اور پاکیزہ ہے اور وہ ملک اور فیصلہ کا مالک ہے۔

اس کے بعد فوج اشقیاء پر حملہ فرما کر برابر آپ مشغولِ جنگ رہے اور ستر آدمیوں کو قتل کر کے خود بھی درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

حضرت عون بن عقیل اور حضرت علی بن عقیل کی شہادت

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۸۲ پر لکھا ہے کہ علامہ سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب تذکرہ خواص الامہ فی معرفۃ الائمہ میں حضرت عون کو فرزند عقیل میں شمار کیا ہے اور اس کو بھی شہید کربلا سمجھا ہے اور اس کے علاوہ فاضل مجلسی نے اپنی ہی سند سے علیؑ بن عقیل کو شہدائے کربلا کی فہرست میں لکھا ہے حضرت مسلم کے کوفہ میں شہید ہونے کے علاوہ فرزندان عقیل میں سے سات ہاشمی جوان روز عاشورا درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور یہ بات سراقتہ الباہلی کے شعر کے ساتھ جو کہ مرثیہ آل علی میں کہا ہے صادق آتی ہے وہ

اشعار یہ ہیں اور مسعودی ان اشعار کو مسلم بن قتیبہ مولی بنی ہاشم سے سمجھتا ہے۔
اے آنکھ! بہانے والے آنسو اور فریاد کے ساتھ گریہ کر اور اگر کسی میت کے محاسن بیان کرنا چاہتی ہو تو آلِ رسول کے محاسن بیان کر فرزندان جناب علیؑ میں سے نو اور فرزندانِ عقیل میں سے بھی تو درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی کے فرزند حضرت عون پر گریہ کرو کیونکہ جو حادثات آل رسول کو درپیش آئے تھے ان میں حضرت عون ان کی امداد کو ترک نہ کرتے تھے۔ اور دشمنوں نے ہم نام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو آلِ رسول میں موجود تھا تیز دھار تلوار سے غلبہ پا لیا جب تم ادھیڑ عمر والے لوگوں کے محاسن بیان کرو تو آل رسول میں سے جو ادھیڑ عمر والے حضرات تھے ان کے محاسن بیان کرو۔

زیاد، اس کا لڑکا اور اس کی بیوی جہاں بھی ہوں خدا تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔
علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے کہ محمد بن علی بن حمزہ نے بھی عقیل بن عبداللہ بن عقیل بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل ابن ابیطالب سے روایت کی ہے کہ علی ابن عقیل اور انکی والدہ ام ولد اسی دن شہید ہوئے۔

حضرت محمد بن ابی سعید بن عقیل کی شہادت

علامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ جناب محمد بن ابی سعید بن عقیل کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ کتاب ابصار العین میں ہے اہل السیر نے حمید بن مسلم ازدی سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ

تحقیق اس نے بیان کیا ہے کہ جب امام حسینؑ گھوڑے سے گرائے گئے تو ایک لڑکا دہشت زدہ ہو کر خیمہ سے برآمد ہوا وہ دائیں اور بائیں طرف دیکھتا تھا پس ایک سوار اس پر حملہ کیا اور اس پر تلوار سے وار کیا میں نے لڑکے کے متعلق پوچھا کہ وہ کون ہے ؟ جواب دیا گیا کہ وہ محمد بن ابی سعید ہیں پھر میں نے سوار کے متعلق پوچھا کہ وہ کون ہے ؟ جواب دیا گیا کہ وہ لقیط بن ایاس جہنی ہے ۔

علاّمہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ ہمیں مدائنی نے ابومخنف سے ، اس نے سلیمان بن ابی راشد سے ، اس نے حمید بن مسلم سے خبر دی ہے کہ محمد بن ابی سعید، لقیط بن یاسر جہنی کے تیر سے شہید ہوئے۔

حضرت جعفر بن محمد بن عقیل کی شہادت

دوسرے جعفر بن محمد بن عقیل ہیں جس کو مورخین نے شہدائے کربلا کی فہرست میں درج کیا ہے ایک روایت کے مطابق یوم حرہ شہید ہوئے ۔

علاّمہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ محمد بن علی بن حمزہ نے ذکر کیا ہے تحقیق بات یہ ہے کہ محمد بن ابی سعید کے ہمراہ جعفر بن محمد بن عقیل بھی شہید کئے گئے تھے اور اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس نے بعض لوگوں سے یہ بھی سُنا ہے کہ جعفر بن محمد بن عقیل یوم حرہ (یہ وہ دن ہے جس میں یزید کی فوج نے کربلا کے واقعہ کے بعد مدینہ منوّرہ پر حملہ کر کے قتل عام کیا تھا) شہید کئے گئے۔

علاّمہ ابوالفرج اصفہانی نے کہا : میں نے سلسلۂ نسب کی کسی کتاب میں محمد بن عقیل کا جعفر نامی کوئی لڑکا نہیں دیکھا ہے ۔

حضرت احمد بن محمد بن عقیل کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۷۴ پر لکھا ہے کہ احمد بن محمد ہاشمی نے قصد میدان کیا اور ایک رجز ارشاد فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے :۔آج کے دن میں اپنا حسب اور دین دونوں ایسی تیز تلوار سے جو میرے قبضہ میں ہے ظاہر کروں گا اسی تلوار سے اپنے دین اور اپنے ایسے سردار کی حمایت کروں گا جو پاکیزہ اور حضرت علی علیہ السلام کے فرزند ہیں ۔ رجز ختم کرنے کے بعد حملہ شروع فرما دیا اور اسی آدمیوں کو داخل جہنم فرما کر خود بھی درجۂ شہادت پالیا۔

مذکورہ واقعات بجنسہٖ محمد تقی نے بھی ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۲ پر نقل کئے جن کا ماخذ مقتل ابی مخنف ہے۔ مولف بسند ابی مخنف عرض کرتا ہے کہ احمد بن محمد ہاشمی نے موسیٰ بن عقیل کے بعد جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابیطالب کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۶۱ پر لکھا ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی والدہ گرامی خوصا بنت حفصہ بن ثقیف بن ربیعہ بن عثمان بن ربیعہ بن عائذ بن ثعلبہ بن حرث بن تیم الارت بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں اور جناب خوصا کی والدہ ہند بنت سالم بن عبداللہ بن مخزوم بن سنان بن مولہ بن عامر بن مالک بن تیم الارت بن ثعلبہ تھی ۔

محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۷۵ پر لکھا ہے کہ کتاب کامل بہائی میں منقول ہے کہ محمد و عون مخدرہ جناب زینب خاتون دختر حضرت امیر علیہ السلام اور فاطمۃ الزہرا کے فرزند ہیں۔

ملا حسین نے روضۃ الشہداء صفحہ ۲۹۹ پر لکھا ہے کہ جب اولادِ عقیل درجہ شہادت پر فائز ہو چکی تو فرزندان جعفر طیار کی باری آئی اور سب سے پہلے محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے ولایت کی بلندی کے بلند پرواز کرنے والے شہباز مجھے جنگ کی اجازت دیں امام حسین علیہ السلام نے اسے جنگ کی اجازت دے دی اور محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار میدان میں آئے اور بروایت علامہ ابن شہر آشوب ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

ہم اس ظلم کی شکایت خدا سے کرتے ہیں۔ ایک فعال قوم جاہلوں میں پھنس گئی ہے جنہوں نے معالم قرآن کو بدل دیا ہے بحکم تنزیل و تبیان میں تغیر کر دیا ہے اور سرکشی کے ساتھ کفر کو ظاہر کیا۔ انہوں نے دس دشمنوں کو ہلاک کیا۔ عامر نہشل تیمی نے آپکو شہید کیا۔

علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۳۴ پر اور علامہ محمد تقی ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۲ پر مذکورہ واقعات دوبارہ رجز خوانی، جنگ و شہادت جناب محمد بن عبداللہ بجنسہ نقل کئے جن کا ماخذ علامہ ابن شہر آشوب کی کتاب مناقب آل ابیطالب ہے۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے کہ یہ بات کہ عامر بن نہشل تیمی نے جناب محمد عبداللہ بن جعفر بن ابیطالب کو شہید کیا اس روایت میں ہے جو سلیمان بن ابی راشد سے کی گئی اور اس نے حمید بن مسلم سے کی ہے۔

حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر بن ابیطالب کی شہادت

علامہ ابوالفرج نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے کہ جناب عون بن عبداللہ بن

جعفر بن ابیطالب کی والدہ ماجدہ جناب زینب خاتون عقیلہ بنت علی ابن ابیطالب ہیں اور جناب زینب خاتون کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ملا حسین نے روضۃ الشہداء مطبع طہران صفحہ ۳۰۰ پر لکھا ہے کہ جب حضرت محمد بن عبداللہ بن جعفر بن ابیطالب کے بھائی جو حضرت عون بن عبداللہ تھے اپنے بھائی کو دیکھا کہ شہید ہو گئے ہیں تو فوج اشقیاء کے درمیان تشریف لے آئے اور اپنے بھائی کے قاتل کو اپنے بھائی کی لاش کے سر کی طرف کھڑے ہوئے دیکھا فوراً ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا اور امام حسین علیہ السلام کے پاس آ کر معافی مانگی کہ اے ماموں بزرگوار! میں اپنے بھائی کے فراق کی وجہ سے بے اختیار ہو گیا تھا اس لئے آپ سے اجازت نہ لے سکا اب مہربانی فرما کر مجھے جہاد کی اجازت دیں امام حسین علیہ السلام نے اسے اپنے پاس بلا کر اپنی آغوش میں لے لیا اور وداع فرما کر جنگ کی اجازت دے دی اور حضرت عون بن عبداللہ رجز پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں آئے۔

علّامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۲ پر لکھا ہے کہ جناب عون بن عبداللہ نے رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اگر تم مجھے نہیں جانتے تو جان لو میں ابن جعفر ہوں جو شہید صدق ہیں اور جنت میں روشن چہرہ ہیں۔ سبز بازوں سے جنّت میں پرواز کرتے ہیں قیامت میں ہمارے لئے یہ شرف کافی ہے۔ تین سوار اور اٹھارہ پیادے قتل کئے عبداللہ بن قطنہ طائی نے آپ کو شہید کیا۔

علّامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے کہ احمد بن عیسٰی نے مجھے خبر دی اس نے کہا کہ ہمیں حسین بن نصر نے اپنے والد سے اس نے عمر بن سعد سے اس نے ابی مخنف سے اس نے سلیمان بن ابی راشد سے اس نے حمید بن مسلم سے خبر دی کہ بتحقیق عون بن عبداللہ بن جعفر کو عبداللہ بن قطنہ تیہانی نے شہید کیا۔

حضرت عبید اللہ (عبداللہ) بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابیطالب کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے کہ جناب عبیداللہ بن عبداللہ بن جعفر کی والدہ جناب خوصا بنت حفصہ تھیں۔ یحییٰ بن حسن علوی نے اس حدیث میں بیان کیا جو مجھے احمد بن سعید نے اپنی سند سے بیان کی ہے کہ تحقیق حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن جعفر طیار یوم عاشورا حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ہمراہ شہید ہوئے۔

حضرت قاسم بن حسن بن علی علیہ السّلام کی شہادت

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۸۳ پر لکھا ہے کہ اب امام حسنؑ کے فرزندوں کی باری آئی واضح ہو کہ تاریخ اور سلسلہ نسب کا علم رکھنے والوں نے امام حسنؑ کی اولاد کی تعداد کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور ہر ایک نے اپنی اپنی کتابوں میں بعض کا ذکر کیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا ہے اور بندہ نے معتبر کتابوں میں جس قدر چھان بین کی ہے اور آنحضرت کے فرزندوں کے نام معلوم کئے ہیں وہ بیس ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :۔ پہلا زید دوسرا حسن مثنٰی تیسرا حسین اثرم چوتھا علی اکبر پانچواں علی اصغر چھٹا جعفر ساتواں عبداللہ آٹھواں عبداللہ اصغر نواں قاسم دسواں عبدالرحمٰن گیارھواں احمد بارھواں اسمٰعیل تیرھواں یعقوب، ابن جوزی کہتے ہیں اسمٰعیل اور یعقوب جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی کے بطن سے تھے اس رائے میں ابن جوزی تنہا ہیں کیونکہ یقیناً جعدہ کا کوئی فرزند نہ تھا چودھواں عقیل پندرھواں محمد اکبر سولھواں محمد اصغر سترھواں حمزہ اٹھارھواں ابوبکر انیسواں عمر بیسواں طلحہ امام حسنؑ کی اولاد میں سے پانچ جوان کربلا میں شہید ہوئے پہلے قاسم بن حسنؑ

دوسرے عبداللہ اکبر بن حسنؑ تیسرے عبداللہ اصغر بن حسنؑ چوتھے ابوبکر بن حسنؑ اور پانچویں احمد بن حسنؑ ہیں۔

ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۳۰۰ پر علامہ ابواسحٰق نے نورالعین فی مشہد الحسین صفحہ ۴۱ پر اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۳ پر لکھا ہے کہ فرزندانِ امام حسنؑ میں سے جو سب سے پہلے میدان کربلا میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے وہ قاسم بن حسن علیہ السلام تھے۔

آقای محمد ہاشم خراسانی منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۶۷ پر لکھا ہے کہ ان تین سردار زادوں (عبداللہ بن حسن - ابوبکر بن حسن - قاسم بن حسن) کی والدہ ام ولد تھیں۔

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۷۹ پر لکھا ہے کہ جناب قاسم بن حسن علیہ السلام بوقت شہادت چودہ سال کے تھے علامہ قزوینی نے ریاض القدس جلد اوّل مطبع طہران۔

صفحہ ۲۹۲ پر جناب قاسم بن حسنؑ کی عمر شہادت کے وقت تیرہ سال لکھی ہے علامہ محمد تقی نے بسند تذکرۃ الآئمہ ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۵ پر لکھا ہے کہ جناب قاسم بن حسنؑ کی عمر دس محرم کو نو سال تھی اور محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۶۷ پر لکھا ہے کہ کتاب کامل بہائی میں منقول ہے کہ جناب قاسم اور جناب عبداللہ حد بلوغ کو نہیں پہنچے تھے۔

علامہ مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۱ پر اور بحارالانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے کہ بعد میں جناب امام حسن علیہ السلام کے فرزند جناب قاسم جن کا چہرہ مبارک مہتاب کی طرح چمک رہا تھا اور ابھی حد بلوغ کو نہیں پہنچے تھے اپنے چچا بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جہاد کی رخصت طلب کی حضرت سید الشہداء نے حضرت قاسم کو اپنی آغوش مبارک میں لے لیا اور اس

قدر روئے کہ قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے ہر چند جناب قاسم جہاد کی رخصت طلب کرنے میں سخت کوشش کرتے تھے مگر حضرت اجازت نہ دیتے تھے یہاں تک کہ جناب اپنے چچا بزرگوار کے پاؤں پر گر پڑے اور اس قدر بوسے دئے، روئے اور فریاد کی کہ امام حسینؑ سے اجازت حاصل کر لی۔

علامہ فخرالدین طریح نے منتخب مطبع النجف صفحہ ۳۸۱ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ نے فرمایا بیٹا قاسم! کیا اپنے قدموں سے چل کر موت کی طرف جاتے ہو؟ پھر امام حسینؑ نے قاسم کے گریبان کو چاک کیا اور عمامہ کے دو حصے کر کے چہرے پر ڈال دئے پھر کفن کی طرح لباس پہنایا اور اس کی کمر کے ساتھ تلوار باندھی پھر میدان جنگ کی طرف روانہ کیا۔ بروایت علامہ مجلسی جناب قاسم میدان میں آئے اور اسے اپنے حسن و جمال کے نور سے روشن کر دیا۔ جلاء العیون ۱۔ ۴۰۱۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۳۸۵ پر لکھا ہے کہ جناب قاسم نے میدان میں رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ میں قاسم نسل علی سے ہوں بیت اللہ کی قسم ہے ہم نبی کے نزدیک اولی ہیں شمر ذی الجوشن ولد الحرام ہے۔

علامہ مجلسی نے بھی بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۴ پر جناب قاسم کے رجز کو بھی نقل کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اے قوم اشرار! اگر تم میرے حسب و نسب سے ناواقف ہو تو جان لو کہ میں قاسم بن حسنؑ ہوں اور امام حسینؑ مثل اسیروں کے اس گروہ میں اسیر ہیں اس گروہ کو خدا کبھی سیراب نہیں کرے گا۔

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۴ پر نقل کیا ہے کہ شرح شافیہ میں مرقوم ہے کہ ایک شخص جسے لوگ ہزار آدمیوں کے برابر سمجھتے تھے قاسم بن حسنؑ پر حملہ کرنے کے لئے چلا قاسم بن حسنؑ نے سخت آندھی اور چندھیانے والی بجلی

کی طرح اس پر حملہ کیا اور اسے تلوار سے سختی سے دھکیل کر گھوڑے سے گرا دیا اور اسی وقت چمکنے والے سورج کی طرح جو رات کی تاریکی میں چمکتا ہے اپنے آپ کو فوج اشقیاء کے ازدحام میں پہنچا دیا اور باوجود کمسنی اور چھوٹی عمر کے پینتیس ۳۵ آدمیوں اور دوسری روایت سے ستر سرکشوں کو زندگی کے لباس سے برہنہ کر دیا یعنی قتل کر دیا۔

علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے تاریخ الامم والملوک حصہ چہارم مترجمہ حیدر علی صفحہ ۲۹۲ پر بسند حمید بن مسلم ازدی نے لکھا ہے "حمید بن مسلم نے ایک طفل کو دیکھا جیسے چاند کا ٹکڑا، ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے معرکہ کی طرف بڑھا کہتا ہے کہ اس کے گلے میں کرتہ تھا، پاؤں میں پائجامہ اور مجھے خوب یاد ہے کہ ان کی نعلین میں سے بائیں پاؤں کے جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا ان کو دیکھ کر عمرو بن سعید ازدی مجھ سے کہنے لگا اسے تو واللہ میں قتل کروں گا میں نے کہا سبحان اللہ اس کے قتل کرنے سے تجھے کیا مقصود ہے انصار حسین میں سے یہ لوگ جن کو تم نے گھیر لیا ہے بس ان کا قتل ہونا تجھے کافی ہے اس نے جواب دیا واللہ اسے تو میں ضرور قتل کروں گا یہ کہہ کر اس نے حملہ کیا اور اس کے سر پر تلوار مار کر پلٹا وہ طفل منہ کے بل زمین پر گر پڑا چچا چچا کہہ کر پکارا یہ سن کر امام حسینؑ اس طرح جھپٹ کر آئے جیسے شاہین آتا ہے اور شیر غضبناک کی طرح آپ نے حملہ کیا عمرو کو تلوار ماری اس نے تلوار کو ہاتھ پر روکا۔ ہاتھ اس کا کہنی کے پاس سے جدا ہو گیا وہ چلایا اور وہاں سے ہٹ گیا اہل کوفہ کے سوار دوڑے کہ اس کو امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ سے بچا کر لے جائیں گھوڑے اس کی طرف پلٹ پڑے ان کے قدم اٹھ گئے سواروں کو لئے ہوئے اس کو پائمال کرتے ہوئے گزر گئے آخر میں وہ مر گیا۔ غبار فرو ہوا تو دیکھا حسین علیہ السلام اس طفل کے سرہانے کھڑے ہوئے ہیں اور وہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے آپ یہ کہہ رہے ہیں خدا انتقام لے ان لوگوں سے جنہوں نے تجھے قتل کیا جن سے قیامت کے دن تیرے

جدِ بزرگوار تیرے خون کا دعویٰ کریں گے واللہ بہ امر تیرے چچا پر شاق ہے کہ تو پکارے اور وہ جواب نہ دے سکے جواب دے بھی تو اس سے تجھے کچھ نفع نہ ہو واللہ تیرے چچا کے دشمن بہت ہیں مددگار کم رہ گئے ہیں پھر آپ نے ان کو گود میں اٹھالیا میں نے دیکھا کہ حسین علیہ السلام ان کو سینہ سے لگائے ہوئے تھے دونوں پاؤں ان کے زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ انہوں نے گود میں کیوں اٹھالیا، دیکھا کہ ان کی لاش کو اپنے فرزند علی اکبرؑ کے پہلو میں اور جو لوگ ان کے خاندان کے گرداگرد قتل ہوئے تھے ان کی لاشوں میں لٹا دیا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ طفل کون ہیں معلوم ہوا کہ یہ قاسم بن حسنؑ ہے۔

جناب قاسم بن حسنؑ کی شہادت کے مذکورہ واقعات بسند حمید بن مسلم ازدی، علامہ ابوالفرج اصفہانی متوفی ۳۵۶ھ نے بھی مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۸ پر بجنسہ بلفظہ یہ لفظ نقل کئے ہیں جو یہ ہے حدثنی احمد بن عیسیٰ، قال: حدثنا الحسین بن نصر، قال: حدثنا ابی، قال حدثنا عمر بن سعد، عن ابی مخنف، عن سلیمان بن ابی راشد، عن حمید بن مسلم، قال خرج الینا غلام کان وجہہ شقۃ قمر، فی یدہ السیف، وعلیہ قمیص وازار و نعلان وقد انقطع شسع احدہما، ما أنس أنہا الیسریٰ، فقال عمرو بن سعد بن نفیل الازدی: واللہ لأشدن علیہ، فقلت لہ: سبحان اللہ، وما ترید الی ذلک، یکفیك قتلہ ہؤلاء الذین تراہم قد احتوشوہ من کل جانب، قال واللہ لأشدنّ علیہ فما ولی وجہہ حتیٰ ضرب راس الغلام بالسیف، فوقع الغلام لوجہہ وصاح: یا عماہ. قال فواللہ لتجلیّ الحسین کما یتجلی الصقر، ثم شد شدۃ اللیث اذا غضب فضرب عمراً بالسیف فاتقاہ بساعدہ فأطنہا من لدن المرفق ثم تنحی عنہ وحملت خیل عمر بن سعد فاستنقذوہ من الحسین ولما حملت الخیل استقبلتہ بصدورہا، وجالت فتوطأتہ فلم یرم حتی مات لعنہ اللہ واخزاہ فلما تجلّت الغبرۃ إذا بالحسین علی راس الغلام وہو یفحص برجلیہ وحسین یقول: بعداً لقوم قتلوك،

خصمم فیك یوم القیامة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ ثم قال عز علی عمك ان تدعوہ فلا یجیبك او یجیبك ثم لا تنفعك اجابتہ یوم کثر واترہ وقل ناصرہ ثم احتملہ علی صدرہ وکأنی أنظر الی رجلی الغلام تخطان فی الارض حتی القاہ مع ابنہ علی بن الحسینؑ فسألت عن غلام، فقالوا : ھو القاسم بن الحسن بن علی ابی طالب صلوات اللہ علیہم اجمعین ۔

ترجمہ :" احمد بن عیسیٰ نے مجھے خبر دی اس نے کہا ہمیں حسین بن نصر نے خبر دی اس نے کہا ہمیں اپنے والد نے خبر دی اس نے کہا ہمیں عمر بن سعد نے ابی مخنف سے اس نے سلیمان بن ابی راشد سے اس نے حمید بن مسلم سے خبر دی حمید نے کہا : میں نے ایک معصوم لڑکے کو خیام اہلبیت سے برآمد ہو کر اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا تھا اس کے ایک ہاتھ میں تلوار تھی وہ ایک قمیص، تہہ بند اور نعلین پہنے ہوئے تھا مجھے یہ بات نہیں بھولتی کہ اس کے بائیں پاؤں کے جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا پس عمرو بن سعد بن نفیل ازدی نے کہا قسم بخدا میں اس پر ضرور حملہ کروں گا پس میں نے اس سے کہا سبحان اللہ اس کے قتل کرنے سے تجھے کیا مقصود ہے ان لوگوں کا اس معصوم کو قتل کرنا تیرے لئے کافی ہے جن کو تو دیکھ رہا ہے اور جنہوں نے اسے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے عمرو بن سعد بن نفیل نے جواب دیا واللہ اس پہ تو میں ضرور حملہ کروں گا پس وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا یہاں تک کہ اس معصوم کے سر پہ تلوار کا وار کیا پس وہ معصوم منہ کے بل زمین پہ گر پڑا اور فریاد کی اے چچا بزرگوار۔ حمید نے کہا خدا کی قسم ہے امام حسینؑ شہباز کی طرح پہنچے اور ایک غضبناک شیر کی طرح سخت حملہ کر کے عمرو بن سعد بن نفیل ازدی پہ تلوار کا وار کیا اس نے تلوار کو اپنے بازو پہ روکا اور تلوار نے اس کے بازو کو کہنی سے جدا کر دیا حضرت اس سے ایک طرف ہو گئے اور عمرو بن سعد کی گھوڑ سوار فوج نے اسے امام حسین سے چھڑانے کے لئے حملہ کیا اس حملہ کے دوران گھوڑوں نے اسے اپنے سینوں اور پاؤں سے روند دیا اور وہ فوراً مر گیا۔

اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے اور اسے ذلیل کرے۔

جب گرد و غبار فرو ہو گیا تو دیکھا کہ امام حسین علیہ السّلام اس معصوم کے سرہانے کھڑے ہوئے ہیں اور وہ معصوم زمین پر ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور آپ یہ فرمارہے ہیں وہ لوگ اللہ کی رحمت سے دور ہوں جنہوں نے آپ کو شہید کیا جناب محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قیامت کے دن تیری طرف سے ان دشمنوں کے خلاف دعویدار ہوں گے پھر فرمایا یہ امر تیرے چچا پر شاق ہے کہ تو پکارے اور وہ جواب نہ دے یا اگر جواب دے تو اس سے تجھے کچھ نفع نہ ہو تو دیکھتا ہے کہ آج تیرے چچا کے دشمن کافی جمع ہو گئے ہیں اور مددگار کم رہ گئے ہیں اس کے بعد حضرت امام حسینؑ اس معصوم کو اٹھا کر اس طرح لے چلے کہ اس کا سینہ اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے اور پاؤں اس معصوم کے زمین پر خط دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ اس کی لاش کو اپنے فرزند علی بن حسینؑ کی لاش کے ساتھ رکھ دیا میں نے اس معصوم لڑکے کے متعلق پوچھا کہ وہ کون ہے تو لوگوں نے جواب دیا کہ وہ قاسم بن حسن بن علی ابن ابیطالب صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔"

جناب قاسم بن حسنؑ کی شہادت کے مذکورہ واقعات بسند حمید بن مسلم ازدی، شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصّہ دوم مطبع طہران صفحہ ۱۱۱ پر لفظ بہ لفظ نقل کئے ہیں "قال حمید بن مسلم: فبینا کذلک اذ خرج علینا غلام کان وجہہ شقۃ قمر، فی یدہ سیف وعلیہ قمیص و ازار ونعلان قد انقطع شسع احدہما فقال عمرو بن سعد بن نفیل الازدی: واللہ لا شدنّ علیہ۔ فقلت: سبحان اللہ وما ترید بذلک دعہ یکفیکہ ہولاء القوم الذین ما یبقون علی احد منہم۔ فقال: واللہ لاشدنّ علیہ فشد علیہ فما ولّی حتیٰ ضرب راسہ بالسیف ففلقہ و وقع الغلام لوجہہ فقال: یا عماہ فجلا الحسین علیہ السلام کما یجلی الصقر، ثم شد شدۃ لیث اغضب، فضرب عمر بن سعد بن نفیل بالسیف فاتقاہا بالساعد فقطعہا من لدن المرفق، فصاح صیحۃ سمعہا اہل العسکر ثم تنحی عنہ الحسین علیہ السلام

وحملت خیل الکوفۃ لتستنقذوہ فتوطاتہ بارجلہا حتی مات و انجلت الغبرۃ، فرایت الحسین علیہ السلام قائماً علی راس الغلام وہو یفحص برجلیہ والحسین علیہ یقول : بعداً لقوم قتلوک ومن خصمہم یوم القیامۃ فیک جدک، ثم قال علیہ السلام : عزّ واللہ علی عمک ان تدعوہ فلا یجیبک او یجیبک فلا ینفعک صوت واللہ کثر واترہ وقلّ ناصرہ ثم حملہ علی صدرہ وکانّی انظر الی رجلی الغلام یخطان الارض، فجاء بہ حتی القاہ مع ابنہ علی بن الحسین علیہما السلام والقتلی من اہل بیتہ، فسئلت عنہ فقیل لی : ہوالقاسم بن الحسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ؑ

علامہ سید ہاشم رسولی نے کتاب الارشاد حصّہ دوم صفحہ ۱۱۱ کے حاشیہ پر مرقوم عربی اقتباس کا ترجمہ فارسی میں کیا ہے جو یہ ہے" حمید بن مسلم می گوید: دراین گیرودار بودیم کہ دیدم پسرکی بسوی ما آمد کہ رویش ہمانند پارہ مہ بود و دردستش شمشیری بود و پیراہنی بتن داشت وازار ونعلینی داشت کہ بند یکی از آن دونعلین پارہ شدہ بود، عمرو بن سعد بن نفیل ازدی گفت : بخدا من بایں پسر حملہ خواہم کرد گفتم سبحان اللہ تو ازایں کار چہ بہرہ خواہی برد (وازجان ایں پسر بچہ چہ می خواہی) او را بحال خود واگذار ایں مردم سنگدلی کہ ہیچ کس ازاینان باقی نگذارند کار او را نیز خواہند ساخت ـ گفت : بخدا من بر او حملہ خواہم کرد پس حملہ کردہ رو برنگردانده بود کہ سرآن پسرک را چنان بشمشیر بزد کہ آن را ازہم شگافت وآن پسر برو بزمین افتادہ، فریاد زد : ای عمو جان ! حسینؑ علیہ السلام مانند باز شکاری لشکر را شگافت، سپس ہمانند شیر خشمناک حملہ افگند شمشیری بعمر بن سعد بن نفیل بزد، عمر شانہ را سپر آن شمشیر کرد، شمشیر دستش را از نزدیک مرفق جدا ساخت، چنان فریادی زد کہ لشکریان شنیدند آنگاہ حسینؑ (ع) ازاو دور شد سواران کوفہ ہجوم آوردند کہ او را ازمعرکہ بیرون برند پس بدن نحسش را اسپان لگد کوب کردہ تا بدوزخ شتافت ودیدہ ازایں جہان بست وگرد وخاک کہ برطرف شد دیدم حسنؑ (ع)

بالای سرآن پسر بچه ایستاده و او پای بر زمین می سائید (وجان میداد) وحسینؑ (ع) می فرمود دور باشند از رحمت خدا آنان که تو را کشتند و از دشمنان اینان در روز قیامت جدت (رسولؐ خدا ص) می باشند سپس فرمود: بخدا بر عمویت دشوار است که تو او را با آواز بخوانی و او پاسخ ندہد یا پاسخ دہد ولی بتو سودی ندہد آوازیکہ بخدا ترسانندو کم کارش بسیار و یار او اندک است سپس حسین (ع)، او را بر سینۂ خود گرفت از خاک برداشت و گویا من می نگرم پاہای آن پسر که بر زمین کشیده می شد پس او را بیاورد تا در کنار فرزندش علی بن الحسین علیہما السلام و کشتہ ہای دیگر از خاندان خود بر زمین نہاد من پرسیدم: این پسر کہ بود؟ گفتند: او قاسم بن حسن بن علی بن ابیطالب (ع) بود"

ترجمہ: حمید بن مسلم ازدی نے کہا: ہم جنگ کربلا میں موجود تھے کہ اسی اثنا میں ہم نے ایک معصوم بچے کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا جس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا تھا اس کے ہاتھ میں تلوار تھی وہ ایک قمیص اور تہہ بند زیب تن کئے ہوئے تھا اور اس کے پاؤں میں نعلین تھیں ان کی نعلین میں سے ایک پاؤں کے جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا عمر بن سعد بن نفیل ازدی نے کہا: بخدا میں اس پر ضرور حملہ کروں گا میں نے کہا سبحان اللہ تجھے اس کام سے کیا فائدہ حاصل ہوگا اس کو جانے دے کیونکہ ظالم لوگ جوان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے اسے بھی شہید کردیں گے اس نے جواب دیا: واللہ میں اسے تو ضرور قتل کروں گا پس عمر بن سعد بن نفیل نے اس پر حملہ کیا اور اس ارادے سے باز نہ آیا یہاں تک کہ اس کے سر مبارک پر اس طرح تلوار ماری کہ اسے شگافتہ کردیا اور وہ معصوم منہ کے بل زمین پہ گر پڑا اور چچا چچا کہہ کر پکارا امام حسین علیہ السّلام اس طرح جھپٹ کر آئے جیسے شاہین آتا ہے اور غضبناک شیر کی طرح آپ نے حملہ کیا عمر بن سعد بن نفیل ازدی کو تلوار ماری اس نے تلوار کے وار کو اپنے ہاتھ پر روکا اور تلوار نے اس کے ہاتھ کو کہنی سے جدا کردیا اس نے ایک چیخ ماری جس کو لشکریوں نے سنا اس وقت امام حسین علیہ السّلام اس سے ایک طرف ہو گئے

اہل کوفہ کے سواروں نے حملہ کیا تاکہ اس کو چھڑالائیں مگر گھوڑے اس کی نجس لاش کو روندتے ہوئے گزر گئے یہاں تک کہ وہ مرگیا جب گرد و غبار فرد ہوا تو میں نے امام حسینؑ علیہ السلام کو اس معصوم کے سرہانے کھڑے ہوئے دیکھا اور وہ معصوم ایڑیاں رگڑ رہا تھا اور امام حسینؑ یہ فرما رہے تھے وہ لوگ اللہ کی رحمت سے دُور ہوں جنہوں نے آپ کو شہید کیا تیرے جد بزرگوار قیامت کے دن ان کے خلاف دعویٰ کریں گے پھر امام حسین علیہ السّلام نے فرمایا واللہ یہ امر تیرے چچا پر دشوار گزرتا ہے کہ تو پکارے اور وہ جواب نہ دے یا جواب دے تو وہ تجھے نفع نہ دے امام حسینؑ نے آواز دی قسم بخدا تیرے چچا کے دشمن کثیر ہیں اور مددگار کم رہ گئے ہیں پھر امام حسینؑ اس معصوم کو اٹھا کر اس طرح لے چلے کہ اس کا سینہ اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے اور اس معصوم کے پاؤں زمیں پر خط دیتے جاتے تھے حتیٰ کہ اسے اَپنے فرزند علی بن حسین علیہما السلام اور اَپنے اہلبیت کے شہداء کی لاشوں کے ساتھ ملا دیا میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ طفل کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ قسم بن حسنؑ علیؑ ابن ابیطالب علیہم السّلام ہیں ۔"

مذکورہ واقعات درباب شہادت حضرت قاسم بن حسنؑ بسند حمید بن مسلم ازدی ، علّامہ طبرسی متوفی ۵۴۸ھ نے اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ مطبع شیراز صفحہ ۱۴۶ پر اور شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اوّل مطبع طہران صفحہ ۲۷۵ پر بعینہ لفظ بہ لفظ نقل کیے ہیں مگر جناب قاسم کی پائمالی لاش کی روایت کا اضافہ کیا ہے!

قال حمید : کنت فی عسکر ابن سعد فکنت انظر الی ہذا الغلام علیہ قمیص و إزار و نعلان قد انقطع شسع احدہما ما أنسی أنّہ کان الیسریٰ ، فقال عمرو بن سعد الازدی : واللہ لا شدنّ علیہ ، فقلت سبحان اللہ و ما ترید بذلک ؟ واللہ لو ضربنی ما بسطت الیہ یدی ، یکفیہ ہؤلاء الّذین تراہم قد احتوشوہ قال : واللہ لافعلنّ فشد علیہ فما ولّی

حتی ضرب راسہ بالسیف و وقع الغلام لوجہہ، ونادی : یا عمّاہ - قال : فجاء الحسین کالصقر المنقض فتخلل الصفوف وشد شدّۃ اللیث الحرب فضرب عمراً قاتلہ بالسیف، فاتقاہ بیدہ فاطنّہا من المرفق فصاح ثم تنحّی عنہ وحملت خیل اہل الکوفۃ لیستنقذوہ عمراً من الحسینؑ، فاستقبلتہ بصدورہا، وجرحتہ بحوافرہا، ووطئتہ حتّی مات الغلام فانجلت الغبرۃ فاذا بالحسین قائم علی راس الغلام، وہو یفحص برجلہ، فقال الحسین : بعزّ واللّٰہ علی عمک ان تدعوہ فلا یجیبک، او یجیبک فلا یُعینک، او یعینک فلا یغنی عنک، بعداً لقوم قتلوک ثم احتملہ فکانّی انظر الی رجلی الغلام یخطّان فی الارض، وقد وضع صدرہ علی صدرہ، فقلت فی نفسی : ما یصنع ؟ فجاء حتی القاہ بین القتلی من اہل بیتہ "

ترجمہ : حمید ابن مسلم کہتا ہے میں لشکر عمر سعد میں تھا دیکھا میں نے اس لڑکے کو کہ لشکر حسین سے جدا ہو کر لشکر عمر سعد کی طرف آیا نور اس کی پیشانی سے درخشاں تھا وہ اس وقت ایک کرتہ اور ازار پہنے تھا اور نعلین اس کے پاؤں میں تھیں مجھے خوب یاد ہے کہ اس معصوم کے بائیں نعل کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا اس وقت عمرو بن سعد ازدی نے کہا: خدا کی قسم ہے میں اس پر ضرور حملہ کروں گا۔ میں نے کہا سبحان اللہ تو کیسا سنگدل ہے آیا تو اس بچے کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے بخدا اگر یہ مجھ پہ وار کرے تو اس کے روکنے کے لئے اپنا ہاتھ تک نہ بڑھاؤں گا یہ لوگ جو اس کو گھیرے ہوئے ہیں، کافی ہیں اس ملعون نے کہا میں ضرور کروں گا پھر اس نے حضرت قاسم پر حملہ کیا اور اس کام سے باز نہ آیا یہاں تک کہ اس کے سر پہ تلوار لگائی کہ وہ معصوم مُنہ کے بل گرا اور فریاد کی اے چچا۔ حمید نے کہا کہ میں نے دیکھا حسینؑ مانند عقاب آئے اور مثل شیر غضبناک کفار پہ حملہ کیا اور جناب قاسم کے قاتل پہ ایک تلوار ماری اس شقی نے ہاتھ سامنے رکھ لیا حضرت نے اس کا ہاتھ کہنی سے جدا کیا شقی نے ایک چیخ ماری اور بھاگنے کا ارادہ کیا لشکر کوفہ نے تم سے امام حسینؑ سے چھڑانے کے

لئے حملہ کیا اس حملے کے دوران گھوڑوں نے اسے اپنے سبنوں اور سموں سے زخمی
کرکے روند دیا یہاں تک وہ نوجوان مرگیا۔ جب گرد و غبار فرو ہوا تو دیکھا کہ امام حسینؑ
اس نوجوان کے سرہانے کھڑے ہوئے ہیں اور وہ نوجوان زمین پر ایڑیاں رگڑ رہا
ہے پس امام حسین علیہ السلام نے فرمایا، واللہ یہ امر تیرے چچا پر دشوار ہے کہ تو
انہیں پکارے اور وہ جواب نہ دے یا اگر جواب دے تو تیری مدد نہ کرسکے یا
اگر تیری مدد کرے تو تجھے کوئی فائدہ نہ دے اللہ تعالیٰ اس گروہ اشقیاء کو اپنی رحمت
سے دور کرے جنہوں نے تجھے قتل کیا اس کے بعد امام حسینؑ اس معصوم کو اٹھا کر اس
طرح لے چلے کہ اس کا سینہ اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے اور پاؤں اس
معصوم کے زمین پر خط دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ اس کی لاش کو اپنے
اہلبیت کی لاشوں میں رکھ دیا "

علاّمہ محمد تقی نے بھی بسند حمید بن مسلم ازدی جناب قاسم بن حسنؑ کی شہادت
کے مذکورہ واقعات بعینہٖ لفظ بہ لفظ باضافہ روایت پائمالی لاش جناب قاسم بن
حسنؑ ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۲۸۴ پر نقل کئے جن کا ماخذ علاّمہ
مجلسی کی کتاب بحار الانوار جلد دہم ہے۔

مگر علاّمہ محمد قزوینی نے ریاض القدس وحدائق الانس جلد دوم مطبع طہران صفحہ ۷۶
پر جناب قاسم بن حسنؑ کی لاش کی پائمالی کی روایت کی بایں الفاظ تردید کی ہے ۔" قریب
بہمین مضمونست روایت علامہ مجلسی در بحار و راوی نیز در آن کتاب مستطاب حمید بن
مسلم است و مسلّم است کہ مرحوم مجلسی از ارشاد نقل نمودہ و تصرّف در بعضی از عبارات فرمودہ
از جملہ در پامال شدن زیر سم قاسم را فہمیدہ نہ عمرو بن سعید قاتل قاسم را و بر آن تصرف
علاّمہ قزوینی صاحب ریاض اعتراض فرمودہ والحق و الانصاف اعتراض بجائی نمودہ فرمودہ
کہ قاتل قاسم پامال سم مراکب شدہ نہ قاسم و ضمایر ثلٰثہ مفعولیہ راجع بقاتل است

درلستنقذوه و در فاستقبلنه و در وطا ته راجع بغلام فرموده نه بعمرو حال آنکه
صریح است بقاتل علاوه درعبارت شیخ مفید حتی مات بتنها دارد و مرحوم مجلسی مات
الغلام نوشته ولفظ غلام بعداز مات زیادتی است اگر بگوید کسی شاید سهو کاتب بوده
که الغلام افزوده عرض میشود چنین نیست عمداً مرحوم مجلسی افزوده زیرا که در جلاء
العیون فارسی تصریح می نماید میفرماید که اهل نفاق جمع شدند که آن ملعون قاتل قاسم
را از دست امام آفاق بگیرند جنگ برپا شد و آن ملعون کشته شد و جسد آن معصوم
هم زیر دست پای اسپان مخالف افتاد پایمال شد چون حضرت آنقوم را متفرق ساخت
آمد بابالین پسر برادر عزیز خود دید و هو یفحص برجلیه دست و پای زند و روح پرفتوحش
عزم آشیانه اعلی علیین دارد اشک حسرت از دیده مبارکش جاری شد فرمود
بخدا قسم برعم تو گرانست که تو او را بیاری خود بطلبی و او نتواند یاری کند الخ ما قال رحمه
اللہ علیہ عرض میکنم اگر حتی مات الغلام صحیح است پس یفحص برجلیه چیست یا یعنی که اگر جسد
غلام که عبارت از قاسم باشد زیر سم اسپان پایمال نشده و کشته شده دیگر اینکه میفرماید
چون گرد و غبار فرو نشست حضرت سر بالین قاسم آمد دید دست و پای زند و
روحش عزم اعلی علیین دارد چه معنی دارد مات الغلام بعد تفحیض برجلیه معنی
ندارد حاصل آنکه در این عبارت اهل اشارت تاملی فرمایند و عبارت روایت
مرحوم سید در لهوف بروایت شیخ مفید مطابق است نهایت آنکه مرحوم سید عوض حتی
مات حتی هلک میفرماید و این لفظ هلک نیز مشعر است که قاتل بهلاکت پیوسته
زیرا که در اهل دین و ایمان اهل معنی استعمال نمی کنند بعضی از مقتل نویس ها محض تقلید
بدون تحقیق عبارت مرحوم مجلسی را دیدند و توجیه غیر وجیه کردند گفتند چون
بدن قاسم زیر سم مرکبان پایمال شده بود و مفاصل از هم گسیخته شده بود لهذا
چون حضرت گشته قاسم را از زمین برداشت و بسینه چسپانید پاهای قاسم بر زمین

کشیدہ می شد بجہت آنکہ بند بند قاسم از ہم جدا شدہ بود و دیگر این ملاحظہ ندارند کہ قامت با استقامت قاسم در کمال رعونت و رشاقت بود قبای حضرت امام حسنؑ بر قد و قامت قاسم راست آمد و دیگر آنکہ قد رسای امام حسینؑ از داغ ہجران علی اکبر و فراق جوانان دیگر خم شدہ بود کہ چون سینہ قاسم را بہ سینہ چسپانید پاہای آن نو نہال بزمین کشیدہ میشد علاوہ براین ہا بعضی اہل خبر تصریح دارند کہ قاسم را تا بدر خیمہ ہا آورد و رمق داشت چنانچہ شیخ فخر الدین در منتخب می فرماید کہ چون حضرت قاسم را بخیمہ بیت الحرب آورد و بہ رمق فتح عینیہ فجعل بکلمہ درمیان خیمہ دو چشم خود را باز کرد لصورت عمو و عمہ و مادر و سایہ زنان باز کرد دید بعضی ایستادہ اند بعضی نشستہ اند بر احوال او گریہ میکنند ۔

ترجمہ : اسی مضمون کے قریب قریب علامہ مجلسی کی روایت بحار الانوار میں ہے اور اس معتبر کتاب میں راوی بھی حمید بن مسلم ہے اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ مجلسی مرحوم نے یہ روایت کتاب الارشاد سے نقل کی ہے اور اس کی بعض عبارتوں میں تغیر و تبدل کیا ہے منجملہ ان تصرفات میں سے ایک بات یہ ہے کہ علامہ مجلسی نے گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامال ہونے والا حضرت قاسم بن حسنؑ کو سمجھا ہے نہ کہ عمرو بن سعید کو لیکن علامہ قزوینی، صاحب ریاض نے علامہ مجلسی کے اس تغیر و تصرف پر اعتراض کیا ہے اور حق اور انصاف کی بات یہ ہے کہ ان کا اعتراض صحیح ہے کہ حضرت قاسم کا قاتل گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامال ہوا تھا نہ کہ حضرت قاسم بن حسنؑ کیونکہ مفعول کی تینوں ضمیریں قاتل کی طرف پھرتی ہیں اور علامہ مجلسی نے لیستنقذوہ، فاستقبلتہ اور وطانتہ میں ضمیریں جناب قاسم کی طرف پھیری ہیں نہ کہ عمرو بن سعد کی طرف حالانکہ ان کا قاتل کی طرف پھرنا ظاہر ہے اور شیخ مفید کی عبارت میں فقط

" حتی مات " کا جملہ ہے اور مجلسی نے " مات الغلام " لکھا ہے لفظ " غلام " کو " مات " کے بعد زیادہ کر دیا ہے اگر علاّمہ مجلسی کی طرف سے کوئی کہے کہ شاید کسی کاتب کی غلطی سے " الغلام " کا لفظ زیادہ ہوا ہو تو اس کے متعلق عرض ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ مجلسی مرحوم نے اس لفظ کو عمداً زیادہ کیا ہے کیونکہ اپنی کتاب جلاء العیون میں صراحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اہل نفاق جمع ہوئے تاکہ حضرت قاسم کے قاتل ملعون کو حضرت امام حسینؑ کے ہاتھ سے چھڑا لیں جنگ ہوئی اور وہ ملعون قتل کیا گیا اور اس معصوم بچے کا جسم بھی مخالفوں کے گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامال ہو گیا جب حضرت امام حسینؑ نے ان مخالفوں کو متفرق اور منتشر کر دیا تو آپنے عزیز بھائی کے فرزند کے سرہانے دیکھا کہ وہ معصوم دونوں ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور انکی روح پرفتوح اعلیٰ علیین کا قصد کئے ہوئے ہے حسرت کے آنسو آپ کی مبارک آنکھوں سے جاری ہوئے اور فرمایا اللہ کی قسم ہے تیرے چچا پر یہ بات سخت دشوار ہے کہ تو اس کو اپنی مدد کے لئے پکارے اور وہ تیری مدد نہ کر سکے۔ الخ

اب مجلسی کی اس صراحت پر اعتراض کرتا ہوں کہ اگر حتی مات الغلام صحیح ہے تو پھر بعد میں ایڑیاں رگڑنے کا کیا معنی ہے جبکہ جناب قاسم گھوڑوں کے سموں کے نیچے پائمال ہو کر شہید ہو چکے تھے۔

دوسری بات یہ ہے جو آگے فرماتے ہیں کہ جب گرد و غبار بیٹھ گیا تو حضرت امام حسینؑ حضرت قاسم کے سر کے قریب آئے اور دیکھا کہ وہ معصوم ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور اس کی روح اعلیٰ علیین کی طرف جانے کا قصد کئے ہوئے ہے اس کا کیا معنی ہے؟ جناب قاسم کے فوت ہو جانے کے بعد ایڑیاں رگڑنے کا کوئی معنی نہیں ہے خلاصہ یہ ہے کہ اس عبارت میں سمجھ دار لوگ غور و فکر فرمائیں۔

سید علامہ ابن طاؤس مرحوم کی کتاب لہوف میں جو روایت منقول ہے وہ شیخ مفید کی روایت کے مطابق ہے فرق صرف اتنا ہے کہ سید مرحوم نے حتی مات کی بجائے حتیٰ ہلک لکھا ہے اور یہ لفظ " ہلک" بھی خبر دیتا ہے کہ حضرت قاسم کا قاتل ہی ہلاکت میں پڑا کیونکہ اہل دین اور اہل ایمان لوگوں کے لئے ہلاکت کا لفظ استعمال نہیں کرتے ہیں۔

بعض واقعہ شہادت کے لکھنے والوں نے سوائے تحقیق کے محض تقلید میں علامہ مجلسی کی عبارت کو دیکھ کر اس کی بے معنی توجیہ کی ہے اور کہا ہے جب حضرت قاسم کا بدن مبارک گھوڑوں کے سموں کے نیچے پائمال ہوا تھا تو حضرت قاسم کے بند بند ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے اس لئے جب حضرت امام حسینؑ نے حضرت قاسم کی لاش کو زمین سے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا تو جناب قاسم کے پاؤں زمین پر گھسٹتے آتے تھے بوجہ اس کے کہ حضرت قاسم کا بند بند ایک دوسرے سے جدا ہو گیا تھا۔

دُوسری بات یہ ہے کہ وہ اس بات کا لحاظ نہیں کرتے کہ حضرت قاسم کی قدو قامت اپنے پورے شباب پر تھی کیونکہ حضرت امام حسنؑ کی قبائے مبارک حضرت قاسم کی قدو قامت پر پُوری آتی تھی ۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی قدو قامت علی اکبر اور دُوسرے جوانوں کے ہجر و فراق کے داغ کی وجہ سے ٹیڑھی ہو چکی تھی اس لئے جب حضرت قاسم کے سینے کو اپنے سینے مبارک سے لگایا تو اس نو نہال کے پاؤں زمین پر کھنچتے آرہے تھے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ بعض مورخین نے تصریح کی ہے کہ جناب قاسم میں خیمے کے دروازے تک آخری سانس باقی تھی جس طرح شیخ فخرالدین منتخب میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ جناب قاسم کو جنگی خیمہ میں لے آئے ابھی ان میں رمق باقی تھی پس انہوں نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے باتیں کرنا شروع کیں اور پھوپھی ، والدہ اور تمام مستورات کو دیکھا کہ بعض کھڑی ہوئی ہیں اور بعض بیٹھی

ہوئی ہیں اور ان کے حال پر رو رہی ہیں۔"

مولف جامع التواریخ عرض کرتا ہے کہ علامہ عاملی نے لواعج الاشجان میں فرہاد مرزا نے قمقام میں ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء میں لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف میں شیخ عباس قمی نے نفس المہموم میں میرزا ابوالحسن شعرانی نے ترجمہ نفس المہموم میں سلیمان بن ابراہیم نے ینابیع المودہ میں اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب میں جناب قاسم بن حسنؑ کی شہادت کے واقعات کے ضمن میں جناب قاسم بن حسنؑ کے جسد اطہر کے پائمال ہونے کا تذکرہ نہیں کیا ہے العلم عنداللہ۔

حضرت عبداللہ اکبر بن حسن علیہ السّلام کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبینؑ مطبع قاہرہ صفحہ ۸۹ پر لکھا ہے کہ جناب عبداللہ اکبر بن حسنؑ کی والدہ ماجدہ سلیل بن عبداللہ کی لڑکی تھیں اور سلیل جریر بن عبداللہ بجلی کے بھائی تھے اور بعض نے کہا ہے کہ عبداللہ اکبر بن حسنؑ کی والدہ ام ولد تھیں۔

علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۵ پر محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ صفحہ ۲۶۶ پر اور علامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۳۶ پر اور جلاءالعیون صفحہ ۴۰۲ پر لکھا ہے کہ جناب قاسم بن حسنؑ کے شہید ہو جانے کے بعد جناب عبداللہ اکبر بن حسن علیہ السلام میدانِ جنگ میں آئے اور رجز پڑھا۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۲ پر رجز لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اگر نہیں جانتے تو جان لو میں ابن حسنؑ ہوں سبط محمد مصطفےٰؐ ہوں یہ حسینؑ قیدیوں کی طرح لوگوں کے درمیان محصور ہیں تمہیں پانی پینا نصیب نہ ہو۔ بروایت علامہ مجلسی اس کے بعد اپنی تیغ آبدار سے چودہ اشقیاء فی النار کئے بعد مقاتلہ بسیار ہانی بن ثبیت حضرمی نے ان کو شہید کیا جس کی وجہ سے اس لعین کا منہ سیاہ ہو گیا۔

علّامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۹ پر لکھا ہے کہ ہمیں امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ اکبر بن حسنؑ کو حرملہ بن کاہل اسدی نے شہید کیا اور مدائنی نے اپنی سند سے جناب موسٰی سے اس نے حمزہ بن بیض سے اس نے ہانی بن شبیت قابضی سے روایت کی ہے کہ اشقیاء میں سے کسی ایک نامعلوم شخص نے حضرت عبداللہ اکبر بن حسن علیہ السّلام کو شہید کیا۔ العلم عنداللہ۔

حضرت ابوبکر بن حسن علیہ السّلام کی شہادت

علّامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۶ پر لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر بن حسنؑ علیہ السّلام کی والدہ امام حسنؑ کی بیویوں میں سے ام ولد ہیں بعض کی دانست میں اس محترمہ کا نام نفیلہ ہے۔

علّامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد دہم حصّہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۶ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد ابوبکر بن حسنؑ معرکہ قتال میں آکر اعدائے دین سے خوب لڑے یہاں تک موافق اس روایت کے جو مدائنی نے سلیمان بن ابی راشد سے بیان کی ہے عبداللہ بن عقبہ غنوی نے انہیں شہید کیا اور موافق روایت عمرو بن شمر جو امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے عقبہ غنوی کی ضربت سے شہید ہوئے۔

حضرت احمد بن حسنؑ بن علی علیہ السّلام کی شہادت

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۰۲ پر لکھا ہے کہ آپ کے بعد آپ کے بھائی حضرت احمد بن حسنؑ بڑھے جو ابھی سولھویں برس میں تھے آپ نے قوم اشقیاء پر حملہ فرما کر رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

میں اس امام کا فرزند ہوں جو فرزند علیؑ ہے جب تک تلوار کند نہ پڑجائے گی برابر حملے ہی کرتا رہوں گا خانہ خدا کی قسم ہم ہی نبی کی اولاد ہیں میں لشکر کے بیچوں بیچ پہنچ کر تمہاری خبر لوں گا۔

یہ فرما کر قوم پر حملہ کر دیا اور اسّی آدمیوں کو قتل کر کے امام حسینؑ کے پاس واپس تشریف لائے اس وقت پیاس کی وجہ سے آپکی آنکھیں حلقوں میں بیٹھ گئی تھیں خدمت میں پہنچ کر عرض کی اے چچا جان کیا پانی کا ایک گھونٹ مل سکتا ہے جس سے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کر لوں اور دشمنان خدا و رسولؐ سے لڑنے کے لئے سہارا لے لوں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے بھائی کے دلبند! تھوڑی دیر اور ٹھہر جاؤ تو اپنے نانا رسولؐ خدا سے جا کر مل جاؤ گے اور وہ تم کو ایسے پانی کے گھونٹ سے سیراب کریں گے جس کے بعد ہرگز پیاس نہیں لگے گی یہ سُن کر وہ صاحبزادے لشکر بے دین کی طرف پھر مڑ گئے اور چند اشعار پڑھ کر حملہ فرما دیا جن کا ترجمہ یہ ہے۔

تھوڑی دیر اور صبر کرلو اس لئے کہ یہ آزمائش کا موقع تو پیاس کے بعد ہی ہے۔ (شدت پیاس سے) میری جان سی نکل جاتی ہے مگر لڑائی سے تو میں اس وقت بھی نہیں ڈرتا جب وہ مبہوت بنا دیتی ہے اور نہ میں مقابلہ سے کبھی کانپتا ہوں۔

یہ فرما کر لشکر پر مکرر حملہ فرمایا اور پچاس شہسواروں کو قتل کر دیا اس کے بعد آپ نے اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

پسندیدہ اور منتخب لوگوں کی اولاد کے ذرا یہ وار تو سنبھالو جس کی دہشت سے شیرخواروں کا سر بھی سپید پڑ جاتا ہے انشاءاللہ کاٹ کرنے والی تیز تلوار کھا کھا کر کافروں کی تمام ٹولیاں ہلاک ہو جائیں گی۔

ان اشعار کے بعد آپ نے پھر حملہ فرما دیا اور ساٹھ آدمیوں کو قتل کر کے خود بھی مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔

حضرت ابوبکر بن علی بن ابیطالب علیہ السّلام کی شہادت

خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی مطبع طہران صفحہ ۳۷۵ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کے بھائیوں میں سے جو شخص سب سے پہلے معرکہ آرا ہوا وہ ابوبکر بن علی تھا اس کا نام عبداللہ تھا۔

علاّمہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبیین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۶ پر لکھا ہے کہ آپکا اسم گرامی نامعلوم ہے اور آنجناب کی والدہ گرامی لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی مسلم ابن جندل بن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن زید منات بن تمیم تھیں۔

ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء مطبع طہران صفحہ ۳۱۲ پر لکھا ہے کہ ابوبکر بن علی امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے بھائی مجھے جنگ کی اجازت دیں تاکہ ان بے دینوں سے اَپنے خویش و اقارب کا انتقام لوں امام حسینؑ نے فرمایا تم ایک ایک ہو کر جارہے ہو اور مجھے تنہا چھوڑ رہے ہو ابوبکر نے کہا: اے بھائی! مدّت سے میری یہ آرزو ہے کہ میں آپکی خدمت میں تحفہ پیش کروں مگر میں نہیں جانتا تھا کہ کونسا تحفہ حضور کی شان کے لائق ہے آج میں دیکھتا ہوں کہ اپنی جان کے سوا آپ کے لائق کوئی اور ہدیہ نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے آپ کے قدموں میں نثار کردوں پس امام حسینؑ نے اسے اجازت دے دی اور ابوبکر بن علیؑ میدانِ جنگ میں تشریف لے آئے۔

بروایت علاّمہ ابن شہر آشوب ابوبکر بن علیؑ نے میدانِ جنگ میں ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :-

میرے باپ صاحبِ فخر اطول ہیں نسل ہاشم سے نیک، کریم اور صاحبِ فضل ہیں یہ حسینؑ ابن نبی مرسلؐ ہیں میں چمکدار تلوار سے ان کی حمایت کروں گا اور اپنے عزیز بھائی پر اپنی جان فدا کروں گا۔ مناقب : ۳ ۸ ۵۔

بروایت علاّمہ محمد تقی ابوبکر بن علی نے سخت جنگ کی روضۃ الاحباب میں منقول ہے

کہ اکیس[۲۱] کوفیوں کو واصل جہنم کیا جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ خود بھی درجۂ شہادت پہ فائز ہوئے، آپ کے قاتل کی شناخت کے متعلق بہت سی روایات ہیں کتاب زیارت میں مسطور ہے کہ ہانی ثبیت حضرمی نے آپ کو شہید کیا۔ کتاب عوالم میں آپ کے قاتل کا نام زجر بن بدر نخعی لکھا ہے اور ایک جماعت نے آپ کے قتل کو عبداللہ بن عقبہ غنوی کی طرف منسوب کیا ہے۔

علی بن حسین اموی معروف بابی الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۹۶ پر لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ تحقیق ایک مرد ہمدانی نے حضرت ابو بکر بن علیؑ کو شہید کیا اور مدائنی نے ذکر کیا ہے کہ آنجناب کو ایک نہر میں شہید پایا گیا اور معلوم نہ ہو سکا کہ کس نے آپ کو شہید کیا۔

حضرت ابراہیم بن علی علیہ السّلام کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے کہ محمد بن علی بن حمزہ نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن علی بن ابیطالب روز عاشورا درجۂ شہادت پہ فائز ہوئے آپ کی والدہ ام ولد تھیں۔ مگر میں نے اس کے سوا کسی اور سے یہ روایت نہ سُنی ہے اور نہ ہی سلسلہ نسب کی کتابوں میں ابراہیم کا ذکر دیکھا ہے۔

حضرت عمر بن علی علیہ السّلام کی شہادت

ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۷ پر لکھا ہے کہ ان کے بعد ان کے بڑے بھائی عمر بن علی میدانِ کارزار میں آئے اور رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے :۔

اے قوم جفا کار میں تم کو قتل کروں گا اور کہاں ہے قاتل میرے بھائی کا زجر ملعون ؟

وہ بدبخت جو رسالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر اسے زجر! اے زجر! تو عمر سعد کے پاس کیوں گھس رہا ہے سامنے آ آج میں تجھے اسفل جہنم اور نارِ سقر میں پہنچاؤں اے بدترین مردم تو کافر اور منکر حق ہے۔ اس کے بعد زجر ملعون پر حملہ کیا اور اسے واصل جہنم کر کے مصروف جہاد ہوئے، اور اپنی شمشیر آبدار سے اشقیاء کو قتل کرتے تھے اور اس مضمون کا رجز پڑھتے تھے، اے دشمنانِ خدا شیر خشمناک سے دور ہوجاؤ وہ تم کو شمشیر آبدار سے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے گا اور فرار نہ کرے گا اور مانند نامردوں کے میدانِ قتال سے روپوش نہ ہوگا پس بعد مقاتلہ بسیار درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

خواجہ اعثم کوفی نے حضرت عمر بن علی کی جنگ اور شہادت کے متعلق تاریخ اعثم کوفی مطبع طہران صفحہ ۳۷۵ پر اس طرح لکھا ہے کہ اب اس کا دوسرا بھائی عمر بن علی میدان میں آیا زجر کو جس نے آپ کے بھائی کو شہید کیا تھا مقابلے کے لئے طلب کیا زجر حملہ آور ہوا اور عمر بن علیؑ نے ذرا مہلت نہ دیکر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر آرہا پھر رجز خوانی کرتے ہوئے گھوڑے کو میدانِ جنگ میں کاوے دیتا اور مرد مقابل کو طلب کرتا تھا اور جو شخص مقابلے پر نکلتا اسی کو مار گراتا تھا انجام کار کئی بہادروں کو واصل جہنم کر کے شہید ہوگیا۔

ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۳۱۴ پر لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ عمر بن علیؑ جنگِ کربلا میں موجود نہیں تھے اور یہ قول علماء نسب کے نزدیک صحیح تر ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ اس روز درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

مولّف جامع التواریخ عرض کرتا ہے کہ علامہ علیؒ بن حسینؒ اموی معروف بابی الفرج اصفہانی متوفی بغداد سال ۳۵۶ ھ نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ میں حضرت عمر بن علیؑ کا شہدائے کربلا کی فہرست میں تذکرہ نہیں کیا ہے العلم عند اللہ۔

حضرت عبداللہ بن علیؑ بن ابیطالب علیہ السّلام کی شہادت

علّامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۱ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن علی بن ابیطالب کی مادر گرامی ام البنین بنت حزام بن خالد بن ربیعہ بن وحید نحفیس اور وہ عامر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھے اور ام البنین کی والدہ ثمامہ بنت سہیل بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں اور ثمامہ کی والدہ عامر بنت طفیل فارس قرزل بن مالک احزام رئیس ہوازن بن جعفر بن کلاب تھی اور عامرہ کی والدہ کبشہ بنت عروۃ الرجال بن عقیہ بن جعفر بن کلاب تھی اور کبشہ کی والدہ ام الخشف بنت ابی مُعاویہ سوار ہوازن بن عبادہ بن عقیل بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھی اور اُمّ الخشف کی والدہ فاطمہ بنت جعفر بن کلاب تھی اور فاطمہ کی والدہ عاتکہ بنت عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ابن کلاب تھی اور عاتکہ کی والدہ امنہ بنت وہب بن عمیر بن نصر بن قعین بن حرث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ تھی اور امنہ کی والدہ دختر حجدر بن ضبیعہ اغرّ بن قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن ربیعہ بن نزار تھی اور حجدر کی دختر کی والدہ دختر مالک بن قیس بن ثعلبہ تھی اور دختر مالک بنت ذی راسین تھی وہ خشیش بن ابی عصم بن سمح بن فزارہ تھے اور اسکی والدہ عمرو بن حرمہ بن عوف بن سعد بن ذبیان بن نفیض بن ریث بن غطفان کی لڑکی تھی۔

احمد بن عیسیٰ نے مجھے خبر دی اس نے کہا: حسین بن نصر نے مجھے خبر دی اس نے کہا: میرے والد نے ہمیں عمر بن سعد سے اس نے ابی مخنف سے اس نے عبداللہ بن عاصم سے اس نے ضحاک مشرقی سے خبر دی اس نے کہا: حضرت عباس بن علی علیہ السّلام نے اپنے پدری اور مادری بھائی حضرت عبداللہ بن علیؑ سے فرمایا: آپ مجھ سے پہلے میدان میں جہاد کرنے کے لیئے جائیں تاکہ میں آپ کو دیکھوں اور آپ کے

لئے اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھوں کیونکہ بات یہ ہے کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے پس حضرت عبداللہ بن علیؑ حضرت عباسؑ کے سامنے اور پہلے میدان میں تشریف لے گئے۔

علامہ طبرسی نے اعلام الوریٰ مطبع شیراز صفحہ ۱۴۶ پر لکھا ہے کہ جب حضرت عباس بن علیؑ نے دیکھا کہ بنی ہاشم میں سے بہت سے جوان شہید ہو گئے ہیں تو مادری بھائیوں عبداللہ جعفر اور عثمان سے کہا اے میرے ماں جائے بھائیوں آپ مجھ سے پہلے میدانِ جنگ میں جہاد کرنے کے لئے تشریف لے جائیں یہاں تک کہ میں آپ کو دیکھوں کہ آپ نے اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کی ہے کیونکہ بات یہ ہے کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے عبداللہ آگے بڑھے :۔

علامہ مجلسی نے بحارالانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۸ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن علیؑ نے معرکہ قتال میں آکر رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے : اے اشقیاء آگاہ ہو میں اس صاحب فضیلت و شجاعت کا فرزند ہوں جس کا اسم مبارک علیؑ ہے جو صاحب افعال پسندیدہ اور شیر خدا اور شمشیر رسولؐ اور قاتل فجار و کفار تھے۔ اس کے بعد ایک گروہ اشقیاء کو فی النار کیا آخر کار تیغ ہانی بن ثبیت حضرمی سے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۸۲ پر لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن علیؑ شہید ہوئے تو آپ پچیس سال کے تھے اور آپکے پیچھے آپکی کوئی اولاد نہ تھی۔

حضرت جعفر بن علی علیہ السلام کی شہادت

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے کہ جناب جعفر بن علیؑ کی والدہ گرامی بھی ام البنین تھیں۔

علامہ طبرسی نے اعلام الوریٰ مطبع شیراز صفحہ ۱۴۶ پر لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن علیؑ کے شہید ہو جانے کے بعد حضرت جعفر بن علی علیہ السلام بڑھے۔

علّامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۴ ۵۸ پر لکھا ہے کہ حضرت جعفر بن علیؑ میدان میں آئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے: میں جعفر ہوں صاحب عز و شرف میں نیک انسان کا بیٹا ہوں جو صاحب جود تھا وہ وصی مصطفےٰ ہے جو صاحب عزت و بزرگی۔ کافی ہے میرا فخر اپنے چچا جعفر اور ماموں پر میں صاحب فضل و کرم حسین کی حمایت کروں گا۔

علّامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصّہ دوم مطبع طہران صفحہ ۳۸ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد قتال اعلائے دین میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ خولی اصبحی نے ایک تیر ان کی آنکھ یا شقیقہ مبارک پر مارا جس سے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

علّامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے کہ ہانی بن ثبیت نے جعفر بن علی پر حملہ کیا اور اسے شہید کیا یہ وہی شخص ہے جس نے اس کے بھائی کو شہید کیا تھا اسی طرح ضحاک نے کہا اور نصر بن مزاحم نے کہا، عمرو بن شمر نے مجھے جابر سے اس نے ابی جعفر محمد بن علیؑ سے روایت کی ہے کہ خولی بن یزید اصبحی لعنہ اللہ نے جعفر بن علی کو شہید کیا۔ یحییٰ بن حسن علی بن ابراہیم سے اس سند کے ساتھ جس کو میں نے حضرت عبداللہ بن علیؑ کے حالات میں پیش کیا ہے روایت کی ہے جب جعفر بن علی علیہ السّلام شہید ہوئے تو وہ انیس ۱۹ سال کے تھے۔

حضرت عثمان بن علی علیہ السّلام کی شہادت

علّامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن علی علیہ السّلام کی والدہ گرامی بھی ام البنین تھیں۔

عثمان بن علی علیہ السّلام نے حضرت علی ابن ابیطالب سے روایت کی ہے کہ اس نے فرمایا: میں نے عثمان کا نام اپنے بھائی عثمان بن مظعون کے نام پر رکھا۔

شیخ عباس قمی نے منتہی الامال جلد اوّل مطبع طہران صفحہ ۲۷۷ پر لکھا ہے کہ عثمان بن مظعون حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر اصحاب اور خاص لوگوں میں سے تھے جناب پیغمبرِ خدا آپ کو عزیز رکھتے تھے وہ اس حد تک بزرگ، زاہد اور عابد تھے کہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو عبادت کرتے تھے اس کی قدر و منزلت کی بلندی اس بات سے زیادہ ہے جو بیان کی جاتی ہے ماہ ذوالحج ۲ھ میں وفات فرمائی کہتے ہیں کہ وہ پہلا شخص تھا جو سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن کیا گیا اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے رحلت کر جانے کے بعد اس کو بوسہ دیا اور جب ابراہیم ابنِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے رحلت فرمائی تو جناب پیغمبرِ خدا نے فرمایا اپنے سلف صالح عثمان بن مظعون سے جا مل۔

علّامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۸۳ پر علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصّہ دوم صفحہ ۳۷ پر اور خواجہ اعثم کوفی نے تاریخ اعثم کوفی صفحہ ۳۷۵ پر لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن علی علیہ السّلام، عمر بن علی علیہ السّلام کے بعد درجۂ شہادت پر فائز ہوئے مگر علّامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۸۳ پر اور محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۸۸ پر لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن علی علیہ السّلام، جعفر بن علی علیہ السّلام کے بعد شہید ہوئے۔

علّامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۵۸۳ پر لکھا ہے کہ عثمان بن علیؑ میدان میں آئے اور ایک رجز پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے: میں عثمان صاحب مفاخر ہوں میرے باپ علیؑ بڑے کام کرنے والے اور طاہر ہیں یہ حسینؑ نیکوں کے سردار ہیں اور چھوٹے اور بڑوں کے سربراہ ہیں۔

نبی کے بعد وصی اور ناصر ہیں۔

خولی نے ان کے پہلو پر نیزہ مارا جس سے آپ گھوڑے سے گر پڑے بنی ابان بن

حازم کے ایک شخص نے بڑھ کر آپ کا سر کاٹ لیا۔

علّامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے کہ خولی بن یزید اصبحی نے عثمان بن علی کو ایک تیر مارا اور وہ زمین پر آرہے اور اولاد ابان بن دارم میں سے ایک آدمی نے آپ پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر کے ان کا سر مبارک جدا کیا۔

یحیی بن حسن نے علی بن ابراہیم سے اس نے عبیداللہ بن حسن اور عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ جب عثمان بن علی علیہ السّلام شہید ہُوئے تو وہ اکیس برس کے تھے۔

حضرت محمد الاصغر بن علی علیہ السَّلام کی شہادت

علّامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۵ پر لکھا ہے کہ اس کی والدہ اُمّ ولد تھیں۔ احمد بن عیسٰی نے مجھے خبر دی ہے اس نے کہا: ہمیں حسین بن نصر نے اپنے والد سے، اس نے عمرو بن شمر سے، اس نے جابر سے، اس نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے اور احمد بن شبیہ نے مجھے احمد بن حرث سے اس نے مدائنی سے روایت کی ہے کہ بنی ابان بن دارم کے قبیلہ تمیم کے ایک فرد نے حضرت محمد الاصغر بن علیؑ کو شہید کیا تھا محمد اصغر پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اور اس کے قاتل پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

مولف عرض کرتا ہے کہ مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۶ کے حاشیہ پر بسند تاریخ طبری جلد ششم صفحہ ۸۹، پر لکھا ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ کا نام اسماء بنت عمیس خثعمیہ تھا۔

حضرت عباس بن علی علیہ السّلام کی شہادت

ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۳ پر لکھا ہے کہ حضرت عباس بن علیؑ اپنے بھائیوں سے بڑے تھے اور حسن و جمال، خوبصورتی، شجاعت، قوت، شوکت تنومندی، بلندی قامت میں اپنے ہمعصروں میں ممتاز تھے۔

علّامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۶۱ پر لکھا ہے کہ حضرت ابوالفضل کا اسم گرامی عباس ہے۔ آقا کا لقب شریف قمر بنی ہاشم، باب الحوائج اور سقاء آنجناب کی کنیت شریف ابوالفضل اور ابوالقربہ ہے۔

علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۴ پر لکھا ہے کہ حضرت عباس بن علیؑ کی کنیت ابوالفضل ہے اور آپ کی والدہ بھی ام البنین تھیں یہ ان کی اولاد میں سے بڑے تھے اپنے پدری اور مادری بھائیوں میں سے آپ سب سے آخیر میں شہید ہوئے اس لئے کہ ان کی اولاد تھی اور ان کے دوسرے بھائیوں کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے ان کو پہلے بھیجا پس وہ شہید ہو گئے ان کے وارث حضرت عباس ہوئے پھر حضرت عباس آگے بڑھے اور شہید ہو گئے پس حضرت عباس علیہ السّلام اور ان کے بھائیوں کا وارث عبیداللہ ہوا۔ حضرت عباس نہایت حسین و جمیل تھے آپ بڑے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اور ان کے دونوں پاؤں زمین پر خط دیتے تھے اور ان کو قمر بنی ہاشم کہا جاتا تھا یوم عاشورا حضرت حسینؑ بن علیؑ کا علم ان کے ہاتھ میں تھا۔

ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۴۰۳ پر لکھا ہے کہ جب حضرت عباس علیہ السلام نے دیکھا کہ اب کوئی بغیر جناب امام حسین علیہ السّلام و فرزندان آنحضرت باقی نہیں رہا تو اپنے برادر گرامی جناب امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے برادر بزرگوار مجھے رخصت دیجئے کہ اپنی جان آپ پر قربان کروں اور شہادت کی

بلند درجے تک پہنچوں حضرت امام حسینؑ اپنے مہربان بھائی کے سخت تکلیف دینے والے کلام کے سُننے سے پھوٹ پھوٹ کر روئے اور فرمایا: اے برادر نامدار! تم میری نوح کے علم کو اٹھانے والے ہو تمہارے جانے سے میرا لشکر بے آس ہو جائیگا۔ حضرت عباس نے عرض کیا: اے برادر بزرگوار میرا سینہ بھائیوں اور دوستوں کے شہید ہو جانے سے نازک ہو چکا ہے اور میں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں اب اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے آرزو رکھتا ہوں اب دوستوں کی مصیبتوں کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں اس لئے اب چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں کے خون کے انتقام میں مخالفوں کا مغز نکال لوں امام حسینؑ نے فرمایا کہ اگر تم نے آخرت کے سفر کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو مخدرات وطفلان اہلبیت رسالت کے لئے کچھ پانی لے آؤ کیونکہ وہ پیاس سے بے تاب ہو چکے ہیں یہ سُن کر حضرت عباس ان ظالموں اور بے حیاؤں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے بے شرمو اگر تمہارے گمان میں ہم گناہگار ہیں تو ہماری مستوروں اور ہمارے معصوموں کا کیا قصور ہے ان پر رحم کرو اور تھوڑا سا پانی دے دو۔ جب حضرت عباس نے دیکھا کہ پند و نصیحت ان کافروں پر اثر نہیں کرتی ہے تو امام حسینؑ کی خدمت میں واپس آگئے ناگہاں خیام اہلبیت سے العطش (پیاس) کی صدا بلند ہوئی حضرت عباس بے تاب ہو کر مُشک اور نیزہ لیکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور دریائے فرات کے کنارے کی طرف روانہ ہوئے۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب میں لکھا ہے کہ آپ نے ایک رجز میدان میں پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ میں موت سے نہیں ڈرتا میں دشمنوں کی صفوں میں چھپ جاؤں تو پروا نہیں کرتا میرا نفس برگزیدہ طاہر نفس پر فدا ہو میں عباس ہوں میں اہلِ حرم کی سقائی کروں گا اور میں جنگ کے دن کی سختی سے نہیں گھبراتا۔

علاّمہ مجلسی نے جلاء العیون صفحہ ۴۰۴ پر لکھا ہے کہ چار ہزار کفار اشرار نے جو دریائے
فرات پر متعین تھے حضرت عباس علیہ السّلام کو گھیر لیا اور آنجناب کے بدن اقدس پر
تیروں کی بارش برسائی اس شیر بیشۂ شجاعت نے اس بے شمار فوج پر حملہ کیا اور فوج اشقیا
میں سے اسّی ناریوں کو قتل کر کے نہر فرات پر جا پہنچے جب ایک چلو پانی
لیا کہ پی لیں تو اس وقت امام حسینؑ اور اہلبیت امام حسینؑ کی پیاس یاد آئی اس لئے
آپ نے پانی چلو سے پھینک دیا اور مشک بھر کر اپنے کندھے مبارک پر رکھی اور
لڑتے ہوئے خیام حرم محترم کی طرف روانہ ہوئے ان بے حیا کافروں نے حضرت
عباس کا راستہ روک کر آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا حضرت عباس علیہ السلام
فوج اشقیاء سے جنگ کرتے چلے جاتے تھے۔

علاّمہ ابن شہر آشوب نے مناقب صفحہ ۵۸۵ پر لکھا ہے کہ آپ نے وہ بے مثل
جنگ کی کہ دشمن کے چھکے چھوٹ گئے ہر طرف بھاگے بھاگے پھرتے تھے جب یہ
حال دیکھا تو زید بن ورقاء جہنمی ایک درخت کے پیچھے آپ کی گھات میں لگا اور حکیم بن
طفیل نے اس کی اعانت کی آپ کے داہنے ہاتھ کو قلم کر دیا آپ نے تلوار بائیں ہاتھ
میں لی۔ اور ایک رجز پڑھا اور فوج اشقیاء پر حملہ کر دیا: خدا کی قسم اگرچہ تم نے
میرا داہنا ہاتھ قطع کیا لیکن میں برابر حمایت دین کرتا رہوں گا اور اس امام کی مدد
کروں گا جو صادق الیقین ہے اور طاہر اور امین نبی کی نسل سے ہے۔

علاّمہ مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۴ پر لکھا ہے کہ جہاد بھی کر رہے
تھے اور راہ بھی طے کر رہے تھے ناگاہ حکیم بن طفیل لعین نے دوسری ضربت
بائیں ہاتھ پہ لگائی اور وہ ہاتھ بھی کٹ گیا حضرت نے مشک دانتوں میں پکڑ کر
گھوڑا دوڑایا کہ کسی طرح پانی پیاسوں تک پہنچ جائے ناگاہ ایک تیر مشک پر لگا
اور پانی زمین پہ بہہ گیا۔

بروایت علّامہ ابن شہر آشوب آپ نے فرمایا: اے نفس کافروں سے نہ ڈر اور رحمت خدا کی بشارت حاصل کر۔ سیّد مختار بنی کے ساتھ ہونے کی وجہ سے انہوں نے میرا بایاں ہاتھ بھی قطع کر دیا اے خدا ان کو آتش جہنم میں ڈال مناقب ۵۸۵

بروایت علّامہ مجلسی دوسرا تیر سینہ اقدس پر لگا کہ گھوڑے کی زین سے زمین پر تشریف لائے اس وقت آواز دی کہ اے بھائی میری خبر لیجئے اور بروایت دیگر نوفل بن ارزق شامی ملعون نے ایک ایسا گرز سر مبارک پر لگایا کہ حضرت عباس علیہ السّلام نے سعادت کے پروں سے جانب ریاض جناں پرواز کیا اور آب کوثر اپنے پدر بزرگوار کے ہاتھ سے نوش کیا جب امام حسینؑ نے اپنے بھائی کی آواز سنی جلد تشریف لائے اور حضرت عباسؑ کا وہ حال دیکھ کر آہ حسرت دل پر درد سے نکالی اور قطرات اشک خونین دیدہ حق بین سے جاری ہوئے۔ جلاء العیون ۴۰۴

بروایت خواجہ اعثم کوفی آپ نے فرمایا اب میری کمر ٹوٹ گئی ہے اور طاقت میری گھٹ گئی ہے۔ تاریخ اعثم کوفی ۳۷۶ ۔

لوط بن یحییٰ نے مقتل الحسین معروف بہ مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۵۷ پر حضرت عباسؑ کی شہادت کے واقعات اس طرح نقل کئے ہیں۔ ابو مخنف رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ پیاس نے امام حسینؑ اور ان کے اصحاب و اولاد پر غلبہ کیا تو امام حسینؑ نے اپنے بھائی عباس سے فرمایا کہ بھائی اپنے اہلبیت کو جمع کر کے ایک کنواں کھودو انہوں نے تعمیل حکم فرمائی لیکن اس میں پانی بر آمد نہیں ہوا پھر حضرت امام حسینؑ نے جناب عباسؑ سے فرمایا کہ اے بھائی دریائے فرات کے کنارے جا کر ایک دفعہ سیراب ہونے کے اندازے کے مطابق پانی لے آؤ آپ نے بسر و چشم فرما کر کچھ آدمی اپنے ساتھ لئے اور روانہ ہو گئے اس وقت یہ لوگ آپ کے دائیں اور بائیں ساتھ ساتھ تھے یہاں تک کہ بڑھ کر فرات کا کنارہ لے لیا ابن زیاد کے لشکر نے

جب ان کو دیکھ کر پوچھا کہ تم کون ہو ؟ ان لوگوں نے فرمایا ہم امام حسینؑ کے اصحاب ہیں ان لوگوں نے پوچھا کہ تمہارا یہاں کیا کام ہے ؟ اصحاب امام حسینؑ نے فرمایا پیاس نے ہم پر سختی کر رکھی ہے اور امام حسینؑ کی پیاس ہم کو سب سے زیادہ گراں ہے ان لوگوں نے یہ سنتے ہی یک جان ہو کر اصحاب امام حسینؑ پر حملہ کر دیا حضرت عباس اور آپ کے اصحاب نے ان کا مقابلہ کیا اور ایک بہت سخت لڑائی لڑ کر ان کے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا پھر حضرت عباسؑ نے ایک رجز پڑھا : میں ایک ہدایت یافتہ دل یکران لوگوں سے لڑتا ہوں اور نبی احمد کے فرزند سے دشمنوں کو ہٹا رہا ہوں میں تم کو کاٹ کرنے والی تلوار سے اس وقت تک مارتا رہوں گا جب تک کہ تم میرے سردار کے ساتھ لڑائی سے باز نہ آؤ گے ۔
میں محبت رکھنے والا عباس ہوں اور علیٰ مرتضیٰ کا فرزند ہوں جس نے خدا کی جانب سے زور پایا تھا ۔

ابو مخنف نے کہا پھر حضرت عباسؑ نے اس گروہ پر دھاوا بول دیا اور ان کو دائیں بائیں پراگندہ کر کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور آپ یہ رجز پڑھ رہے تھے : جس وقت موت بلند ہو کر سروں پر آجائیگی تو میں موت سے نہیں ڈرتا جب تک کہ بوقت جنگ مردہ بن کر تہہ خاک نہ پہنچ جاؤں ۔ میں جنگ کے وقت بہت کچھ صبر اور شکر کرنے والا ہوں اور کوئی مصیبت آجائے میں اس سے نہیں گھبراتا بلکہ سروں پر وار لگاتا اور مانگ کی جگہ چاک چاک کرتا ہوں میں ہی وہی عباسؑ ہوں جو بوقت جنگ بہت سخت ہے میری جان پاک و پاکیزہ فرزندِ رسولؐ کے لئے سپر ہے ۔ جب یہ اشعار پڑھ چکے تو قوم پر ٹوٹ پڑے اور مار کر گھاٹ پر سے ہٹا دیا اور مشک لیکر دریا میں اترے اور مشک بھر لی اپنا ہاتھ پانی پینے کے لئے بڑھایا تو امام حسینؑ کی پیاس یاد آئی فرمانے لگے خدا کی قسم جس حالت میں

کہ میرا سردار حسینؑ پیاسا ہو میں ہرگز ہرگز پانی نہیں پیوں گا ہاتھ سے پانی پھینک دیا اور مشک پشت پر رکھ کر یہ پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے اے نفس، حسینؑ کے بعد تیرے لیئے ذلت ہے اگر تو رہنا چاہتا ہے تو حسینؑ کے بعد نہ رہنا یہ حسینؑ تو موت کے گھونٹ پئیں اور تو ٹھنڈا صاف پانی پیئے تو یہ میرے مذہب کا شیوہ نہیں ہے اور نہ سچا یقین رکھنے والے کے یہ کام ہوتے ہیں ۔

ابو مخنف کہتے ہیں یہ فرماکر آپ گھاٹ سے نمودار ہوئے تو آپ پر ہر سمت سے تیر برسنے لگے لیکن آپ مشکیزہ کاندھے پر رکھے ہوئے برابر جہاد فرمارہے تھے یہاں تک کہ زرہ ساہی کی طرح بن گئی اس وقت آپ پر ابرحسن بن شیبان نے حملہ کیا اور آپ کے دائیں ہاتھ پر وار لگاکر مع تلوار اس کو جدا کردیا آپ نے بائیں ہاتھ میں تلوار لیکر اس گروہ پر حملہ کردیا اور یہ فرمانے لگے : خدا کی قسم تم نے میرا دایاں ہاتھ کاٹ دیا تو کاٹ دو جس وقت کہ میں اپنے دین اور سچے یقین والے امام کی جانب سے جہاد کررہا تھا وہ تو پاکیزہ و پاک اور امین نبی کے فرزند ہیں وہ بہت ہی سچے نبی تھے ہمارے پاس دین لیکر آئے اور یکتا اور امین کی تصدیق کرنے والے تھے ۔

ابو مخنف نے کہا: پھر آپ قوم پر ٹوٹ پڑے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا بہت سے گرا دیئے اور مشکیزہ برابر پشت پر لیئے رہے ابن سعد نے جب یہ دیکھا تو آواز دی ارے تمہارا بھلا ہو مشکیزہ پر تیروں کی بوچھاڑ کردو خدا کی قسم اگر حسینؑ نے پانی پی لیا تو اس سرے سے لیکر دوسرے سرے تک سب کو مار ڈالیں گے ۔

ابو مخنف نے کہا: ان لوگوں نے حضرت عباسؑ پر ایک سخت حملہ کردیا اور آپؑ نے بھی ان کے ایک سو اسی شہسوار قتل کر دیئے اسی اثنا میں عبداللہ ابن یزید شیبانی نے آپ کے بائیں ہاتھ پر وار لگایا اور اسے جدا کردیا آپؑ نے تلوار منہ میں دبا

لی اوران پر حملہ کر دیا اور یہ اشعار پڑھے :- اے نفس، کافروں سے مت جھجک اور خدائے جبار کی رحمت سے خوش ہو جو تمام نیکوں کے سردار نبی مصطفیٰ کے ساتھ اور تمام پاک و پاکیزہ نفوس اور سادات کے ساتھ ملے گی انہوں نے اپنی بغاوت سے میرا دایاں ہاتھ قطع کر دیا خدایا ان کو آگ کی تپش سے جلانا۔

ابو مخنف نے کہا: پھر حضرت عباس نے ان پر حملہ کیا خون برابر آپ کے دونوں ہاتھوں سے ٹپک رہا تھا اور ان سب نے بھی مل کر آپ پر حملہ کر دیا۔ حضرت نے ان سے سخت جنگ فرمائی اسی عرصہ میں ان میں سے ایک شخص نے لوہے کا ایک گُرز آپ کے سرِ اقدس پر لگایا جس نے سر شگافتہ کر دیا اور حضرت زمین پر رُخسارے کے بل گرے اپنے خون میں تڑپ کر آواز دینے لگے اے ابو عبداللہ (حُسینؑ) آپ پر میرا سلام پہنچے امام حسینؑ نے جس وقت عباس کی آواز سُنی فرمایا ہائے بھائی ! ہائے عباس ! ہائے رُوحِ رواں دل ! پھر آپ نے ان لوگوں پر حملہ فرما کر اپنے بھائی کے پاس سے ہٹا دیا اور اتر کر اپنے گھوڑے کی پشت پر بٹھایا اور خیمہ میں لاکر لٹا دیا اس قدر شدت سے روئے کہ تمام حاضرین کو رلا دیا اور ارشاد فرمایا کہ خدا تم کو جزائے خیر دے خدا کی راہ میں حق جہاد ادا کر دیا۔

علامہ ابو اسحٰق اسفرائینی نے نور العین فی مشہد الحسینؑ مطبع مصر صفحات ۴۵ تا ۴۹ پر حضرت عباس علیہ السلام کی شہادت کے واقعات اس طرح لکھے ہیں کہ جب پیاس کی شدت جناب امام حسین علیہ السلام، آپ کے اہلبیتؑ اور آپ کے اصحاب پر سخت ہوئی تو انہوں نے امام حسینؑ کی خدمت میں اس تکلیف کو پیش کیا۔ امام حسینؑ نے اپنے بھائی عباس علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ اے بھائی ! فرات کی طرف جاؤ اُمید ہے کہ کچھ پانی لے آؤ گے، حضرت عباسؑ نے عرض کیا سمعاً و طاعۃً یعنی جو ارشاد ہو بجا لاتا ہوں حضرت عباسؑ روانہ ہوئے،

یہاں تک کہ دریائے فرات پر جا پہنچے لشکر عمر سعد سے لوگ چلائے اور آپ پر بڑے بڑے شجاعوں نے حملہ کیا حضرت عباسؑ اس وقت صبر کو کام میں لائے اور ان سے سخت جنگ کی یہاں تک کہ بڑے بڑے شجاعوں اور بڑے بڑے دلیروں کو قتل کیا یہاں تک کہ وہ سب آپ کے سامنے متفرق ہو کر بھاگ گئے تب حضرت عباسؑ نہر میں اترے اور اپنی مشک بھرنے کا ارادہ کیا پھر فوج اُمنڈ کر آئی اور آپ پر حملہ کیا آپ نے تلوار سے ان کا مقابلہ کیا تمام فوج شقاوت موج نے دریا کے گھاٹ کو روک لیا اور حضرت عباسؑ، جناب امام حسینؑ اور پانی کے درمیان حائل ہو گئی پس حضرت عباسؑ نے ان پر حملہ کیا اور اپنی زبان پر یہ اشعار جاری فرمائے:

ہم نسل ہاشمی کی تلواریں ہیں جن کی تیز دھاریں تمہارا خون بہانے کے واسطے ہیں۔ اے کمینوں کی اولاد اور اے بکریاں چرانے والوں کے بیٹو! کاش کہ ہمارے جد ہماری مصیبت کو دیکھتے کہ جوان کی ذریت پر اس وقت پڑی ہے۔

اے بہترین برادران! جنہوں نے زمین غاضریات میں اپنے نفسوں کو قربان کیا تلواروں کی باڑھوں کے نیچے مرجانا ایک جلیل عظمت ہے جبکہ اس کے بعد بہشت میں جانا ہو۔ دنیا پر اور اس کی لذت پر افسوس نہ کرنا کہ ہمارے جد پاک کے حضور میں سب گناہ بخش دئے جائیں گے۔

اس رجز کو سن کر لشکر ابن زیاد نے چاروں طرف سے حضرت عباس علیہ السلام پر حملہ کر دیا حضرت عباس نے ان کو اس زور سے للکارا اور ان پر ایسا سخت حملہ کیا کہ ایک ہلچل مچ گئی بڑے بڑے دلیروں کو تہہ تیغ کر ڈالا جب مارد ابن صدیق نے حضرت عباسؑ کی یہ حالت دیکھی اور ان کی ایسی شجاعت اور دلیری کا مشاہدہ کیا اور معلوم کیا کہ یہ بڑے بڑے شجاعوں کو تہہ تیغ کر چکے ہیں تو اس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنی فوج کی طرف مخاطب ہو کر بولا وائے ہو تم پر

باوجودیکہ تم تعداد میں اتنے ہو کہ اگر ایک ایک مٹھی خاک ہی اس پہ پھینک دو تو یہ مر جائے اور پھر آواز بلند کہا کہ ایہا الناس! جس کے گلے میں یزید کی بیعت ہے اور جو اس کا مطیع ہے وہ اس صف جنگ سے علیحدہ ہو جائے کہ میں اس نوجوان کو جس نے بڑے بڑے شجاعوں کو قتل کیا ہے کافی ہوں شمر ذی الجوشن نے کہا اچھا ہم ہٹے جاتے ہیں اور لڑائی چھوڑ دیتے ہیں اور یزید کے پاس خط بھیج دیتے ہیں کہ تو اور تیرا بھائی ان لوگوں سے لڑیں اور اپنے لشکر سے اس نے اشارہ کیا کہ سب ایک طرف ہو جائیں پس سب ایک طرف ہو گئے اور یہ حضرت عباسؑ کی طرف تنہا چلا۔ اس کے بدن پہ زرہ تھی اور اس کے سر پہ خود تھا اور سرخ گھوڑے پہ سوار تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک لمبا نیزہ تھا حضرت عباسؑ نے جب اس کو اپنی طرف آتے دیکھا کہ وہ تنہا آرہا ہے تو آپ اس کی طرف بڑھے اور قریب پہنچ گئے تو وہ چلایا کہ اے نوجوان! اپنی تلوار پھینک دے اور اپنے علوم کو ظاہر کر کیونکہ جو لوگ تجھ سے لڑے وہ تیرے ساتھ نرمی کرتے تھے اور میں ایسا شخص ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری خلقت سے رحم نکال دیا ہے اور اس کے عوض انتقام اور عداوت رکھ دی ہے اور میری یہ حقیقت ہے کہ جب اپنے سے بڑے پہ حملہ کرتا ہوں تو اس کو حقیر کر دیتا ہوں اب تیری جوانی اور ملاحت کو جو دیکھتا ہوں تو میرا دل نرم ہوتا ہے تو واپس جا اور اپنی جان کو ضائع نہ کر اور عاقل کو اشارہ کافی ہے اگرچہ میں نے تیرے سوا آج تک کسی اور پہ کرم اور رحم نہیں کیا ہے اور یہ شعر پڑھنے شروع کئے، نصیحت کی ہے میں نے تجھ کو اگر تو اس کو قبول کرے سبب یہ ہے کہ مجھ کو تیرے باب میں تلواروں سے بہت خوف ہے میرا دل تو کسی پہ سوائے تیرے نرم نہیں ہوا ہے پس تو میرے اس کلام کو مان لے اور میں اطاعت کی نصیحت کرتا ہوں کہ تو بڑے آرام سے دنیا میں زندگی بسر کرے

ورنہ سخت مصیبت کا مزہ تجھے چکھا دوں گا۔ مارو کا کلام سُن کر حضرت عباسؑ نے فرمایا: اے دشمنِ خدا میں دیکھتا ہوں کہ تو نے اچھی بات کہی بجز اس کے کہ تیری محبت کلّر اٹھی زمین اور پتھر میں بیج بونے کے مترادف ہے اور یہ امر بعید ہے کہ تیری تدبیر آفتاب پہ حاوی ہو جائے یا تو دریا کو اپنی سختی اور چلانے سے پھاڑ دے اور یہ بات کہ میں تیری فرمانبرداری کروں اور تیرے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دوں بہت بعید ہے اور نہایت صعب و شدید ہے اور یہ جو تو نے کہا میں ملیح شکل ہوں اور حداثتِ سن کا بھی ذکر کیا ہے یہ مجھ کو کچھ بھی فرد دینے والی نہیں ہے اس واسطے کہ میں اپنی شرافت نسل اور اپنی ذکاوت عقل کو جانتا ہوں اور جو کچھ تو نے میرے دین اور میری ریاضت نفس کا اور معرفت دشمن وصبر کا تذکرہ کیا ہے سو مردوں کا امتحان بہادروں اور شجاعوں سے مقابلہ کرنے اور تلوار و نیزہ بازی میں اور سواروں کے بھگانے میں اور قتل کرنے میں اور بلا کے وقت صبر کرنے میں اور نعمت خدا پہ شکر کرنے میں اور اللہ پہ توکل کرنے میں ہوتا ہے پس جس میں یہ اوصاف ہوں وہ ہرگز کسی امر سے نہیں ڈرتا اور اے دشمنِ خدا تو فضائل و خصائل و اداب سے بالکل خالی ہے اے دشمنِ خدا تو میری قرابت کو جو رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے جان گیا ہے کہ گویا میں اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہوں اور جو شخص کہ اُس درخت کی ایک شاخ ہو اس کا توکل اللہ پہ ہے وہ کیونکر برائیوں میں داخل ہو سکتا ہے اور تلواروں کے ڈر سے کیونکر کسی کی اطاعت کر سکتا ہے اور جب کہ میرے پدر بزرگوار جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السّلام ہیں تو میں اپنے مقام سے کبھی ہٹ سکتا اور کسی لڑنے والے سے نہیں ڈر سکتا اور میں کسی کافر اور غادر سے خوف نہیں کھاتا اور نہ میں کبھی اللہ کے کام سے ناراض ہو سکتا ہوں اور میں اسی شجر کا ایک ورق ہُوں اگر تجھ کو یہ خیال

ہے کہ میں تیری اطاعت کرلوں گا تو تیرا یہ گمان فضول ہے اور تیری کوشش ضائع ہے میں ایسا شخص نہیں ہوں جو اس زندگی کا افسوس کرے اور اپنے مرنے سے بھاگے اور میں خوب جانتا ہوں کہ جنت اس دُنیا سے کہیں بہتر ہے اور بہت سے چھوٹی عُمر کے لڑکے خدا کے نزدیک شیخ کبیر سے افضل ہیں۔

جب مارد نے اس کلام کو سُنا تو وہ مثل عقاب شکستہ بازو کے حضرت عباسؑ کی طرف جھپٹا اور اس نے گمان کیا تھا کہ حضرت عباسؑ کا قتل کرنا بہت آسان امر ہے حضرت عباسؑ نے اس کو نہ روکا بلکہ اپنی طرف آنے دیا یہاں تک کہ حضرت عباسؑ مارد کی لمبی ستان کے قریب ہو گئے حضرت عباسؑ نے اپنے ہاتھ سے نیزے کو پکڑ کر کھینچ لیا قریب تھا کہ وہ اس کے جھٹکے سے گر پڑے مارد نے نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور حضرت عباسؑ نے اس کے نیزے کو چھین لیا مارد اس سے بہت شرمندہ ہوا پھر حضرت عباسؑ نے وہی نیزہ اس کو مارا اور فرمایا کہ اے دشمنِ خدا و رسولؐ میں امید کرتا ہوں کہ میں تیرے ہی نیزے سے تجھے ہلاک کرونگا، مارد پر خوف طاری ہو گیا حضرت عباسؑ نے بھی اس کے انتشار کو تاڑ لیا اور وہی نیزہ پھر اس کے گھوڑے کی ساق پر لگایا گھوڑا الف ہو گیا اور وہ زمین پر گرا اب مارد کو طاقت نہ رہی کہ حضرت عباس سے پیدل لڑے کیونکہ وہ بہت موٹا تھا اس کے پیر بھاری ہو گئے اور صفوف لشکر میں اس واقعہ کو دیکھ کر کھل بلی پڑ گئی اور وہ برہم ہو گئیں شمر نے فوراً مارد کے رسالے کو پکارا کہ اپنے سردار کے پاس دُوسرا گھوڑا لے جاؤ اس کا ایک حبشی غلام اس کی طرف فوراً ایک گھوڑا لیکر چلا کہ اس کا نام صارفہ تھا اور گھوڑے کا نام طاویہ تھا اور وہ ایک چالاک گھوڑا تھا کہ ہوا کے برابر جاتا تھا جب مارد کی نگاہ اس گھوڑے پر پڑی تو بہت زور سے ایسا چلایا جیسا کہ اونٹ غل مچاتے ہیں کہ اے غلام بہت جلد طاویہ کو میرے پاس لاقبل اس کے

کہ میری موت آجائے غلام گھوڑا لیکر اس کی طرف دوڑا حضرت عباسؑ اُس سے تیز تر ہوکر گھوڑے کی طرف چلے اور شیر کی طرح جھپٹتے ہوئے اُس کے پاس جا پہنچے اور اس غلام کے پاس جاکر اس کی گردن پر نیزہ مارا اور اس کو زمین پر پھینک دیا کہ وہ اپنے خون میں لوٹتا تھا اور آپنے گھوڑے کو چھوڑ کر طاویہ پر سوار ہو گئے اور تمام صفوفِ لشکر کو چیر کر اپنے بھائی امام حسینؑ کی خدمت میں جا پہنچے جب مارد نے حضرت عباسؑ کی شجاعت و دلیری کا یہ حال دیکھا کہ وہ اسپ طاویہ کو چھین کر سوار ہو گئے ہیں تو اس کی عقل مختل ہوگئی اب اپنی جہالت اس کو ثابت ہوگئی رنگ زرد ہو گیا ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور پکارا کہ ہائے میرے ہی گھوڑے پر سوار ہوگیا اور اب میرے ہی نیزے سے مجھے مارے گا، افسوس ہے میری اس ننگ و عار پر۔ جب شمر نے اس کا یہ کلام سُنا تو اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور اس کے عقب میں سنان بن انس نخعی، خولی بن یزید اصبحی اور جمیل بن مالک محاربی چلے اور پھر ان کے پیچھے سب لشکر چلا سب نے باگیں اپنے گھوڑوں کی چھوڑ دیں اور تلواریں برہنہ کر لیں امام حسینؑ نے اپنے بھائی کو آواز دی کہ اے بھائی! کیا آپ ان دشمنانِ خدا کو دیکھتے ہیں کہ ان لعینوں نے آپ پر حملہ کا ارادہ کیا ہے اور آپ کے پاس آ پہنچے ہیں حضرت عباسؑ نے دیکھا کہ وہ فوج کس قدر تیزی سے پہنچنا چاہتی ہے اس لئے آپ اُن سے زیادہ تیزی سے مارد کے پاس پہنچے اور آپ نے فرمایا کہ اُس چیز کا مزہ چکھ لے جو تجھ کو جہنم میں لے جائے گی اور اس کو ایک ایسی تلوار ماری کہ اس کا ہاتھ کٹ گیا اور اس کے نیزے کو چھین لیا۔ مارد نے کہا یا عباسؑ مجھ کو چھوڑ دو میں آپ کا غلام ہوں حضرت عباسؑ نے فرمایا میں تیرے جیسے غلام کو لیکر کیا کروں گا پھر اس کو ایک ایسا نیزہ مارا کہ اُس کے اِس کان سے اُس کان تک پار ہوگیا پس وہ مر گیا پھر لشکر اشقیاء پر حملہ کیا اور صفوں کے درمیان اسپ طاویہ کو چکر دیا جس پر وہ سوار تھے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اس حملہ میں ڈھائی سو[۲۵۰]

سواروں کو قتل کر ڈالا اور اس سے پہلے پانچ بیس کو قتل کر چکے تھے پس وہ صفیں اور فوجیں درہم برہم ہو گئیں اور سب بھاگ گئے امام حسینؑ نے فرمایا بھائی ذرا ٹھہر جاؤ کہ اب میں تمہارے عوض میں لڑوں اور تم آرام لے لو حضرت عباس نے عرض کیا کہ حکم الٰہی سے مفر اور گریز نہیں ہے یہ کہہ کر پھر لڑنے لگے تا اینکہ فوج یزید ان سے دور ہو گئی پھر اپنے بھائی امام حسینؑ کی تلاش میں واپس ہوئے اور شمر پکارا کہ یا ابن علیؑ مارو کے طاویہ کو تم نے واپس لے لیا اے عباسؑ! یہ وہی گھوڑا ہے جو تمہارے بھائی امام حسنؑ سے مدائن میں چھین لیا گیا تھا یہ سن کر حضرت عباسؑ اپنے بھائی امام حسینؑ کے پاس اسی گھوڑے پر سوار ہو کر پہنچے تو شمر کے کلام کو نقل کیا آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ وہی طاویہ ہے جو ملک رے کے حاکم کا گھوڑا تھا جس کو تمہارے پدر بزرگوار نے تمہارے بڑے بھائی کو دیا تھا اور یہی گھوڑا ان کے زمانہ میں مخالفین نے قیام مدائن کے وقت چرا لیا تھا جب وہ گھوڑا جناب امام حسینؑ کے قریب آیا تو وہ اپنے سر کو حضرت امام حسینؑ کے کپڑوں سے ملتا تھا اور ایسی محبت ظاہر کرتا تھا گویا وہ گھوڑا ایک دن کے لئے بھی حضرت سے جدا نہ ہوا تھا۔ پھر امام حسین نے حضرت عباسؑ سے فرمایا کہ اب خیمہ میں آخری بار وداع کے لئے ہوتے جاؤ اور مخدرات نبوّت کو یوں وداع کر لو کہ گویا پھر واپس نہ آؤ گے اس وقت حضرت عباسؑ کی زوجہ مطہرہ اور آپ کے دو صغیر سن بچے آپ سے لپٹ گئے اور انہوں نے عرض کی کہ ہم پیاس کے مارے بے تاب ہیں حضرت عباسؑ نے ان سے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو اسی عرصہ میں حضرت عباس کو اپنے بھائی امام حسینؑ کی آواز سنائی دی کہ وہ فرماتے ہیں کہ اے بھائی میری خبر لو حضرت عباسؑ خیمہ سے نکلے تو دیکھا کہ ان کے برادر عالی مقدار بنفس نفیس مخالفین سے لڑ رہے ہیں اور فوج ابن زیاد نے ان کو گھیر لیا ہے اور آپ ان کو اپنے پاس سے دفع کر رہے ہیں اس وقت بھی آپ نے دو سو اسی [۲۸۰] آدمیوں کو قتل کیا پھر حضرت عباسؑ نے ان پر حملہ کیا اور فوج اشقیاء کو اپنے بھائی کے گرد سے ہٹا دیا اور

فرمایا کہ اے دشمنانِ خدا و رسولؐ ! اگر ہمارے ساتھ تم میں سے آدھے آدمی بھی ہوتے تو ہم تم سب کو قتل کر ڈالتے جب حضرت عباسؑ لڑ رہے تھے ایک شخص زرارہ بن محارب کمین گاہ میں آ بیٹھا حضرت عباسؑ اس کی طرف ہو کر گزرے تو وہ نکلا اور اس نے آپ کے دائیں ہاتھ پہ تلوار ماری اور آپ کے ہاتھ کو مثل قلم کے اڑا دیا حالانکہ اس حملے میں حضرت عباس چار سو پچاس لعینوں کو قتل کر چکے تھے آپؑ نے دست چپ میں تلوار لے لی اور اپنا رُخ اپنے برادر عالی قدر امام حسینؑ کی طرف کیا اور یہ اشعار پڑھنے شروع کئے خدا کی قسم اگر چہ تم نے میرا دایاں ہاتھ قطع کیا ہے لیکن میں اپنے دین کی حمایت میں ضرور جہاد کرونگا اور اپنے امام صادق و امین کی حمایت کروں گا جو سبط نبی طاہر و امین ہے۔

یہ اشعار پڑھ کر آپ نے پھر فوج مخالف پہ حملہ کیا اور پچاس سواروں کو اُسی دست چپ سے قتل کیا اس وقت حضرت عباسؑ الٹے ہاتھ سے لڑ رہے تھے کہ عبداللہ بن شہاب کلبی نے آپ پہ حملہ کیا اور آپ کے دست چپ کو بھی قطع کر ڈالا اُس وقت حضرت عباسؑ نے مایوس ہو کر اپنے کٹے ہوئے ہاتھ سے اپنی تلوار کو سہارا دے کر آئے اور پھر سینہ مبارک سے اُسے لگا کر یہ اشعار پڑھے :

اے نفس خوف نہ کر کفار سے۔ تجھ کو رحمت غفار کی بشارت ہو تو اپنے سید اطہار کے ہمراہ ہے یا غیان خدا و رسولؐ نے میرے دست چپ کو بھی قلم کر دیا۔ کیا اہل بغاوت و کفر نے دین و ایمان کو چھوڑ دیا خداوندا تو ان کو آتش جہنم میں داخل کر۔

اسی حالت میں حضرت عباسؑ نے کفار پہ پھر حملہ کیا آپ کے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں سے خون جاری تھا۔ بہ سبب تمام خون بہہ جانیکے کمزور ہو گئے اور ضعف طاری ہوا اور فرماتے تھے کہ میں اسی طرح اپنے جد بزرگوار جناب محمد مصطفےٰؐ اپنے پدر عالی قدر علی مرتضیٰؑ سے ملاقات کروں گا ایسی حالت میں بھی حضرت عباس نے پینتیس ۳۵ ناریوں کو قتل کیا ناگاہ ایک ملعون نے ان کے سر پہ لوہے کا گرز مارا جسکی ضربت سے وہ حضرت گھوڑے سے زمین پہ گرے اور آواز دی

اے بھائی! اے حسینؑ! آپ پر میرا آخری سلام ہو۔ یہ سُن کر امام حسینؑ نے کفار پر حملہ کیا اور سخت جنگ کی یہاں تک کہ آٹھ سو۸۰۰ سواروں کو قتل کیا اور لڑتے لڑتے اپنے بھائی عباس کے پاس پہنچے اور اسکی لاش مبارک کو اٹھا کر سب شہدار کی لاشوں کے پاس رکھ دیا اور شدت سے آپ پر گریہ کیا۔

علّامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۴ پر لکھا ہے کہ احمد بن عیسٰی نے مجھے روایت کی اس نے کہا مجھے حسین بن نصر نے روایت کی اس نے کہا ہمیں اپنے والد نے روایت کی اس نے کہا ہمیں عمرو بن شمر نے جابر سے اس نے امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی کہ زید بن رقاد جنبی اور حکیم بن طفیل طائی نے حضرت عباسؑ علیہ السّلام کو شہید کیا۔

شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصّہ دوم مطبع طہران صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے کہ حضرت عباسؑ کے قتل کی ذمّہ داری لینے والے زید بن ورقاء حنفی اور حکیم بن طفیل سنبسی تھے۔

بہ روایت علّامہ محمد ہاشم خراسانی حضرت عباسؑ کی عمر بوقت شہادت چونتیس ۳۴ سال تھی۔ منتخب التواریخ : ۲۶۱۔

بروایت علّامہ محمد تقی امام زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا کہ میرے چچا حضرت عبّاس پر خدا تعالیٰ رحمت کرے کہ انہوں نے بڑا ایثار فرمایا اور سخت تکلیف اٹھائی اور اپنی پیاری جان اپنے بھائی پر فدا کی یہاں تک کہ آنجناب کے دونوں ہاتھ قلم ہوگئے اس کے بدلے میں ان کو اللہ تعالیٰ نے دو پر عنایت فرمائے ہیں اور اب وہ مثل اپنے چچا حضرت جعفر طیار ابن ابیطالب علیہ السّلام کے فرشتوں کے ساتھ جنّت میں پرواز کرتے ہیں اور بروز قیامت درگاہ ربّ العزّت میں ان کے لئے وہ درجہ ہوگا جسے دیکھ کر تمام شہدا سخت رشک کریں گے۔ ناسخ التواریخ ۲۹۲۔

علّامہ ابوالفرج اصفہانی مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۵ پر لکھا ہے کہ اُمّ البنین

ان چار شہید بھائیوں یعنی عبداللہ۔ جعفر۔ عثمان اور حضرت عباسؑ کی والدہ تھیں ان کی شہادت کے بعد ان کی والدہ جنت البقیع کے قبرستان میں آکر نہایت دردناک اور سوزناک انداز میں اَپنے بیٹوں پر روتی تھیں بہت سے لوگ وہاں جمع ہوکر اس کے رونے پیٹنے اور ماتم کو سُنتے تھے مروان بھی ان لوگوں میں آکر اس کے رونے پیٹنے کو سُنتا تھا اور زار زار روتا تھا۔ اس روایت کو علی بن محمد بن حمزہ نے نوفلی سے اس نے حماد بن عیسٰی جہنی سے اس نے معاویہ بن عمار سے اس نے حضرت جعفر بن محمد سے بیان کیا ہے۔

علّامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۶۲ پر لکھا ہے کہ ثقتہ الاسلام قمی نے نفثتہ المصدور میں ام البنین کے مرثیوں کے چند شعر نقل کئے ہیں: مجھے بیٹوں کی ماں مت پکارو تم مجھے جنگل کے شیر یاد دلاتی ہو۔ میرے بیٹے تھے میں ان کے ساتھ پکاری جاتی تھی اور آج میں ایسی ہوچکی ہوں کہ میرا کوئی بیٹا نہیں ہے میرے چاروں بیٹے بلند مقام کے شہبازوں کی طرح تھے شہ رگ کے کٹ جانے سے وہ موت کے گھاٹ اتر گئے مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ جب وہ جنگ کے لئے نکلے تو حضرت عباس کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔

یہ اشعار بھی اس مخدرہ کے مرثیوں میں سے ہیں !

اے وہ کہ جس نے عباس کو فوج اشقیاء کے دستوں پر پلٹ پلٹ کر حملے کرتے دیکھا اس کے پیچھے حیدر کرار کے بیٹوں میں سے ہر ایک شیر تھا کہ وہ دشمنوں کے حملے کو اپنے سر سے پھیر دیتا۔

اگر تیرے ہاتھ میں تیری تلوار ہوتی تو اشقیاء سے کوئی تیرے پاس نہ پھٹکتا۔

حضرت سیّد الشہدا امام حُسینؑ علیہ السّلام کی شہادت

ملا محمد باقر نے بحار الانوار جلد دہم حصّہ دوم مطبع طہران صفحہ ۴۶ پر لکھا ہے کہ جب اولاد و اقربا بھی درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اور بجز امام مظلوم کوئی باقی نہ رہا اس وقت حضرت امام حسینؑ نے اتمام حجت کرنے کے لئے بصدائے بلند فرمایا: ہل من ذاب یذب عن حرم رسولؐ اللہ ؟ ہل من موحّد یخاف اللہ فینا ؟ ہل من مغیث یرجو اللہ فی إغا ثتنا ؟ یعنی اب کوئی ہے کہ ضرر اشقیاء کو ہم سے دفع کرے آیا کوئی حق پرست ہے جو ہمارے حق میں خوف خدا کرے آیا کوئی ہے جو بامّید اجر و ثواب ہماری فریاد رسی کرے ؟

میرزا قاسم علی نے نہر المصائب مطبع لکھنو مطبوعہ ۱۸۸۲ء صفحہ ۳ - ۴۶۲ پر لکھا ہے کہ بسبب استغاثہ سیّد الشہدا ارکان اور قوائم عرش میں تزلزل ہوا ملائکہ نے آواز گریہ و بکا بلند کی، آسمان کانپنے لگا اور زمین مضطرب ہو کر زلزلہ میں آئی ملا آقا دربندی نے لکھا ہے کہ بنا بر استنباطِ دقیق کے اول جس نے جواب دیا اور لبیک کہی ہو وہ ذاتِ اقدس باری تعالٰی ہے پس اس وقت ایک صحیفہ آسمان سے دست اقدس مظلوم کربلا پر نازل ہوا حضرت نے اسے کھول کر دیکھا کہ یہی وہی عہد نامہ ہے جو عالم ارواح میں قبل خلقت دنیا اور اہل دنیا کے لکھا گیا ہے اور اس مظلوم سے عہد میثاق شہادت و قتل ہونا راہِ خدا میں لیا گیا ہے جب حضرت نے اس صحیفہ کی پشت پر نگاہ کی تو دیکھا کہ اس پر لکھا ہوا ہے کہ اے حبیب ہمارے اے حسینؑ ہمارے ہم نے تم پر شہادت و قتل ہونا لازم نہیں کیا اس بارہ میں تم کو اختیار ہے اور ہماری درگاہ میں درجہ اور قدر و منزلت اور مقام سے تیرے ایک ذرہ کم نہ ہوگا اگر تمہاری خواہش و خوشی ہو تو ہم اس آفت و بلا کو دفع کریں اور

آگاہ ہوا اسے حسینؑ کہ ہم نے تمام آسمان، اہل آسمان، تمام زمین، اہل زمین، ملائکہ اور جن وانس اور تمامی موجودات مطیع تمہارے حکم کے کئے ہیں اب جو کچھ کہ چاہتے ہو اس قوم فجار وکفار واعداء کے قتل اور واصل نار ہونے میں حکم کرو پس اس وقت حضرت نے درگاہ احدیت میں عرض کی کہ اے عالم الغیب تو خوب واقف و عالم ہے کہ میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ قتل ہونے کے بعد زندہ ہوں اور پھر قتل ہوں ستّر مرتبہ بلکہ ستر ہزار مرتبہ تیری راہ محبت و اطاعت میں اور کیونکر ایسا نہ ہو حالانکہ میں جانتا ہوں ثمرۂ قتل میرے سے نصرت تیرے دین کی ہے اور ذکر تیرے احکام کا باقی رہے گا اور حفظ ناموس شرع کا ہوگا میں اپنی حیات سے سیر اور دلتنگ ہوں بعد قتل ہونے ایسے جوانان بنی ہاشم اور اصحاب دیندار کے پس حضرت نفس نفیس متوجہ اور مشغول جہاد ہوئے۔

بعد اس کے سلسلہ ارواح قدسیہ انبیاء واوصیاء اور اولیاء وصلحا اور شہدا نے بعد اس کے سلسلۂ ملائکہ کرّوبیین ومقربین اور حاملان عرش وکرسی اور سماوات نے بعد اس کے سلسلۂ حور وغلمان اور جنّات اور ارواح مومنین جن وانس نے جوش وخروش میں آکر گریۂ وزاری وَاحُسَیۡنَا وَامَظۡلُومَاہُ کہتے ہوئے جواب دیا اور آمادہ نصرت ہو کر لَبَّیۡكَ لَبَّیۡكَ اَرۡوَاحُنَا لَرُوۡحِكَ الۡفِدَا کہا اور بعد اس کے ہر موجودات نے بارادہ نصرت جواب دیا لیکن جواب دینا ہر ایک صنف ونوع اور ہر شے کا بطور استعداد اور مطابق انکی فطرت کے ہے۔

جب جناب سیدالشہداء نے آواز استغاثہ بلند کی تو یہ سُن کر جواب دیا ابدان شریفہ اور اجساد طیبہ شہدائے کربلا نے کہ زخموں سے چور ریگ گرم پرآلودہ بخاک وخون پڑے تھے اس طور سے کہ حرکت وجنبش میں آگئے ہوں اور کانپنے لگے ہوں اور ان کے حلقوم ہائے طیبہ سے یہ صدا بلند ہوئی لَبَّیۡكَ لَبَّیۡكَ یَا ابۡنِ

رسولؐ اللہ ویا محبۃ اللہ ہل لنا رخصۃ فی الرجوع الی الدنیا والمجاہدۃ بین یدیك یعنی اے فرزند رسولؐ اللہ اے حجت اور سیّد و آقا ہمارے ہم حاضر ہیں آیا پھر ہم کو دوبارہ حکم رجوع کا طرف دنیا کے اور اجازت قیام ہے کہ تاہم سامنے آپ کے اعدائے دین سے جہاد کریں۔

بروایت علّامہ محمد تقی علّامہ فخرالدین طریح نجفی نے اپنی کتاب منتخب میں لکھا ہے کہ اس وقت قبائل جنات نے امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے ابا عبداللہ ہم سب حضور کے انصار ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم میدانِ جنگ میں جا کر ان سب کافروں کو قتل کریں امام حسین علیہ السلام نے ان کے حق میں دعائے خیر کی۔

المختصر جب امام زین العابدین علیہ السّلام نے اپنے والد بزرگوار کا استغاثہ سُنا اگرچہ کمزوری کی وجہ سے آپ تلوار اور نیزہ نہیں اٹھا سکتے تھے تاہم نیزہ مگر ایک روایت کے مطابق تلوار لیکر اس حالت میں کہ کبھی گر پڑتے تھے اور کبھی کھڑے ہو جاتے تھے خیام اہلبیت سے میدانِ جنگ کی طرف جانے لگے جناب ام کلثوم سلام اللہ علیہا نے امام زین العابدینؑ کو پیچھے سے آواز دی کہ اے میرے بھائی کے فرزند واپس آ جاؤ آپ نے کہا اے پھوپھی بزرگوار ! مجھے اجازت دیں تاکہ میں فرزند رسولؐ اللہ کے سامنے درجہ شہادت پر فائز ہوں جب حضرت امام حسینؑ کو معلوم ہوا کہ زین العابدینؑ نے بھی قصدِ جہاد کیا ہے تو فرمایا اے ام کلثوم سلام اللہ علیہا ان کو روک لو ایسا نہ ہو کہ دنیا نسل آل محمدؐ سے خالی ہو جائے۔ ناسخ التواریخ جلد ششم : ۲۹۵۔

بروایت ملا محمد باقر بعض کتابوں میں منقول ہے کہ جب امام حسینؑ نے اپنے بہتر ساتھیوں کو خاک و خون میں غلطاں دیکھا ایک سرد آہ کھینچی اور در خیمہ پر وداع

کے لئے تشریف لائے بصدائے بلند پکارے : یا سکینۃ ! یا فاطمۃ ! یا زینب ! یا اُمّ کلثوم ! علیکنّ منی السلام : اے سکینہ ! اے فاطمہ ! اے زینب ! اے ام کلثوم ! میرا تم پہ آخری سلام ہو۔ بحار الانوار جلد دہم : ۴۷ -

لوط بن یحیی نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۸۴ پر امام حسینؑ کے آخری سلام کو باین الفاظ نقل کیا ہے" یا ام کلثوم و یا زینب و یا سکینۃ و یا رقیۃ و یا عاتکۃ و یا صفیۃ علیکن منی السلام فھذا اخر الاجتماع و قد قرب منکم الافتجاع "۔ اے ام کلثوم اور اے زینب اور اے سکینہ اور اے رقیہ اور اے عاتکہ او رصفیہ تم سب کو میری طرف سے آخری سلام ہو کیونکہ یہ آخری ملاقات ہے اور اب تمہاری مصیبت اور آفت کا وقت قریب آپہنچا ہے۔

سلیمان بن ابراہیم قندوزی نے ینابیع المودہ مطبع نجف اشرف صفحہ ۴۱۶ پر حضرت امام حسینؑ کے اہلبیت پر آخری سلام کو باین الفاظ نقل کیا ہے" ثم نادی یا ام کلثوم و یا سکینۃ و یا رقیۃ و یا عاتکۃ و یا زینب و یا اہل بیتی علیکن منی السلام "۔ پھر امام حسینؑ نے باآواز بلند فرمایا اے ام کلثوم اے سکینہ اے رقیہ اے عاتکہ اے زینب اور اے میرے اہلبیت میرا تم پر سلام ہو

بروایت ملا محمد باقر مجلسی یہ سنتے ہی صدائے نالہ وزاری خیمہ ہائے حرم محترم سے بلند ہوئی اور آواز الوداع الوداع و نالہ الفراق الفراق زمین سے آسمان تک پہنچی۔ جلاء العیون ۴۰۷ -

ملا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ حضرت سکینہ نے عرض کیا اے بابا ! اب آپ نے بھی مرنے کا قصد کیا ہے کیا ہم کو بے کس و تنہا اشقیاء میں چھوڑے جاتے ہیں۔ فرمایا اے نور دیدہ جس کا کوئی ناصر و مددگار نہ رہ گیا ہو وکیونکر اپنا مرنا اختیار نہ کرے سکینہ خاتون نے عرض کیا اگر آپ

آمادہ شہادت ہیں تو ہمیں روضۂ رسولؐ تک پہنچا دیں فرمایا اے نور دیدہ افسوس یہ نہیں ہوسکتا اس وقت اہل بیت میں ایک کہرام برپا ہوا اور حضرت نے سب کو تسلّی دی۔

سلیمان بن ابراہیم قندوزی نے ینابیع المودہ مطبع النجف صفحہ ۴۱۶ پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنی دختر شہزادی سکینہ سلام اللہ علیہا کو اپنے سینے سے لگا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس کے آنسوؤں کو پونچھا وہ معصومہ امام حسینؑ کو بہت پیاری تھی آپ اسے خاموش کرتے تھے اور فرماتے تھے۔

اے سکینہ جب میری موت کی خبر آئے گی	تو میرے بعد تم کو بہت رونا ہے
اپنے آنسوؤں سے میرے دل کو مت جلاؤ	جب تک میری روح میرے جسم کے اندر ہے
جب میں شہید ہو جاؤں تو اے بہترین	مستورات جتنا تم روؤ گی وہ حق بجانب ہوگا

لوط بن یحییٰ نے مقتل الحسینؑ معروف بہ مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۴۸ پر لکھا ہے کہ یہ سن کر حضرت ام کلثوم کی چیخ نکل گئی اور عرض کی کہ بھائی کیا آپ نے مرنے پر کمر باندھ لی ہے آپ نے جواب دیا کہ اے بہن! وہ شخص کس طرح مرنے پر نہ تل جائے جس کا کوئی نہ مددگار ہو اور نہ کوئی حمایتی باقی ہو حضرت ام کلثوم نے ارشاد فرمایا بھیّا ہم کو اپنے نانا ہی کے روضہ پر پہنچا آئیے آپ نے جواب دیا اے بہن! افسوس اگر قطا کو چھوڑ دیا جائے تو وہ بھی نیند لے لیتا ہے لیکن ہم نہیں چھوٹ سکتے ایسی حالت میں ہم سفر کیسے کرسکتے ہیں ؟

مرزا قاسم علی نے نہر المصائب مطبع لکھنو صفحہ ۲۴۸ پر باسناد فخر الدین طریح نجفی لکھا ہے کہ اسی اثنا میں مادر سکینہ و علی اصغر شیر خوار یعنی جناب رباب دختر امرا القیس کندی روتی ہوتی قریب حضرت کے آئیں وہ معظمہ ذوالجناح کی لگام پکڑ کر بہت روئیں اور عرض کیا اے مالک و سردار میرے ! اب حضرت تو آمادہ شہادت ہیں اس کنیز کا کون حامی و مددگار ہے جو آپ کے بعد میری ان شدائد و مصائب میں حمایت کریگا پس حضرت ان کی بیکسی پہ بہت

روئے اور فرمایا اے رباب اب وقت صبر اور محل شکر ہے تمہیں لازم ہے کہ اس مصیبت عظمیٰ میں سلسلہ صبر کو ہاتھ سے نہ دینا اور حق سبحانہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل کرنا اور ہر نفع و ضرر میں خدا کا شکر کرنا کہ وہی حافظ و نگہبان ہے تم کو اعدا کے شر سے بچائے گا۔

ملا محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۰۷ پر لکھا ہے کہ یہ فرما کر امام زین العابدینؑ کو طلب کیا اور اسرار امامت و خلافت ان کے سپرد کر کے ان کو اپنا خلیفہ و جانشین کیا اور وصیتیں کیں چونکہ امام حسینؑ کو اپنی شہادت کی خبر تھی اس وجہ سے قبل سفر عراق کتب اور جمیع ودائع انبیاء و اوصیاء ام سلمہ زوجہ رسولؐ خدا کے سپرد کر دئے تھے کہ جب امام زین العابدینؑ کربلا سے آئے سب تبرکات حضرت ام سلمہ ان کے سپرد کر دیں چونکہ امام زین العابدینؑ بیمار تھے وصیت نامہ امام حسینؑ نے اپنی دختر فاطمہ سلام اللہ علیہا کے سپرد کیا کہ امام زین العابدینؑ کو دے دینا چنانچہ حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ کی شہادت کا وقت پہنچا حضرت نے اپنی دختر فاطمہ کو بلایا اور وصیت نامہ لپیٹ کر وصیت ظاہرہ ان سے بیان کی اس لئے کہ امام زین العابدینؑ کو مرض تپ لاحق تھا اور لوگوں کو گمان نہ تھا کہ آپ کو اس مرض سے صحت حاصل ہو گی جب امام زین العابدینؑ کو صحت حاصل ہوئی تو جناب فاطمہ نے وصیت نامہ ان کے سپرد کیا اور اب وہ وصیت نامہ ہمارے پاس ہے بعد اس کے امام حسینؑ نے شہادت کیلئے کمر باندھی۔

علاّمہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۲۹۷ پر لکھا ہے کہ اس وقت امام علیہ السلام نے اپنی بہن جناب زینب عالیہ سے فرمایا میرے لئے پرانا لباس لے آؤ جس کی کوئی قیمت نہ ہو تاکہ جب میں شہید ہو جاؤں تو اشقیاء اسے بدن سے اتار نہ لیں اور مجھے عریاں نہ چھوڑ دیں جناب زینب خاتون ایک کپڑا

لے آئیں جب حضرت امام حسینؑ نے اسے پہنا اور بدن مبارک پر تنگ ہوا تو آپ نے فرمایا یہ گھٹیا لوگوں کا لباس ہے اس سے زیادہ کھلا ہونا چاہیئے جناب زینب خاتون تشریف لے گئیں اور اس سے زیادہ کھلا کپڑا لے آئیں امام حسینؑ نے اسے پارہ پارہ کردیا تاکہ اس سے بھی زیادہ کم قیمت ہو جائے اس وقت حضرت نے اسے پہن لیا اور اس کے اوپر دوسرے کپڑے پہن لئے اور اس کے اوپر ریشمی چادر پہن لی اور زرہ دراز پہن کر جنگی ہتھیاروں سے مسلح ہوئے۔

شیخ مفید نے کتاب الارشاد صفحہ ۱۱۵ پر امام حسینؑ کے جامہ کہنہ طلب کرنے کی روایت کو عبداللہ بن حسنؑ کی شہادت کے واقعات کے بعد نقل کیا ہے۔

بروایت علامہ محمد تقی اس وقت اہل حرم سے فریاد اور رونے کی آواز بلند ہوئی اس وقت علی اصغر علیہ السلام جو چھ ماہ سے زائد نہ تھے پیاس اور بھوک کی وجہ سے رو رہے تھے کیونکہ پیاس کی شدت کی وجہ سے آپ کی مادر گرامی کا دودھ بالکل خشک ہو چکا تھا امام حسینؑ نے فرمایا کہ میرے فرزند علی اصغر کو لاؤ میں اس بھی وداع کرلوں اور اس معصوم کو قماط (کپڑا جس میں نوزائیدہ بچے کو پلیٹتے ہیں مگر بچّے کا منہ کھلا رہتا ہے) سے پکڑ کر بوسہ دیا اور فرمایا قوم شقاوت اثر کے لئے اس وقت ہلاکت ہو جس وقت تمہارے جد بزرگوار محمد مصطفیؐ ان کے برخلاف مدعی ہوں پس اس بچہ کو ہاتھوں پر اٹھا کر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور فوج مخالف کے مقابل کھڑے ہو کر ارشاد فرمانے لگے کہ اے پروردگار! میرے خزانہ میں اس لعل کے سوا کوئی دوسرا موتی نہیں ہے میری دلی خواہش یہ ہے کہ میں اسے بھی تیری راہ میں قربان کروں یہ کہہ کر امام حسینؑ نے اس قوم جفا کار کو مخاطب کرکے فرمایا اے کوفیانِ بے حیا! تم نے مجھے گناہ گار سمجھا ہے تو معصوم بچّے کی طرف گناہ منسوب نہیں کرسکتے اس کو تو پانی دو کہ پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کی ماں کا دودھ خشک ہوگیا ہے

کسی نے جواب تک نہ دیا۔
سید علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۹۴ پر علی اصغر علیہ السلام کی شہادت کے واقعات، اس طرح نقل کئے ہیں "امام حسینؑ نے استغاثہ کیا آیا ہے کوئی ایسا جو اہلبیت رسول کی حمایت کرے؟ آیا ہے کوئی ایسا خدا ترس جو خدا کا خوف کرے اور ہماری فریاد کو پہنچے آیا ہے کوئی ایسا جو آج ہماری مدد کرے اور روز قیامت حضرت احدیت سے انعام کا مستحق ہو حضرت کا استغاثہ تمام نہ ہوا تھا کہ خیام اہلبیت میں یکایک آہ وزاری اور نالہ و بیقراری کی آواز بلند ہوئی کان میں ان آوازوں کا آنا تھا کہ آپ خیام اہلبیت کی طرف چلے دیکھا کہ علی اصغرؑ نے اپنے تیں جھولے سے گرا دیا ہے اور پیاس کی شدت سے ہلاک ہوا جاتا ہے آپ نے دل کو مضبوط کر کے جناب زینب عالیہ سے فرمایا اے بہن میرے اس چھوٹے بچے کو دے دو تاکہ میں اس کو بھی وداع کر لوں بہن نے بھائی کے حکم کی فوراً تعمیل کی اور اس بلکتے ہوئے بچے کو باپ کی گود میں دے دیا امام حسینؑ کی گود میں آنا تھا کہ علی اصغر نے اشارہ سے خدمت امامؑ میں عرض کی اے بابا جان مجھے میدانِ قتال میں لے چلیں۔

چنانچہ آپ اپنے پارہ جگر کو سینے سے لگائے ہوئے فوج اشقیاء کے سامنے تشریف لائے اور مقام بلند پر کھڑے ہو کر علی اصغر کو دونوں ہاتھوں پر اس طرح رکھ لیا کہ بعض کو خیال ہوا کہ امام حسینؑ مجبور ہو کر اپنے اور یزید کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے قرآن مجید لے کر آئے ہیں اور مصحف الٰہی کو ہاتھوں پہ رکھ کر بلند کیا ہے تاکہ حجت قائم کریں مصحف صامت تو نہیں اس وقت امام حسینؑ کے ہاتھوں پر مصحف ناطق کا ورق ضرور کھلا ہوا تھا اس کے بعد آپ نے علی اصغرؑ کو بلند کر کے منہ اس کا کھول دیا اور پھر ان نام کے مسلمانوں سے پانی کا سوال کیا اس پر تو صاحبانِ اولاد کا دل تو ترم اور آب آب ہو گیا مگر حرملہ بن کاہل اسدی نے ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ علی اصغر کے ننھے سے گلے میں

پیوست ہوگیا اور وہ مظلوم بچہ باپ کے ہاتھوں پر اپنے خون میں لوٹنے لگا اس وقت آپ نے جناب زینبؑ کو آواز دی اور فرمایا اے بہن لو علی اصغر بھی سدھارے پھر آپ نے علی اصغر کے کٹے ہوئے گلے کے نیچے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر رکھ دئے اور جب وہ خون سے بھر گئے تو آپ نے وہ خون آسمان کی طرف پھینک دیا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں اس خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرا اللہ رے صبر و استقلال حسینی خیال فرمائیں کہ امام حسینؑ پر اس وقت کیا گزری ہوگی آپ نے فرمایا یہ مصیبت بھی مجھ پر آسان ہے اس لئے کہ خوشنودی خدا اسی میں ہے اس مصیبت نے حضرت پر پیاس کی شدت کو بدرجہا بڑھا دیا۔

علّامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۸۹ و ۹۰ پر علی اصغرؑ کی شہادت کے واقعات اس طرح نقل کئے ہیں" عبداللہ بن حسینؑ روز شہادت چھوٹے تھے وہ اپنے والد بزرگوار کی گود میں تھے ناگہاں ایک تیر لشکر عمر سعد سے آپ کے حلق نازنین پر آکر لگا جس سے وہ معصوم شہید ہوا - احمد بن شبیب نے مجھے روایت کی اس نے کہا ہمیں احمد بن حرث نے مدائنی سے اس نے ابی مخنف سے اس نے سلیمان بن ابی راشد سے اس نے حمید بن مسلم سے روایت کی حمید نے کہا :

امام حسینؑ نے بچے کو طلب کیا اور اسے اپنی گود میں بٹھایا بس عقبہ بن بشیر نے شہزادے کو تیر سے شہید کردیا۔

مجھے محمد بن حسینؑ آشتانی نے خبر دی اس نے کہا ہمیں عباد بن یعقوب نے خبر دی اس نے کہا ہمیں مورع بن سوید بن قیس نے خبر دی اس نے کہا ہمیں ان لوگوں نے خبر دی جنہوں نے امام حسینؑ کو کربلا میں دیکھا انہوں نے کہا حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ان کا ایک صغیر سن بچہ تھا پس ایک تیر آیا جو اس بچے کے حلق پر آکر لگا انہوں نے کہا امام حسینؑ نے اس معصوم کے سینے اور گلے سے خون کو ہاتھوں پر لیکر آسمان کی طرف

پھینکا اور اس خون میں سے کوئی قطرہ زمین پر نہ آیا اس وقت امام حسینؑ فرماتے تھے اے میرے اللہ اس بچے کا خون تیرے نزدیک بچہ ناقہ صالحؑ سے کم نہ ہو۔"

بروایت علامہ محمد تقی، علامہ سبط ابن جوزی جو سواد اعظم اہلسنّت میں اکابر علماء میں شمار ہوتے ہیں اپنی کتاب تذکرہ خواص الائمہ میں لکھتے ہیں (جناب امام حسینؑ کے یہ دعا فرمانے کے بعد) ہاتف نے ندا دی یا حسینؑ اس بچے کو رخصت کرو۔ اس کے لئے ایک دایہ جنت میں مقرر کر دی گئی ہے شرح شافیہ میں ہے کہ اس کے بعد امام حسین گھوڑے سے اترے اس بچہ پر نماز پڑھی اور تلوار کے نیام کی مٹی سے قبر کھود کر اس کو دفن کر دیا۔ ناسخ التواریخ : ۲۹۷

ابو مخنف نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۸۴ پر لکھا ہے کہ اس کے بعد اس قوم کی طرف بڑھے اور ارشاد فرمایا ارے تم پر افسوس ہے کس قصور پر مجھ سے الجھتے ہو کیا میں نے کوئی حق چھوڑ دیا ہے یا کوئی طریقہ بدل دیا ہے کوئی شریعت بدل دی ہے ان سب نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ ہم تو تمہارے باپ کی دشمنی تم سے نکال رہے ہیں اور ہمارے بڑے بڈھوں کے ساتھ جنگ بدر و حنین میں جو کچھ کیا ہے (اس کا بدلہ لے رہے ہیں) آپ نے اس کا یہ جواب دیا سُنا تو بے حد گریہ فرمایا : دائیں بائیں نظر دوڑانی شروع کی تو آپ کے مددگاروں میں سے کوئی بھی نظر نہیں آیا اور جو نظر آئے وہ وہ تھے کہ خاک ان کی پیشانی چوم رہی تھی اور موت نے ان کی صداؤں کو بند کر دیا تھا یہ دیکھ کر آپ نے فریاد کی اے مسلم بن عقیل اے ہانی بن عروہ اے حبیب ابن مظاہر اے زہیر بن قین اے یزید بن مظاہر اے یحییٰ بن کثیر اے ہلال بن نافع اے ابراہیم حصین اے امیر ابن مطاع اے اسد کلبی اے عبداللہ ابن عقیل اے علی ابن حسینؑ اے مسلم بن عوسجہ اے داؤد ابن طرماح اے حر ریاحی اے حالت امن کے دلیرو اے جنگ کے شہسوارو

میرے لئے یہ کیسی گھڑی ہے کہ تم کو پکارتا ہوں تو جواب نہیں ملتا اور بلاتا ہوں تو تم سنتے ہی نہیں تم سو رہے ہو تو تم سے تمنا کرتا ہوں کہ جاگ اٹھو کیا تمہاری محبت امام سے بدل گئی ہے جو تم اس کی مدد نہیں کرتے دیکھو یہ رسولؐ اللہ کی بیٹیاں جن پر تمہارے مرنے سے لاغری چھا گئی ہے اے شریفو اپنی نیند سے چونک اٹھو اور حرم رسول کے پاس سے کمینوں اور سرکشوں کو ہٹا دو (تم سب کچھ کرتے) لیکن خدا کی قسم موت کی گردشوں نے تم کو گرا دیا ہے اور خائن زمانہ نے تمہارے ساتھ بے وفائی کی ہے ورنہ ہرگز بھی تم میرا جواب دینے میں کوتاہی نہ کرتے نہ میری مدد سے آنکھیں چراتے خبردار رہنا کہ ہم بھی تمہارے لئے تڑپ رہے ہیں اور تم سے آکر ملنے والے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

بروایت علّامہ محمد تقی علّامہ طریحی کہتا ہے کہ اس وقت امام حسینؑ اٹھے اور گھوڑے پر سوار ہو کر فوج اشقیاء کے سامنے آئے عمر بن سعد کو طلب کر کے فرمایا اے سعد کے بیٹے تین باتوں میں سے ایک بات قبول کر لو پہلی بات یہ ہے کہ ہم کو مدینہ واپس جانے دو تاکہ ہم پھر اپنے نانا بزرگوار کے روضہ میں جا بیٹھیں عمر سعد نے کہا ایسا تو نہیں ہو سکتا آپ نے فرمایا کہ اچھا تھوڑا سا پانی دے دو تاکہ ہم اپنے کلیجے کی آگ کو بجھا لیں اس نے کہا یہ بھی نہیں ہو سکتا پھر امام حسینؑ نے فرمایا اگر تمہارے نزدیک میرا قتل ہی مناسب ہے تو ہم کو یہ معلوم ہے کہ سوائے میرے اب اور کوئی باقی نہیں رہا اس لئے لڑائی کے اصول کے مُطابق تم میں سے ایک ایک آدمی نکل کر میرا مقابلہ کرے عمر سعد نے کہا ہاں یہ اَمر مُجھے قبول ہے پھر حضرت نے جنگ کا ارادہ فرمایا اور ایک رجز پڑھا۔

پھر امام حسینؑ نے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور تلوار کو برہنہ کر کے میدانِ جنگ میں آئے اور وعدے کے مطابق جو عمر ابن سعد سے ہوا تھا مقابل کو طلب کیا تاکہ

ایک ایک ہوکر ایک دوسرے سے جنگ کریں پہلا شخص جو امام حسینؑ سے لڑنے کے لئے میدان جنگ میں خون پینے والے شیر کی طرح آیا وہ تمیم ابن قحطبہ تھا حضرت امام حسینؑ نے چندھیا دینے والی بجلی کی طرح اس ملعون پر حملہ کیا اور تیز تلوار سے اس کے سر کو اڑا دیا اسی طرح ایک بہادر جوان کے پیچھے دوسرا بہادر جوان اور ایک مقابل کے بعد دوسرا مقابل آتا اور لڑنے میں بڑی کوشش کرتا تھا مگر قتل ہوجاتا تھا اس طرح میدانِ جنگ مقتولوں کے خون سے لالہ زار بن گیا اور مقتولوں کی تعداد گننے سے زائد ہوگئی پس عمر سعد نے جان لیا کہ اس میدان میں تمام لوگوں میں سے کسی میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ امام حسین کا مقابلہ کرسکے اس طرح اگر انفرادی جنگ جاری رہی تو تمام لشکر تباہ ہوجائیگا پھر اس نے چلاّ کر کہا تم لوگوں پر افسوس ہے ارے کیا تم کو پتہ نہیں ہے کہ تم کن سے لڑ رہے ہو ؟ یہ شخص اس کا بیٹا ہے جس نے قوم عرب کے شجاعوں میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑا اور سب کو اپنی تلوار کے گھاٹ اتار دیا یہ کہہ کر اس نے امام حسینؑ کے تن واحد پر چاروں طرف سے یکبارگی حملہ کرنے کا حکم دے دیا پھر کیا تھا حکم ملتے ہی رسالے کے رسالے فوجوں کی فوجیں اس مظلوم کی جان پر تلوار نکالے نیزے سنبھالے تیر جوڑے چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے امام حسین نے جو شیرِ خدا کے فرزند اور تلوار چلانے میں ماہر تھے اپنے استقلال اور اپنی ہمت اور دلاوری میں سر مو فرق نہ آنے دیا اور فوج اشقیاء کے سامنے ایک رجز پڑھا ۔ ناسخ التواریخ ۲۹۷

بروایت علاّمہ عبدالعلی الہروی الطہرانی اس وقت امام حسینؑ نے اُن پر حملہ کیا تمام مورخین نے باتفاق لکھا ہے فشدّ علیہم یعنی آپ نے فوج اشقیاء پر نہایت سخت حملہ کیا فکانہم جراد منتشر مثل ٹڈیوں کے منتشر ہوگئے اور بھیڑ بکریوں کی طرح بھاگتے تھے وکانہم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ یعنی اس طرح بھاگتے تھے جس طرح شیر ببر سے وحشی جانور اور گدھے بھاگتے ہیں یعنی پیادوں کا وہ حال تھا

اور سواروں کا یہ فوج کے فرار کی یہ حالت تھی کہ حضرت اس حملہ میں اُن کو شکست دیتے ہوئے بنا بر ایک قول کے ذوالکفل تک پہنچ گئے جو اس مقام سے بارہ میل کے فاصلے پر ہے جہاں حضرت نے اپنا علم نصب کیا ہوا تھا پھر وہاں سے لوٹ کر حضرت اپنے نیزے کے پاس آئے اور فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ تاکہ لوگ جان لیں کہ میں خدا نہیں ہوں اور درجہ امامت اُن پر ظاہر ہو۔ مواعظ حسنہ : ۱۰۸

علامہ مجلسی نے جلاء العیون مطبع تہران صفحہ ۴۰۸ پر لکھا ہے کہ اب حضرت پر پیاس کا بہت غلبہ ہوا تو جانب نہر فرات روانہ ہوئے قریب فرات پہنچے فوج اشقیاء کے سواروں اور پیادوں نے حضرت کا راستہ روک لیا اور یہ اشقیاء چار ہزار سے زائد تھے اس شیر خدا نے سخت پیاس کے باوجود بہت سے کفار کو واصل جہنم کیا لشکر اشقیاء کی صفوں کو درہم برہم کر کے گھوڑا پانی میں ڈال دیا اور اپنے گھوڑے سے فرمایا پہلے تو پانی پی لے اور اس کے بعد میں پیونگا گھوڑا اپنا منہ پانی سے اٹھائے ہوئے منتظر تھا کہ پہلے امام حسینؑ تشنہ کام پانی پی لیں امام حسینؑ نے چلو میں پانی اٹھایا اور چاہا کہ نوش کریں ایک ملعون نے آواز دی کہ آپ پانی یہاں پیتے ہیں اُدھر لشکر مخالف خیمہ ہائے حرم میں پہنچ گیا ہے یہ سنتے ہی حضرت نے وہ پانی ہاتھ سے پھینک دیا اور فرات سے بجانب خیمہ روانہ ہوئے جا کر دیکھا تو مطلق اثر اس خبر کا نہ پایا جاتا یہی مقدر میں ہے کہ آج کا روزہ آپ کوثر سے افطار ہوگا بدست مبارک خیر البشر۔ پس دوسری دفعہ اہلبیت رسالت و پردگیان سراق عصمت و طہارت کو حضرت نے وداع کیا اور بصبر و شکیبائی حکم فرما کر بوعدہ ثوابہائے غیر متناہی الہٰی تسکین دے کر ارشاد کیا چادریں سر پر اوڑھ لو اور آمادہ لشکر مصیبت و بلا رہو کہ خدا تمہارا حامی و حافظ ہے شر اعدا سے وہی تم کو نجات دے گا اور تمہاری عاقبت بخیر کریگا

اور تمہارے دشمنوں کو بانواع عذاب و بلا مبتلا کرے گا اور تمہیں ان بلاؤں اور مصیبتوں کے عوض دنیا اور عقبیٰ میں بانواع نعمت و کرامتہائے بے اندازہ سرافراز فرمائیگا ہرگز ہرگز صبر سے دستبردار نہ ہونا اور کلام ناخوش زبان پر نہ لانا کہ موجب نقص ثواب ہوگا یہ ارشاد فرما کر دوسری مرتبہ میدان میں تشریف لائے اور صفِ لشکر مخالف پر حملہ کرکے باوجود جراحت و تشنہ لبی کشتوں کے پشتے" دئے مثل برگہائے خزاں سر کافراں بیدینیاں قلم کرکے زمین پر گرا دئے اور بضرب شمشیر آبدار خون اشرار و فجار خاک معرکہ کارزار میں ملا دیا روایت ہے کہ اس روز امام حسینؑ نے ایک ہزار نو سو پچاس کافران شقاوت اساس" ہلاک کیا اور بروایت علامہ مسعودی ایک ہزار آٹھ سو کافروں کو داصل جہنم کیا۔

بروایت مرزا قاسم علی حضرت امام حسینؑ نے تیس ہزار نابکار بہ روایتی ایک لاکھ اشرار کو قتل کیا۔ نہر المصائب ۴۵۹۔

شیخ عبدالعلی الہروی الطہرانی نے مواعظ حسنہ صفحہ ۱۰۸ پر لکھا ہے کہ اس عرصے میں حضرت نے جتنے لوگ قتل کئے ان کی تعداد مورخین بہت کچھ لکھتے ہیں بعض تو دس ہزار تک لکھتے ہیں مگر کم سے کم شمار مقتولین ۱۹۵۰ ہے اور ان حملوں کو صرف ۵۳ منٹ کا عرصہ لگا یعنی ۵۳ منٹ میں ایک ہزار نو سو پچاس آدمی قتل کئے یہ شجاعت فوق طاقت بشری دلیل امامت ہے پس حضرت نے یہ حملات اثبات امامت کے لئے تھے نہ ازراہ انتقام اور باوجود اس قدر قتل و خون کے اس عرصے میں حضرت کے جسم اقدس پر ایک زخم بھی نہ لگا تھا جس وقت تک کہ حضرت نے ایک آواز آسمان سے نہ سُنی کوئی زخم جسم اقدس پر نہ کھایا۔

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۸۸ پر لکھا ہے کہ جب شمر نے یہ حالت دیکھی تو عمر سعد کے پاس آکر کہنے لگا اے امیر یہ شخص تو مقابلہ کرکے ہم سب کو

تھکا دیگا عمر سعد نے کہا آخر ہم اسے کس طرح بھگتیں شمر نے جواب دیا کہ ہم ان پر تین گروہ پھیلا دیتے ہیں ایک گروہ تیر اور تکے لیکر دوسرا فریق تلواریں اور نیزے لیکر تیسرا مجمع آگ اور پتھر لیکر جلد ہی یہ قرار دادیں طے پا گئیں اور وہ لوگ پتھر برسانے نیزوں سے کوچنے اور تلواریں مارنے لگے یہاں تک نوبت پہنچی کہ آپ کو زخموں سے چھلنی کر دیا۔

بروایت ملا محمد باقر مجلسی بدن شریف سید الشہداء پر اس قدر زخم تھے کہ حضرت حرکت نہ کر سکتے تھے ایک روایت میں ہے کہ بہتر (۷۲) زخم نمایاں بدن مبارک شاہ شہیدان پر تھے بروایت دیگر امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے علاوہ زخم تیر، تنتیس ۳۳ زخم نیزہ اور چونتیس زخم شمشیر پائے گئے و بروایت دیگر جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ علاوہ نشان ہائے تیر ستر سے زائد زخم ہائے شمشیر اور ستر سے زیادہ زخم نیزہ بدن مطہر پر پائے گئے و بروایت دیگر مجموع زخم ہائے تیر و نیزہ و شمشیر کہ جسد شریف امام حسینؑ پر لگے ایک ہزار نو سو زخم تھے اس قدر تیر حضرت پر لگے تھے معلوم ہوتا تھا گویا پر واز اوج سعادت کے لئے نکل آئے ہیں اور یہ سب زخم سامنے کی طرف تھے اس وجہ سے کہ حضرت لڑائی سے سرگرداں نہ ہوتے تھے اور حرب و ضرب سے مُنہ نہ پھیرتے تھے۔

جلاء العیون ۴۰۹ -

بروایت علامہ ابن شہر آشوب طبری اور ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے جسم اقدس پر ۳۳ زخم نیزوں کے تھے اور ۳۴ تلوار کے امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ حضرت کے جسم مبارک پر نیزوں اور تلواروں کے ۳۲۰ زخم تھے ایک روایت میں ہے کہ ۳۶۰ تھے ایک روایت میں ہے کہ تیروں کے علاوہ ۳۳ زخم تھے ایک روایت میں ہے کہ ایک ہزار نو سو زخم تھے یہ

سب آپکے اگلے حصّے پر تھے ۔ مناقب : ۵۸۸

بروایت علاّمہ مجلسی جب کثرت جراحت سے صدر نشین مسند امامت چور چور ہوگیا ایک لحظہ توقف کیا ناگاہ ابوالحتوق لعین نے ایک تیر مارا کہ پیشانی مبارک امام مظلوم پر لگا جب تیر کھینچا خون چہرہ مبارک پر بہہ کر جاری ہوا امام تشنہ لب نے فرمایا خداوندا تو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ تیری راہ رضا میں دشمنوں سے میں نے کیا کیا مصائب اٹھائے خداوندا اس کا عوض ان دشمنوں کو دنیا اور عقبیٰ میں دے یہ فرماکر جامہ مبارک اٹھایا اور چاہا کہ جبین مبارک سے خون پونچھیں ناگاہ ایک تیر زہر آلود سہ پہلو سینہ مبارک پر کہ صندوق علوم ربانی تھا لگا اس وقت حضرت نے کہا بسم اللہ و با اللہ و علی ملة رسول اللہ یہ کہہ کر آسمان کی طرف نظر کی تو فرمایا خداوندا تو جانتا ہے کہ یہ انشقیاء اسے شہید کرتے ہیں کہ آج زمین پر فرزند رسولؐ بجز اس کے کوئی نہیں ہے، جب سیدالشہداء نے وہ تیر کھینچا خون مثل پرنالہ جاری ہوا حضرت وہ خون چلو میں لے کر آسمان کی طرف پھینکتے تھے اور ایک قطرہ زمین پر نہ گرتا تھا اسی روز سے شفق کی سُرخی آسمان پر زیادہ ہوگئی پھر حضرت نے ایک چلو خون اپنے سَر مبارک اور چہرہ انور پر ملا اور فرمایا اسی طرح خون سے خضاب کر کے جد بزرگوار سے ملاقات کروں گا اس کے بعد سیدالشہداء و نور دیدہ شہسوار عرصہ لافتیٰ پیادہ ہوگئے مگر کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی کہ آنحضرتؑ کے نزدیک آسکے بعض خوف اور بعض شرم سے ہٹ جاتے تھے اس حالت میں مالک بن بشیر شقی نے ایک ایسی ضربت سرِ مبارک آنحضرتؑ پر لگائی کہ عمامہ مطہر خون سے بھر گیا امام حسینؑ نے فرمایا تجھے ہرگز اس ہاتھ سے کھانا نصیب نہ ہوگا اور کافروں کے ہمراہ محشور ہو اس کے بعد اس لعین کے بنفرین فرزند ختم المرسلین دونوں ہاتھ بدترین حالت میں خشک

ہو گئے گرمی کے دنوں میں مثل چوب خشک ہو جاتے تھے اور سردیوں میں ان سے خون بہتا تھا ان حالات میں وہ ملعون واصل جہنم ہوا۔ جلاء العیون۔

بروایت علامہ طبری جب دشمنوں نے آپ کو سب طرف سے گھیر لیا تو یہ دیکھ کر ایک لڑکا خیمہ سے نکلا اور آپ کے پاس آنے لگا آپ کی بہن جناب زینب خاتون اس طفل کے پیچھے دوڑیں کہ اسے روکیں آپ نے پکار کر کہا اے زینب خاتون اسے روک لو طفل نے کہنا نہ مانا دوڑتا ہوا آپ کے پاس پہنچا پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا۔ بحر بن کعب نے آپ پر تلوار اٹھائی کہ وار کرے کہ بچہ نے کہا او خبیث تو میرے چچا کو قتل کرتا ہے اس نے آپ پر وار کیا بچہ نے اس کی تلوار کو روکنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا ہاتھ قلم ہو کر لٹک گیا بس ایک تسمہ لگا رہ گیا تھا بچہ اماں اماں کہہ کر چلایا تو حسینؑ نے اس کو سینے سے لگا لیا اور کہا اے میرے بھائی کے لخت جگر اس مصیبت پر صبر کر اسے اپنے حق میں بہتر سمجھ خداوند تعالیٰ اب تجھ کو تیرے بزرگوں سے ملا دے گا رسولؐ اللہ اور علی ابن ابیطالب اور حضرت حمزہ اور حضرت جعفر اور حضرت حسنؑ بن علیؑ کے پاس پہنچا دے گا۔

تاریخ طبری : ۲۹۶ -

علامہ سید ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۷۹ پر جناب عبداللہ بن حسنؑ کی شہادت کے واقعات اس طرح نقل کئے ہیں کہ چچا کو زغہ میں دیکھ کر امام حسنؑ کا چھوٹا لڑکا عبداللہ جو دامن مادر سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا خیمہ سے نکل پڑا اور مقتل کا رخ کیا دوڑتا ہوا سیدھا امام حسینؑ کے پاس آیا خیمہ سے نکلتے وقت حضرت زینب نے بہت چاہا کہ اس کو روکیں لیکن اس مہ لقائے نے ایک نہ سنی اور زبردستی اپنے آپ کو چھڑا کر چلا چلتے وقت یہ کہا خدا کی قسم میں اپنے چچا کو اکیلا نہ چھوڑوں گا جنگ کے میدان میں اور تلواروں کی چھاؤں

میں چچا بھتیجا کی ملاقات ہوئی ہی تھی کہ بحر بن کعب اور ایک روایت کے مطابق حرملہ بن کاہل اسدی نے امام حسینؑ پر حملہ کا ارادہ کیا عبداللہ بن حسنؑ نے بے رحم حملہ آور سے کہا: اے خبیث! افسوس! تو میرے چچا کو قتل کرتا ہے اس کے سخت دل پر بچے کے اس کلام کا بھی کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے امام حسینؑ پر تلوار کا وار کر ہی دیا چچا پر تلوار آتے دیکھ کر عبداللہ بن حسنؑ بڑھے اور اپنے ہاتھ کو سپر بنا دیا تلوار اس ننھے کے ہاتھ پر پڑی اور کہنی کے قریب سے بچے کے ہاتھ کو کھال تک کاٹ ڈالا کھال کے ذریعے وہ کٹا ہوا ہاتھ لٹک کر جھولنے لگا اس مصیبت کے وقت معصوم بھتیجے نے مظلوم چچا سے فریاد کی اور کہا اے چچا جان! خبر لیجئے یہ دیکھ کر امام حسینؑ کا دل پانی پانی ہو گیا اپنے پارہ جگر کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا اور فرمایا اے بیٹے تم سے میرے بھائی کی نشانی باقی تھی اے میری جان! بڑی مصیبت تم پر ٹوٹ پڑی صبر کرو اسی میں تمہارے لئے عافیت ہے امام کا کلام ختم نہ ہوا تھا کہ حرملہ نے تاک کر اس بچہ پر ایک تیر مارا اور صغیر سن بھتیجے کو مظلوم چچا کی گود میں شہید کر دیا۔

علامہ محمد باقر مجلسی نے جلاء العیون مطبع طہران صفحہ ۴۱۰ پر بحار الانوار جلد دہم حصہ دوم صفحہ ۳۴ پر اور علامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ۔ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۳۰۴ پر جناب عبداللہ بن حسن کے قاتل کا نام ابحر بن کعب نقل کیا ہے شیخ مفید نے کتاب الارشاد حصہ دوم مطبع طہران صفحہ ۱۱۴ پر حضرت عبداللہ بن حسنؑ کے قاتل کا نام ابجر بن کعب لکھا ہے:

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب آل ابیطالب صفحہ ۸۸۵ پر لکھا ہے کہ جب حضرت کا تمام جسم مجروح ہو گیا تو شمر نے فوجوں کو للکارا کیا کھڑے دیکھ

رہے ہو تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں بیٹھیں ایک بار اس مجروح پر حملہ کردو یہ سنتے ہی ان نابکاروں نے ہر طرف سے حملہ کیا ابوحنوق جعفی نے پیشانی اقدس پر ضرب لگائی حصین بن نمیر نے دہن اقدس پہ تلوار ماری ابوایوب غنوی نے زہر میں بجھا ہوا تیر گلوئے مبارک پر مارا آپ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں مقتول رضائے الہی ہوں اس کے بعد زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ کے بائیں شانہ پہ وار کیا عمرو بن خلیفہ جعفی رگِ گردن پہ نیزہ مارا صالح بن وہب مزنی نے پیشانی اقدس پر تلوار ماری سنان بن انس نے سینے پر بھالا مارا۔

بروایت لوط بن یحییٰ امام حسینؑ آسمان کی طرف دیکھ دیکھ کر فرماتے ہے اے پروردگار تیرے فیصلہ پر صبر کرتا ہوں اے فریادیوں کے فریادرس تیرے سوا کوئی معبود نہیں اس کے بعد چالیس آدمی آگے بڑھے ہر ایک ان میں سے آپ کا سرِ اقدس جدا کرنا چاہتا تھا اور عمر سعد یہ کہہ کر ابھار رہا تھا کہ تمہارا ستیاناس ہو جلد ہی حسینؑ کا کام تمام کرو۔ سب سے پہلے جو شخص جلدی کر کے آگے بڑھا وہ شیث بن ربعی تھا جس کے ہاتھ میں ایک ترچھی تلوار تھی جب سرِ اقدس جدا کرنے کے لئے قریب آیا تو امام حسینؑ نے نظر بھر کر اس کو دیکھا شیث تلوار ہاتھ سے چھٹک کر الٹا ہی لوٹ گیا اور کہنے لگا اے فرزند سعد افسوس ہے کہ تو تو امام حسینؑ کا خون بہانے اور ان کے قتل سے الگ تھلگ رہنا چاہتا ہے اور میں ان کے مواخذہ میں گرفتار ہوں؟ خدا کی پناہ اے حسین کہ میں تمہارا خون اپنی گردن پہ لیکر خدا کے سامنے جاؤں۔

سنان بن انس نخعی نے جس کے بدن پر سفید داغ اور چہرہ مبروص تھا آگے بڑھ کر شیث سے پوچھا تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے اور قوم میں تیرا نام ونشان نہ رہے تو کیوں ان کو قتل کرنے سے باز رہا اس نے جواب دیا کہ

تیرا ستیاناس ہوا رے امام حسینؑ نے آنکھ کھول کر جب میرے چہرے پر نگاہ ڈالی تو دونوں آنکھیں رسول اللہ کی آنکھوں سے مشابہ تھیں مجھے اس بات پر شرم آگئی کہ جو رسولؐ اللہ کے مشابہ ہو اس کو قتل کروں سنان نے کہا تیرا بُرا ہو تلوار مجھ کو دے تجھ سے زیادہ تو میں بھی اُن کے قتل کا سزا وار ہوں جونہی سنان نے تلوار لے کر سر جدا کرنے کا قصد کیا آپ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ خوف کھا کر کانپنے لگا تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہاں سے بھاگ کر یہ کہتا ہوا لوٹ آیا کہ ارے تمہارا خون اپنی گردن پر لے کر خدا کے سامنے جاؤں اس سے تو خدا کی پناہ۔ شمر نے سنان کے پاس آکر پوچھا تیری ماں تجھ کو روئے کس بات نے تجھ کو حسینؑ کے قتل سے باز رکھا اس نے جواب دیا تو غارت ہو انہوں نے مجھ کو دیکھنے کے لئے جس وقت آنکھیں کھولیں مجھ کو ان کے باپ کی دلیری یاد آگئی اور قتل کا دھیان بھی نہ رہا شمر کہنے لگا کہ تجھ کو موت ہی آجائے سدا لڑائی میں بزدل نکلتا ہے تلوار ادھر لا خدا کی قسم حسینؑ کا خون بہانے کے لئے مجھ سے زیادہ موزوں کوئی دُوسرا نہیں ہے اس لئے میں تو ان کو کسی حال میں بھی نہیں چھوڑوں گا خواہ وہ مصطفیٰ سے مشابہ ہوں یا علی مرتضیٰ کے ہم شکل ہوں یہ کہہ کر تلوار سنان کے ہاتھ سے لے لی اور امام حسینؑ کے سینے پر سوار ہو گیا آپ نے اس کو بھی ملاحظہ فرمایا لیکن وہ مطلقاً نہیں ڈرا بلکہ کہنے لگا اے حسینؑ یہ خیال نہ کرنا کہ جس طرح پہلے آئے تھے میں بھی ویسا ہی ہوں میں آپ کے قتل سے باز نہیں رہوں گا امام حسینؑ نے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے کہ اس عظیم الشان جگہ پر سوار ہے جس کو بہت سی دفعہ رسولؐ اللہ بوسے دے چکے تھے اس نے جواب دیا

کیوں نہیں تم حسینؑ ابن علی ابن ابیطالب ہو تمہاری ماں فاطمہ زہرا ہیں تمہارے نانا محمد مصطفٰے ہیں اور نانی خدیجہ کبریٰ ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہت ہی افسوس ہے بھلا جان بوجھ کر کیوں مجھ کو قتل کرتا ہے اس ملعون جواب دیا کہ تم کو قتل کرکے یزید بن معاویہ سے انعام لوں گا آپ نے دریافت فرمایا اچھا تو ان دونوں میں سے کونسی چیز تجھ کو پسند ہے آیا میرے نانا رسولؐ خدا کی شفاعت یا یزید ملعون کا انعام اس نے جواب دیا کہ مجھ کو تمہارے نانا اور تمہارے باپ کی شفاعت کے مقابلہ میں یزید کے انعام کی پھوٹی کوڑی زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے اُسی وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو نے ضرور ہی میرے قتل کی ٹھان لی ہے تو ایک گھونٹ پانی کا پلادے اُس ملعون نے جواب دیا کہ بس دُور ہی دُور رہیئے خدا کی قسم جب تک موت کے گھونٹ پر گھونٹ رک رک کر نہ پی لوگے پانی نہیں دیکھ سکتے ۔ اے فرزند ابوتراب کیا تم اس خیال میں نہیں ہو کہ تمہارے باپ علیؑ ابن ابیطالب حوضِ کوثر پر تمہارے دوستوں کو پانی پلائیں گے اتنی دیر ٹھہرو کہ تمہارے والد تم کو پانی پلادیں آپ نے فرمایا کہ خدا را سوال کرتا ہوں کہ ذرا اپنی نقاب تو ہٹا دے کہ میں تجھ کو دیکھ لوں اُس نے اَپنا نقاب ہٹایا تو وہ مبروص اور کانا تھا کُتّے کی سیرت اور سُور کے شمائل رکھتا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے نانا رسولِؐ خدا نے ٹھیک فرمایا تھا شمر نے پوچھا کہ آپ کے نانا رسولؐ خدا نے کیا فرمایا تھا آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کو اَپنے والد علیؑ سے کہتے ہوئے سُنا ہے کہ اے علیؑ تمہارے اس بچّہ کو کوڑھی اور یک چشم جس کی صورت کُتّے اور حلیہ سُور سے مِلتا جلتا ہوگا قتل کرے گا اس ملعون نے امام حسینؑ سے کہا ہاں تمہارے نانا مجھ کو کتّے سے مشابہ بتلاتے ہیں خدا کی قسم اس کی سزا

ہیں کہ تمہارے نانا نے مجھ کو کتے سے مشابہ بتلایا ہے تم کو پس گردن سے ذبح کروں گا پھر شمر نے امام حسینؑ کو منہ کے بل لٹایا ۔ بروایت علامہ ابو اسحٰق اسفرائنی پھر شمر ملعون نے امام حسینؑ کے گلوئے مبارک پر چند بار تلوار چلائی مگر گلوئے مبارک نہ کٹا امام حسینؑ نے فرمایا خدا کی قسم ہے کہ تحقیق تیری تلوار اس جگہ کو قطع نہیں کر سکتی جس پر تسبیح خدا جاری ہو۔ نور العین: ۴۶

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے کہ جونہی آپکا کوئی ٹکڑا کٹتا تھا آپ فریاد کرتے تھے ہائے محمدؐ! ہائے نانا! ہائے بابا! اے حسنؑ! اے جعفرؑ! اے حمزہؑ! ہائے عقیلؑ! ہائے عباسؑ! آہ اے شہیدؑ! آہ مددگاروں کی کمی ہائے ہائے مسافرت۔

ملا حسینؒ نے روضۃ الشہداء صفحہ ۳۳۳ پر امام حسینؑ کی شہادت کے واقعات اسطرح لکھے ہیں کہ ایک روایت میں ہے جب حضرت امام حسینؑ کربلا کی زمین پر گھوڑے سے گرے ساری زمین لرز اٹھی اور آسمان سے فریاد آئی یزید کے لشکر میں سے دس آدمی پیدل ہو کر ہاتھوں میں تلواریں لئے ہوئے آگئے اور ان میں سے ہر ایک کا مقصد یہ تھا کہ شہزادے کا سر سب سے پہلے لے جائے اور خلعت و انعام پائے ان میں سے جو بھی سامنے آتا تھا امام حسینؑ آنکھ کھول کر اس کی طرف دیکھتے تھے وہ شرم کے مارے واپس لوٹ جاتا تھا دو آدمی رہ گئے ایک سنان بن انس دوسرا شمر ذی الجوشن سنان نے پہلے جانا چاہا شمر چستی سے آگے آ کر آنحضرت کے سینہ مبارک پر بیٹھ گیا امام حسینؑ نے آنکھ کھولی اور فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں شمر ذی الجوشن ہوں امام حسینؑ نے فرمایا کہ زرہ کا دامن اپنے منہ سے اٹھا جب اس نے اپنا منہ کھولا تو امام حسینؑ نے دیکھا اس کے دانت خنزیر کے دانتوں کی طرح اس کے منہ سے نکلے ہوئے ہیں پھر امام حسینؑ نے فرمایا یہ ایک نشان تو ٹھیک ہے پھر فرمایا کہ سینہ ننگا کر جب شمر نے کپڑا اٹھایا امام حسینؑ نے دیکھا کہ وہ سینے پر برص کا داغ رکھتا ہے فرمایا یہ دوسرا نشان ہے میرے نانا رسولِ خدا نے سچ فرمایا میں نے آج رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ کل ظہر کی نماز کے وقت تو ہمارے پاس آجائیگا اور تیرے قتل کرنے والا اس شکل کا انسان ہوگا اور وہ نشان مجھے دکھا دیئے سب موجود ہیں اپنا کام کر لے شمر کیا تو جانتا ہے کہ آج کونسا دن ہے

اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ آج عاشورا اور جمعہ کا دن ہے پھر امام حسینؑ نے فرمایا تجھے علم ہے کہ یہ کونسا وقت ہے شمر نے کہا خطبہ اور نماز جمعہ ادا کرنے کا وقت ہے امام حسینؑ نے فرمایا کہ اس وقت میرے نانا کی امّت کے خطیب منبروں پر خطبہ دیتے ہوئے میرے نانا بزرگوار کی تعریفیں کر رہے ہوں گے اور تو میرے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے اے شمر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دہن مبارک میرے سینے پر رکھا تھا اور تو اس جگہ پر بیٹھا ہوا ہے انہوں نے میرے حلق پر بوسہ دیا اور تو اس پر تلوار چلاتا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت زکریا علیہ السّلام کی رُوح میرے داہنے جانب نظر آرہی ہے اور حضرت یحییٰ مظلوم کی رُوح کو بائیں جانب دیکھ رہا ہوں اے شمر میرے سینے سے کھڑا ہو جا کیونکہ یہ نماز کا وقت ہے تاکہ میں قبلہ کی طرف مُنہ کر کے بیٹھے ہُوئے نماز میں مشغول ہو جاؤں اور چونکہ مجھے اپنے والد سے ورثہ میں مِلا ہے کہ نماز میں زخم کھاؤں اس لئے جب میں حالت نماز میں مشغول ہو جاؤں تو جو جی چاہے کر لینا۔ شمر اس سردار کے سینے سے اٹھ کھڑا ہوا اور شہزادہ اس قدر طاقت رکھتا تھا کہ مُنہ قبلہ کی طرف نماز میں مشغول ہو گیا جب آپ نے سر سجدے میں رکھا تو شمر اتنا صبر نہ کر سکا کہ امام مظلوم نماز پوری کر لیں اسی سجدے ہی کی حالت میں جام شہادت پلا دیا۔

اِنا للّٰہ و اِنا اِلیہِ راجعون (ہم اللہ کے ہیں اور ہم نے اللہ کی طرف لوٹ جانا ہے)

اس حالت میں فرشتوں کی عبادت گاہ میں شور مچ گیا اور اللہ تعالیٰ کے مقربین فرشتوں میں جوش پیدا ہوا دنیا کو روشن کرنے والا آفتاب چمکنے سے رُک گیا اور دنیا کو رونق بخشنے والا چاند مصیبت کے محاق یعنی اٹھائیسویں تاریخ کے کنویں میں گر گیا اور ستارہ زحل نے ساتویں آسمان پر مصیبت زدگان کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے تعزیت کی آواز بلند کی۔ فرشتوں نے ہوا میں رونا شروع کیا قوم جنّات کربلا کے چاروں طرف نوحہ کرنے لگی آسمان نے اپنا دامن خون آلودہ کر دیا زمین اللہ کے جلال سے لرز اٹھی ہوا کے پرندے اپنے آشیانوں سے بکھر کر جدائی کی آوازیں دینے لگے دریا کی مچھلیاں پانی سے نکل کر زمین پر تڑپنے لگیں دریاؤں نے حسرت کی موجوں کو آسمان کی بلندی تک پہنچا دیا۔ پہاڑ دردناک آوازوں سے رونے لگے غرض ہر طرف سے رونے کی آواز آنے لگی

اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ کیسی آہ و فغاں ہے اور کہاں کی تعزیت ہے۔

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے کہ شمر نے امام حسینؑ کے کے سر کو ایک بہت بڑے نیزے پر چڑھا دیا۔ زمین تھرانے لگی مغرب و مشرق میں سیاہی چھا گئی آدمی لرزنے لگے۔ بجلیاں تڑپنے لگیں آسمان گاڑھا خون رونے لگا آسمان سے کسی پکارنے والے نے پکارا۔ خدا کی قسم امام، امام کا فرزند، امام کا بھائی، اماموں کا والد حسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب شہید کر دیا ابو مخنف کہتے ہیں آسمان نے یا اس دن خون برسایا یا جس دن جناب یحییٰ بن زکریا قتل کیا گیا تھا، اسی دن برسایا تھا۔

علّامہ محمد تقی نے ناسخ التواریخ جلد ششم مطبع طہران صفحہ ۳۰۷ پر اور علّامہ قندوزی نے ینابیع المودہ مطبع النجف صفحہ ۴۱۹ پر لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت جمعہ کے دن واقع ہوئی تھی۔

علّامہ محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع تہران صفحہ ۲۳۰ پر لکھا ہے کہ ابن جوزی کے تذکرہ میں منقول ہے کہ آپ کی شہادت جمعہ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان واقع ہوئی کیونکہ آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی۔ علّامہ ابو اسحٰق اسفرائنی نے نور العین فی مشہد الحسین مطبع مصر صفحہ ۷۴ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ علیہ السلام پیر کے دن دسویں محرم کو شہید ہوئے۔ علّامہ یعقوبی نے تاریخ یعقوبی مطبع النجف صفحہ ۲۳۲ پر لکھا ہے کہ مورخین نے امام حسینؑ کے روز شہادت میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ وہ ہفتہ کا دن تھا بعض نے کہا کہ وہ پیر کا دن تھا اور بعض نے کہا کہ وہ جمعہ کا دن تھا۔ علّامہ ابو الفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۷۸ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ جمعہ کے دن دسویں محرم اکسٹھ ہجری کو شہید کئے گئے اور کہا گیا ہے کہ تحقیق امام حسینؑ کا روز شہادت سنیچر کا دن تھا یہ روایت ابی نعیم فضل بن رکین سے کی گئی ہے اور جو کچھ ہم نے پہلے بیان کیا

وہ صحیح ہے ۔ لیکن جو کچھ عام لوگوں نے کہا کہ امام حسینؑ پیر کے دن شہید ہوئے غلط ہے حالانکہ وہ ایک ایسی بات ہے جو انہوں نے بلا روایت کہی ہے ۔جس محرم میں امام حسینؑ شہید ہوئے اس کی پہلی تاریخ بدھ کا دن تھا ہم نے یہ بات ہندی حساب کے ذریعے بہت سے زائچوں سے نکالی اور جب ایسے ہو تو محرم کی دسویں سوموار کے دن نہیں ہو سکتی ۔ ابوالفرج اصفہانی نے کہا : یہ دلیل واضح طور پر صحیح ہے اس کے ساتھ روایات بھی ملتی ہیں چنانچہ یہی روایت ہمیں احمد بن عیسٰی نے بیان کی اس نے کہا ہمیں احمد بن حرث نے حسن بن نصر سے بیان کی اس نے کہا ہمیں اپنے والد نے عمر بن سعد سے بیان کی اس نے ابی مخنف سے بیان کی اور دوسری روایت احمد بن محمد بن شبیہ نے بیان کی اس نے کہا ہمیں احمد بن حرث خزاز نے بیان کی اس نے کہا ہمیں علی بن محمد مدائنی نے ابی مخنف ، عوانہ بن حکم اور یزید بن جعدیہ وغیرہ سے بیان کی لیکن وہ جو علمائے عامہ نے بیان کیا ہے امام حسینؑ پیر کے دن شہید ہوئے اس کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ کوئی حقیقت ہے اور نہ اس بارے میں کوئی روایت ملتی ہے ۔ حاج محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحہ ۲۳۰ پر لکھا ہے کہ میرزا فرہاد نے قمقام میں لکھا ہے اس میں اختلاف نہیں کہ دسویں محرم کے روز سورج برج میزان کے اکیسویں درجے میں تھا اس وقت کے نجومیوں میں سے مرحوم فتح علی شاہ نے نقل کیا ہے اس کا مطلب استخراج محمد شاہ ہندی کے زائچہ سے کیا گیا ہے میرزا فرہاد یہ بھی فرماتے ہیں کہ جنگ کی ابتداء دن کے دو گھنٹے کے گزرنے کے بعد ہوئی تھی اور لڑائی کا اختتام ساڑھے آٹھ گھنٹے گزرنے پر ہوا اس بنا پر دو گھنٹے اور اڑھتالیس منٹ غروب آفتاب میں رہتے تھے کہ مصیبت کی خاک اہل دنیا کے سر پر گرائی گئی ۔

بروایت علامہ مجلسی بعض کتب معتبر میں امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جب اشقیاء حضرت امام حسینؑ کو شہید کر چکے تو ایک پرندہ آیا اور امام حسینؑ کے خون میں لوٹ کر اُڑ گیا اور مدینہ میں جا کر امام حسینؑ کی دختر جناب فاطمہؑ کے مکان کی دیوار پر جا بیٹھا جب جناب فاطمہ کی نظر اس پر پڑی تو دیکھا کہ اس کے پروں سے خون ٹپک رہا ہے یہ دیکھ کر جناب فاطمہ نالہ و فریاد کرنے لگیں اور فرمایا کہ یہ شہداء کربلا کی شہادت کی خبر میرے پاس لایا ہے جب اہل مدینہ اس بات پر مطلع ہوئے تو کہا یہ دختر چاہتی ہے کہ جادوئے عبدالمطالب کو تازہ کرے اور چند دنوں کے بعد مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ امام حسین اسی دن درجہ شہادت پر فائز ہوئے تھے اور یہ روایت دوسری روایات کی مخالفت کی وجہ سے غریب (نئی) روایت ہے۔ جلاء العیون: ۴۱۲

علامہ مسعودی نے مروج الذہب حصہ سوم مطبع مصر صفحہ ۷۱ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کی عمر شریف بوقت شہادت پچپن سال تھی بعض کے نزدیک ستاون سال اور بعض کے نزدیک کم و بیش تھی علامہ ابو اسحٰق نے نور العین مطبع مصر صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کی عمر اٹھاون سال تھی علامہ ابوالفرج اصفہانی نے مقاتل الطالبین مطبع قاہرہ صفحہ ۷۸ پر لکھا ہے کہ امام حسینؑ کی عمر روز شہادت چھپن سال اور کئی ماہ تھی۔

حاج محمد ہاشم خراسانی نے منتخب التواریخ مطبع طہران صفحات ۲۳۰ و ۲۳۳ پر لکھا ہے کہ حضرت سید الشہداء کی عمر شہادت کے وقت چھپن سال ستاون دن تھی اور آنجناب کی مدت امامت صحیح روایت کے مطابق دس سال دس مہینے اور دس دن تھی لیکن اس مظلوم کے قتل کرنے والا اصح اور مشہور یہ ہے کہ شمر ذی الجوشن ضبابی کلابی تھا جیسا کہ زیارت ناحیہ میں ہے اور شیخ مفید نے ارشاد میں، شیخ طبرسی نے اعلام الوریٰ میں اور ابن شہر آشوب نے مناقب میں اور بعض دیگر بزرگوں نے اس روایت کو ترجیح دی ہے شیخ صدوق سے امالی میں علامہ ابن طاؤس سے لہوف میں، ابوالفرج سے مقاتل الطالبین

میں اور علامہ ابن حجر مکی سے صداعق محرقہ میں معلوم ہوتا ہے کہ قتل کرنے والا سنان بن انس
نخعی تھا اور تاریخ طبری میں ہشام کلبی سے اور اس نے ابو مخنف سے نقل کیا ہے کہ حضرت
امام حسینؑ کو سنان بن انس نخعی نے شہید کیا اور عمدۃ المطالب میں ہے کہ صحیح یہ بات ہے
کہ امام حسینؑ کا قاتل سنان بن انس ہے محمد بن طلحہ شافعی سے مطالب السئول میں اور
علی بن عیسٰی اربلی سے کشف الغمہ میں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قاتل خولی بن یزید
اصبحی تھا اور سبط ابن جوزی کے تذکرہ سے نقل کیا گیا ہے کہ حصین بن نمیر نے امام
حسینؑ کو تیر مارا پھر اتر کر آپ کو شہید کیا اور ان کے سر کو اپنے گھوڑے کی گردن سے
لٹکا دیا کہ اس کے ذریعے ابن زیاد کا قرب حاصل کرے ۔

سید علامہ ابن طاؤس نے مقتل لہوف صفحہ ۸۶ پر لکھا ہے کہ ہلال کا بیان ہے کہ
میں عمر بن سعد کی فوج میں تھا میں نے دیکھا کہ سر مبارک جدا کرنے کے بعد بھی انہیں رحم
نہ آیا لاش حسینؑ برہنہ کرنے لگے جسد اطہر پر سے قمیص اسحٰق بن حویہ حضرمی نے اتاری مظلوم
کی اس قمیص میں ایک سو سے زیادہ تیروں نیزوں اور تلواروں کے نشان پائے گئے حضرت
صادق فرماتے ہیں کہ آپ کے جسم اقدس پر تینتیس ۳۳ نیزوں کے زخم تھے اور چونتیس ۳۴
تلواروں کے زخم تھے بحر بن کعب تیمی نے بڑھ کر جسد اطہر حسینؑ پر سے زیر جامہ بھی اتار
لیا ۔ آپ کا عمامہ ایک روایت کے مطابق اخنس بن مرثد بن علقمہ حضرمی لے گیا بنا بر دوسری
روایت کے جابر بن یزید اودی لے گیا کفش پا آپ کی اسود بن خالد نے پائے مبارک
سے اتار لی اور بجدل بن سلیم نے انگشتری کے لئے انگشت مبارک کو قطع کر ڈالا اس
ریشمی خز کی چادر کو جو زرہ کے اندر بدن اطہر پر لپٹی تھی اشعث بن قیس کھول کر لے
گیا آپ کی قیمتی زرہ عمر بن سعد اتار کر لے گیا اور آپ کی تلوار ایک روایت کے مطابق
جمیع بن خلق اودی نے لے لی بنا بر دوسری روایت کے بنی تمیم کے قبیلہ سے ایک
شخص اسود بن حنظلہ نامی نے ہتھیا لی اور ابن سعد کے بیٹے سے منقول ہے کہ مظلوم کربلا

کی شمشیر کو فلافس لے گیا اور محمد بن زکریا نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہی شمشیر بعد میں حبیب بن بدیل کے نواسہ کے پاس پہنچی اور اس کے قبضے میں دیکھی گئی لیکن یہ تلوار جو اس طرح بعد شہادت جسد اطہر پہ سے لوٹی گئی ذوالفقار نہ تھی وہ تو آج مانند اور تبرکات نبوت و امامت کے قائم آل محمد کے پاس موجود ہے اس کی تصدیق بہت سی روایتوں سے ہوتی ہے۔

لوط بن یحییٰ نے مقتل ابی مخنف مطبع النجف صفحہ ۹۳ پر اور علامہ ابو اسحٰق اسفرائنی نے نورالعین فی مشہد الحسین مطبع مصر صفحہ ۷۴ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ جو لوگ واقعہ طف (کربلا) میں موجود تھے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ امام حسینؑ کا گھوڑا ہنہناتا تھا اور میدان میں جتنے مقتولین پڑے ہوئے تھے ان کو یکے بعد دیگرے دیکھتا تھا یہاں تک کہ جسد اطہر امام حسینؑ پر پہنچا اور اپنی پیشانی خون میں مل کر رنگین کرلی ٹاپیں زمین پر دے دے مارتا تھا اور اس زور سے ہنہناتا کہ تمام میدان گونج اٹھتا تھا یزیدی فوج اس کی ان باتوں پر حیران تھی عمر بن سعد نے جب امام حسینؑ کے گھوڑے کو دیکھا تو ڈانٹ کر کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ یہ گھوڑا رسولؐ اللہ کی سواری کے گھوڑوں میں سے تھا حکم ملتے ہی وہ لوگ اِسے پکڑنے کے لئے سوار ہوئے گھوڑے نے تلاش کرنے والوں کی چاپ سُنی تو الف ہو ہو کر اور دولتیاں چلا چلا کر اپنے آپ کو بچانے لگا بہت سے آدمیوں کو تو مار ڈالا اور بہت سے سواروں کو ان کے گھوڑوں پہ سے گرا دیا اس پہ بھی جب کچھ بس نہ چلا تو عمر سعد نے آواز دی کہ اس کو چھوڑ دو دیکھیں تو سہی وہ آخر کرتا کیا ہے گھوڑے کو جب ان گرفتا کرنے والوں سے امن ملا تو لاشہ حسینؑ پر پہنچا اور اپنی پیشانی آپ کے خون میں رگڑنے لگا ہنہناتا جاتا تھا اور زن فرزند مردہ کی طرح رو رو کر آنسو بہاتا تھا اس کے بعد خیمہ گاہ پہ پہنچا ابی مخنف کہتے ہیں کہ حضرت زینب عالیہ نے گھوڑے کی آواز سنی تو حضرت سکینہ کے پاس تشریف لائیں

ارشاد فرمایا کہ سکینہ تمہارے بابا جان پانی لے کر آئے ہیں حضرت سکینہ پانی اور بابا کا ذکر سُن کر خوش خوش باہر تشریف لائیں تو گھوڑا خالی اور زین بے سوار کے پایا اوڑھنی سَر سے پھینک کر یہ بین کرنے لگیں ہائے اے شہید، ہائے بابا جان۔ ہائے حسینؑ والے حسینؑ ہائے ان کی مسافرت۔ افسوس ان کی دوری سفر پہ ہائے ہائے افسوس ان کی تکلیفوں کی زیادتی پر۔ ارے یہ حسینؑ اور جنگل میں ان کی قمیص اور عمامہ اتار لیا جائے ان کی انگوٹھی اور نعلین چھین لی جائے میں قربان جاؤں اُن کا سَر ایک زمین پر اور لاشہ دوسری زمین پر پڑا ہے قربان جاؤں اس شخص پر کہ جس کا سَر شام کی طرف ہدیتہً بھیجا جائیگا میں فدا ہو جاؤں اُس ذات پر جس کے اہلِ حرم دشمنوں میں رہ جائیں میں صدقے ہو جاؤں اس ذات پر جس کے اہلِ حرم دشمنوں میں رہ جائیں میں صدقے ہو جاؤں اس شخص پر جس کے لشکر کا پیر کے دن خاتمہ ہو گیا پھر آپ ڈھاڑیں مار کر رونے لگیں۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ باقی اہلِ حرم باہر نکل آئے گھوڑے کو خالی اور زین کو بے سوار پایا تو مُنہ پہ طمانچے مارنے لگیں گریبان چاک کر لئے اور یہ بین کرنے لگیں ہائے اے محمد! اے علیؑ مرتضیٰ! اے حسنؑ! اے حسینؑ! آج ہی محمدؐ مصطفیٰ نے رحلت کی ہے بس آج علیؑ مرتضیٰ نے شہادت پائی ہے آج فاطمہ زہرا دنیا سے اُٹھی ہیں عبداللہ بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ گھوڑا خیمے سے لوٹ کر فرات کی طرف چلا اور اپنے آپ کو اس میں گرا دیا۔ روایت کی گئی ہے کہ یہ گھوڑا حضرت صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ کے ساتھ ظاہر ہو گا۔ مقتل ابی مخنف۔

ختم شُد

(محمد رمضان خوشنویس)

This Electronic Copy is made for my children residing abroad but can be ... NAZAR ABBAS